

مُحَمَّدٌ رَّسُولُ اللَّهِ وَالَّذِينَ مَعَهُ أَشِدَّاءُ عَلَى الْكُفَّارِ رَحِيمًا بَيْنَهُمْ
تَرَاهُمْ رُكْعًا يَحْجَدُوا يَنْبَتُونَ فِضْلًا مِّنَ اللَّهِ وَرِضْوَانًا طَائِفًا



هُدَايَةُ الشَّيْعَةِ

جس میں

مسئلہ خلافت کی تفصیلی بحث، تفسیر کا پس منظر کتاب اللہ میں
صحیحہ کا مقام اور مشاجرات صحابہ کی ابحاث اذکر
وراثت انبیاء کی تحقیق وغیرہ مفید مضامین ہیں



مؤلف

قطب العالم حضرت مولانا رشید احمد صاحب گنج گوہی



ناشر

دارالانشاعت

مقابل مولوی مسافر خانہ کراچی ۱

Www.Ahlehaq.Com

بہتہام خلیل اشرف عثمانی

طابع پریس کراچی

قیمت :



ملنے کے پتے

دارالاشاعت مقابل مولوی مسافر خانہ کراچی ۱

ادارۃ المعارف ڈاکخانہ دارالعلوم کراچی ۱۵

مکتبہ دارالعلوم ڈاکخانہ دارالعلوم کراچی ۱۵

ادارۃ اسلامیات ۱۹ انارکلی لاہور

فہرست مضامین

صفحہ	مباحث	صفحہ	مباحث	صفحہ
۲۳	بدروعدہ میں نہیں ہوا کرتا	۱۳	۹	۱
	کوئی آیت الحاقی نہیں ورنہ وعدہ	۱۵	۱۱	۲
"	حفاظت غلط ہوگا	۱۵		۳
"	حفاظت قرآن کا مفہوم	۱۶	"	۴
۲۳	عقائد شیعہ اور تقیہ میں بے ربطی	۱۷	"	۵
	انصار و مہاجرین کا ایمان اور حضرت	۱۸	"	۶
"	علی رضی	۱۶	"	۷
۲۶	مہاجرین و انصار اور امام جعفر صادق رضی	۱۹	۱۶	۸
۲۷	خطبہ کا قول حجت نہیں	۲۰	۱۷	۹
۲۸	اہلسنت اور حضرت علی رضی کا مقام	۲۱	۱۸	۱۰
"	شیعہ کی مفروضہ حدیث بھی محل طعن نہیں	۲۲	"	۱۱
	خطار اجتہادی صورت معصیت	۲۳	۲۰	
۲۹	ہے حقیقت نہیں	۲۲		
۳۰	اہل بیت کے گھر جلانا بہتان ہے	۲۴	"	۱۲
"	خطار و عصیان اور ایمان	۲۵		۱۳
۳۱	مہاجرین امام کا ایمان بقول امام	۲۶	۲۳	

نمبر	مباحث	نمبر	مباحث	نمبر
۲۵	حدیث مذکورہ کو موضوع کتنا سفاہت ہے	۳۱	۲۸	۲۵
"	دراشت انبیاء کا مفہوم	۳۲	۲۹	"
۲۶	سیدہ کو حدیث مذکورہ کا علم نہ ہونا	۳۳	۳۰	۲۶
"	عیب نہیں	۳۴	۳۱	۲۷
۲۷	کتب کثرت سے لغت پر استدلال ہوگا	۳۵	۳۲	۲۸
"	نہ کہ دیگر امور پر	"	۳۳	"
۲۸	غیر موضوع لہٰذا پر استدلال کے مفاسد	۳۶	۳۴	۲۹
"	سیدہ اور صدیق کا کوئی خطبہ نہ ہو کتب	۳۷	۳۵	۳۰
"	اہل سنت میں نہیں	۳۸	۳۶	۳۱
۲۹	فضل صدیق اور امام ابو جعفر رضا	۳۹	۳۷	۳۲
"	سیدہ صدیق رضی سے ناراض ہو کر	۴۰	۳۸	۳۳
۳۰	فوت نہیں ہوئیں	"	۳۹	"
۳۱	حضرت فاطمہ رضا اور امام نہیں بھی شکر رنجی	۴۱	۴۰	۳۴
۳۲	ہوتی تھی	۴۲	۴۱	۳۵
۳۳	فدک اور حضرت علی رضا اور امام باقر رحمہ	۴۳	۴۲	۳۶
"	سیدہ کی تدفین	۴۴	۴۳	۳۷
۳۴	سیدہ کی قبر بقیع میں ہے	"	۴۴	۳۸
۳۵	سوال چہارم	۴۵	۴۵	۳۹
۳۶	جواب سوال چہارم	۴۶	۴۶	۴۰
۳۷	حدیث سخن معاشر الانبیاء اور	۴۷	۴۷	۴۱
۳۸	فدک کی تحقیق	"	۴۸	۴۲
۳۹	فدک فی تھا اور فی کا حکم	۴۹	۴۹	۴۳
۴۰	ایہ میراث کی مخاطب امت ہے رسول اللہ	۵۰	۵۰	۴۴
۴۱	صلی اللہ علیہ وسلم نہیں ہیں	۵۱	۵۱	۴۵

نمبر شمار	مباحث	نمبر شمار	مباحث
۵۱	منصوص نہیں ہوتا	۵۶	علی رضی کا حکم ہوا
۵۲	عقیدہ خلافت اور حضرت امام	۶۵	آیت میں ایہام و اشتراک ہے
۵۳	صاحب منہاج کا انصاف	۶۶	حضرت حضرت عباسؓ کو خلیفہ نامزد کر چکے تھے
۵۴	منافقین کو صحابہ جانتے تھے	۶۷	حضرت عمر رضی کا خلیفہ سے بار بار
۵۵	حضرت فاروقؓ کا اسلام اور فضائل	۶۸	پوچھنا کمال ایمان تھا، اور اس کے دلائل
۵۶	حضرت علیؓ نے حضورؐ کے فرمانے پر	۶۹	ام سجادؓ معصومیت کے باوجود
۵۷	لفظ رسول نہ مٹایا	۷۰	اپنے ایمان پر مطمئن نہ تھے
۵۸	فضائل شیخینؓ اور حضرت علیؓ	۷۱	معاذ اللہ عمر رضی منافق ہوں تو خلیفہ
۵۹	نکاح کلثومؓ	۷۲	جھوٹے ہوں گے
۶۰	خلافت سیدینؓ و اجماع صحابہؓ سے	۷۳	سوال پنجم
۶۱	منعقد ہوئی تھی	۷۴	جواب سوال پنجم
۶۲	اجماع کی مخالفت حرام ہے	۷۵	سوال ششم
۶۳	اصحاب ثلثہ کی خلافت اجماعی نہ	۷۶	جواب سوال ششم
۶۴	ماننے کے مفاسد	۷۷	تحریرات شیعہ
۶۵	آیت اِنَّمَا وَرِیْکُمْ مَثْبُتِیْ خَلَاْفَتِیْ	۷۸	امامت کا صحیح مفہوم
۶۶	بلا فصل نہیں	۷۹	احادیث سے ظاہر ہے کہ بعض ایام
۶۷	آیت میں اگر حضر مطلق ہو تو حضر علیؓ کے	۸۰	فتن میں امام نہ ہوگا
۶۸	بعد کوئی بھی امام نہیں ہو سکتا	۸۱	ترجمہ حدیث میں تحریف
۶۹	حدیث غدیر مثبت خلافت نہیں	۸۲	حضرت صدیقہ رضی پر افسردہ
۷۰	بروز علم شیعہ حضورؐ کو ستر بار اظہار خلافت		

نمبر	مباحث	نمبر	مباحث
۷۵	صدیقہ قاتلان عثمان پر لعنت کرتی تھیں	۷۴	خود حضورؐ کو بھی ہوا
۷۶	صدیقہ علیؑ کی خلافت کو بھی حق جانتی تھیں	۹۰	صراط پر اور قبر میں امامؑ کے بار میں سوال
۷۷	صدیقہ اور امامؑ کے مقابلہ کا پس منظر	۸۷	موضوعات شیعہ میں سے ہے
۷۸	ندامت محل طعن نہیں	۹۱	قتال صدیقہ کو ایذا ابولہب پر قیاس
۷۹	زلت انبیاءؑ سے بھی ہوئی اور حضرت علیؑ	۸۸	کرنا حماقت ہے
۸۰	بھی بقول خود خطا سے مامون نہ تھے	۹۲	حضرت صدیقہ کی خطا کا باعث بھی
۸۱	امامت کے فرائض	۸۹	حضرت علیؑ ہیں
۸۲	سوال ہفتم	۹۳	صرف ایک آیت کا منکر و مذہب بھی کفر ہے
۸۳	جواب سوال ہفتم	۹۴	حضرت ابراہیمؑ اپنے باپ کا گستاخ نہ
۸۴	امام اپنے مخالفین کو مسلمان مانتے تھے	۹۵	ہوئے حالانکہ وہ کافر تھا
۸۵	حضرت علیؑ نے بیعت کر کے حکم الہی منسوخ کیا	۹۶	حضرت عائشہؓ باوجودیکہ محبوبہ رسولؐ ام المومنین
۸۶	شیعہ مفسر طبرسی اور صدیقؑ کی خلافت بلا فصل	۹۷	یہ شیعہ نے کتنی گستاخیاں کیں
۸۷	ازواج مطہرات اور قرآنی مباحث	۹۸	سوال ہشتم
۸۸	ازواج مطہرات اور قرآنی مباحث	۹۹	جواب سوال ہشتم
۸۹	ازواج مطہرات اور قرآنی مباحث	۱۰۰	امام حسنؑ نے خاٹت خون سلیمین کے لیے
۹۰	ازواج مطہرات اور قرآنی مباحث	۱۰۱	صلح کی ورنہ آپؐ کے لاکھوں جاں نثار تھے
۹۱	ازواج مطہرات اور قرآنی مباحث	۱۰۲	حضرت امام حسینؑ نے نامرود کا نہ پنا
۹۲	ازواج مطہرات اور قرآنی مباحث	۱۰۳	(برعکس قوم شیعہ)
۹۳	ازواج مطہرات اور قرآنی مباحث	۱۰۴	امیر معاویہؓ کی خلافت امام حسنؑ کے
۹۴	ازواج مطہرات اور قرآنی مباحث	۱۰۵	نزدیک جائزہ تھی
۹۵	ازواج مطہرات اور قرآنی مباحث	۱۰۶	ازواج مطہرات اور قرآنی مباحث
۹۶	ازواج مطہرات اور قرآنی مباحث	۱۰۷	ازواج مطہرات اور قرآنی مباحث
۹۷	ازواج مطہرات اور قرآنی مباحث	۱۰۸	ازواج مطہرات اور قرآنی مباحث
۹۸	ازواج مطہرات اور قرآنی مباحث	۱۰۹	ازواج مطہرات اور قرآنی مباحث
۹۹	ازواج مطہرات اور قرآنی مباحث	۱۱۰	ازواج مطہرات اور قرآنی مباحث
۱۰۰	ازواج مطہرات اور قرآنی مباحث	۱۱۱	ازواج مطہرات اور قرآنی مباحث

صفحہ نمبر	مباحث	صفحہ نمبر	مباحث	صفحہ نمبر
۹۹	حضرت علیؓ کا فرمان کہ لوگوں کے لیے امیر ضروری ہے، خواہ اچھا ہو یا بُرا	۹۳	۱۰۸	اہل بیت و ازواج مطہرات پر عتاب بسبب تعلق و شفقت کے تھا
۱۰۰	اہم حسنؓ کی خلافت خلافت نبوت تھی	۹۴	۱۰۹	بندگان خاص کی معمولی زلت پر فوری تنبیہ ہوتی ہے اور اہل ابواء کو وٹھیل دی جاتی ہے
۱۰۱	اتحادِ خلافت کے لیے بیعتِ خواص لازم ہے	۹۵	۱۱۰	اہل شیعہ متخلفین عن الثقلین میں اور اس کے شواہد
۱۰۲	تمام ائمہ میں استعدادِ خلافت مکمل تھی مگر اس کا ظہور نہ ہو سکا	۹۶	۱۱۱	تمسک اور تخلف کی ایک علمی بحث
۱۰۳	یزید کی امارت اجماعی نہ تھی خواص نے روک دیا عوام کا اعتبار نہیں۔	۹۷	۱۱۲	ایک نکتہ
۱۰۴	سوال نہم	۹۸	۱۱۳	شیعہ کے نزدیک قرآن غیر معتبر ہے
۱۰۵	جواب سوال نہم	۹۹	۱۱۴	شیعہ اور حضرت عباسؓ
۱۰۶	چند آیات اور احادیث کے معانی	۱۰۰	۱۱۵	بنات طہیات اور قرآن
۱۰۷	حسینؓ کا باب اللہ اور تمسک بالثقلین کے معنی ایک ہی ہیں	۱۰۱	۱۱۶	اثر اولادِ حسینؓ نہ کو شیعہ نہیں مانتے
۱۰۸	آئمہ مجنون کفار کا قول تھا یا عملاً شیعہ کا ہے	۱۰۲	۱۱۷	آیۃ تطہیر ازواج مطہرات کے حقیقی اثر
۱۰۹	ہذیان کا بہتان	۱۰۳	۱۱۸	شیعہ تمام صحابہؓ کو مرتد جانتے ہیں
۱۱۰	سوال دہم	۱۰۴	۱۱۹	بعض شبہات اور ان کا جواب
۱۱۱	جواب سوال دہم	۱۰۵	۱۲۰	خاتمہ کتاب

تمت



اعتذار از ناشر

زیر نظر کتاب ہدایت الشیعہ کے بارے میں کچھ لکھنا غیر ضروری بلکہ بے ادبی ہے کیوں کہ اس کتاب کے مصنف حضرت مولانا رشید احمد گنگوہی قدس سرہ ہیں اور ان کا نام نامی اس کے مستند ہونے کی پوری ضمانت ہے۔

در اصل یہ کتاب شیعہ حضرات کی طرف سے کئے گئے دس سوالوں اور ایک اشتہار کا مسکت جواب ہے جس کو اگر بنظر انصاف پرٹھا جائے تو شیعہ دوستی اختلاف ختم ہو سکتا ہے (جس کی اس زمانہ میں شدید ضرورت ہے) یہ کتاب تقریباً ۲۸۰ لہجہ کی تصنیف ہے جس کے متعدد ایڈیشن شائع ہو کر مقبول خاص و عام ہوئے لیکن اُس وقت کی طباعت میں پیرا گراف اور عنوانات نہیں تھے جس کی وجہ سے استفادہ مشکل تھا۔ اللہ تعالیٰ جزائے خیر عطا فرمائے مولانا اسلم صاحب سابق خطیب مسجد پولیس ہیڈ کوارٹر کراچی کو انھوں نے پوری کتاب میں پیرا گراف اور عنوانات اس خوبی سے لگائے کہ کتاب کے سارے مضامین فہرست کے آئینے میں نظر آنے لگے اور کتاب کی ذاتی جاذبیت نمایاں ہو گئی نیز مولانا موصوف نے اس بات کی بھی پوری کوشش فرمائی کہ جناب مصنف کی اصل عبارت میں ادنیٰ تصرف بھی نہ کیا جائے۔

عنوانات صرف اصل مضمون کی مناسبت سے لکھے گئے ہیں اور پوری کتاب کی اصل عبارت جوں کی توں ہے۔ یہ فہرست مضامین والا ایڈیشن مولانا اسلم صاحب نے تقریباً ۱۹۶۳ء میں اپنے مکتبہ حقانیت سے شائع کیا تھا لیکن اب عرصہ سے نایاب تھا اس لیے اس کو عکسی طباعت کے ذریعے اب دارالاشاعت کراچی سے شائع کیا جا رہا ہے۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ قبول و منظور فرمائے آمین۔ ذی قعدہ ۱۳۹۵ھ

بند کا محمد رضی عثمانی

۱۹ نومبر ۱۹۷۵ء



دیسکاچہ

الحمد لله الذي خلق السموات والارض وجعل الظلمت والنور ثم الذين
كفروا ببرهم يعدون هم والصلوة والسلام على من هداانا الى الصراط
المستقيمهم وحذرنا وبصرنا سوء عواقب البدع والاهواء والشرو ثم الذين
ظلموا عن الصراط لنا يكون هم وعلى آله واصحابه الذين يذنبوا اموالهم انفسهم
في الاء كلمة الحق وترويح الدين المتينهم وفازوا وصعدوا درجات القرب
والحضور ولو عرض عليهم الا نامل الذين هم في غياوتهم ضلالتهم يهينهم
اما بعد، بنده عاجز نابود ابو محمود کتب فروش عفا عنه الرب المعبود که کچھ چنداں
علم نہیں رکھتا مگر صحبت علماء اہل حق سے بہرہ ور رہا ہے، اور مکاتذیل باطل شیعہ سے
بخوبی واقف ہوا عرض کرتا ہے کہ دریں ایام ایک رسالہ متضمن دس سوالات مفہومات شیعہ
نظر سے گذرا کہ مؤلف اس کا بزعم اپنے علم کے حسب عادات اپنے اسلاف کے کوسلہ الملکی
سمجھاتا ہے۔ اور انہی اعتراضات قدیمہ کو بطرز دیگر لباس دے کر مدعی ہے کہ اگر کوئی مجھ کو
سمجھا دیوے تو اپنا مذہب ترک کروں اور یہ ایک دھوکہ عوام اہل سنت کو دیتا ہے کیونکہ
اس کے اسلاف صد بار ساکت ہوئے تو کون راہ پر آیا؟ مگر یہ ایک شوشہ ہے جانتا ہے
کہ علمائے اہل سنت اپنی فکر معاش سے خالی نہیں نہ کوئی آپ تک آوے گا نہ آپ کو
روزِ سیاہ مناظرہ نظر آئے گا، نہ نوبت ترک مذہب کی پہنچے گی۔

اگر آپ کو ایسا شوق مناظرہ ہے تو ہم ہی عرض کرتے ہیں کہ آپ سہارنپور تشریف
لائیں علماء تو ایک طرف یہ عاجز ہی آپ سے نبٹ لے گا مگر کیا تعجب کہ آپ ثالثی نصاریٰ

اور سب دہر عقد مجلس مناظرہ کرتے ہیں اور ان دونوں گروہوں کا حال بخوبی واضح ہے کہ ان کے اعمال اور عقائد میں کیا کیا خرافات اور محالات ہیں۔ پھر جن کی رائے اور فہم کا حال اپنے دین میں یہ کچھ ہو غیر مذہب کو کیا سمجھیں گے؟ مگر بقول کل شئی یرجع الی اصلہ شاید آپ کو ان کی راہ و رسم کچھ پسند آتی ہے۔ خیر غرض یہ سب آپ کے افسانہ ایک زمانہ سازی عوام کا بہکانا ہے ورنہ علمائے شیعہ سے بقول آپ کے (سوائے) کاغذ سیاہ کیے اور کیا کبھی ہو سکا ہے؟ یہ کتب مناظرہ تحریری موجود ہیں، اگر تم میں سے کسی کو فہم و فراست صحیح ہو تو دیکھو۔

اور معرک میں علماء تو ایک طرف کبھی عوام سے بھی آپ لوگوں نے میدان پایا ہے جواب آپ حوصلہ کرتے ہیں؟ مولوی حامد حسین لکھنوی بایں دعویٰ علم کہ عالم ملک و ملکوت میں بزم عم شیعہ نظیر نہیں رکھتے، میرٹھ میں باوصف اصرار و تکرار خاص عام مولوی محمد قاسم صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ دوام فیوضہ کے مقابلہ میں نہ آئے اور گھر سے باہر نہ نکلے اور خلوت میں بھی مولانا نے شیعوہ مخلص بن کر باب فذک میں پوچھا تو دم چڑا کر اٹھ کھڑے ہوئے البتہ اب آپ کچھ کیتا ہے دوران اپنے قدماء سے بھی بڑھ کر ہوئے ہوں گے جو یہ دعوائے لا حاصل ہے۔ سو آپ تشریف لائیں درمیان مناظرہ دیکھیں مگر آپ کی تحریر سے آپ کا علم و فضل معلوم و مفہوم نہیں ہوتا۔ نہ معلوم کہ کس وقت پر یہ زور و شور ہے شاید مناظرہ کے لیے کچھ دم محفوظ کر رکھا ہوگا۔ خیر یہ جواب تو آپ کے اشتہار کا ہے۔ اب جواب سوالات کا بہ نہایت اختصار لکھتا ہوں۔ اور آپ کے کلام لائیں کا جواب یکسر ترک کرتا ہوں، الا ماشاء اللہ کہ آپ کی گستاخی تحریر پر کچھ لکھا جائے سورہ فوجائے جزاء سِیئۃ سِیئۃ وثلثھا محل حسن پر حمل کیا جاوے، ورنہ حتی الامکان وَاِذَا سَمِعُوا اللّٰغُوَا غَرَضُوا عَنْہُ وَقَالُوا لَئِنْ اَعْمٰیْنَا وَ لَکُمْ اَعْمٰی لَکُمْ سَلَامٌ عَلَیْکُمْ لَا نَبْتَغِی الْجَاهِلِیْنَ ہ پر عمل ہوگا۔ وَ سَمِیئۃ بِہِدَایۃ الشیعۃ واللہ یہدی من یشاء الی صراط مستقیم



اشتہار ضروری

بعد حمد و صلوٰۃ کے عرض کرتا ہے یہ حقیر محمد ہادی ابن مرزا علی صالح با شذہ مکھنوتامی
 علماء اہل سنت کی خدمت میں یہ کہ اکثر سماعت میں آیا ہے کہ آپ حضرات جب کہیں صنعائے
 شیعہ کو تنہا پاتے ہیں تو انواع و اقسام کے دلائل اپنے مذہب کی حقیقت کے اور
 فضائل محاربان اور مخالفان پیغمبر کی عترت کے بیان فرما کر نہایت افتخار فرماتے ہیں گویا
 درپردہ علماء امامیہ کو پھیرتے ہیں اگر ادھر سے جواب نہ دیا جائے تو اور اپنے دعوے
 پر اصرار کرتے ہیں چنانچہ مولوی میر سید حسن کامل نے میرزا میر خاں صاحب کے ناحق بحث
 شروع کی اور گفتگو یہاں تک برپا ہو گئی کہ فرمایا کیا ہوا جناب فاطمہؑ ناخوش ہو گئیں۔ اور اسی
 طرح میر حامد حسین صاحب کے کلمات ناشائستہ شان اہل بیت میں اور سخنان ناشائستہ
 علمائے امامیہ کے حق میں سنائے اور مظفر حسین ناظر ایڈیشنل جج ساکن محلہ اسلام پور نے
 خادم حسن کو پریشان کیا۔ قطع نظر اس کے صدر علی نے مجھے لکھ بھیجا کہ پیغمبرؐ غذا شیعہ
 تھے یا سنی؟ اور دو چار مہینہ کے عرصہ میں مقام ٹکاری سے دو دو قطع کر کے سوالات
 آئے جن کے لیے دو سالے لکھنے کا اتفاق ہوا اور چار سوال ایک دفعہ اور ایک صاحب
 نے حاجی بکائی صاحب کی معرفت بھیجے تھے کہ میں نے ان کا جواب ”تنبیہ السائل“
 لکھا ہے۔ میں پوچھتا ہوں کہ یہ صاحب میرے پاس کیوں نہیں آتے کہ میں ان کی اچھی طرح
 تسکین کروں، مگر معلوم ہوا کہ یہ لوگ گھر بیٹھے بیٹھے نہ کتاب فریقین دیکھتے ہیں نہ تحقیق
 کا شوق ہے، بعض تو سنی سنائی اور بہت تحفہ کے سوالات سے ایک دو سوال جن کا جواب

۱۵ یہ اشتہار جو شیعہ حضرات کی طرف سے ہے اصل کتاب میں کتاب کے آخر میں درج تھا لیکن اب
 ناظرین کی سہولت کے لیے دیباچہ کے بعد اور اصل کتاب کے سپرے درج کیا جاتا ہے ۱۲ (ناشر)
 ۱۶ یہ اشتہار حضرات شیعہ کی طرف سے ہے جس کا ذکر دیباچہ میں کیا گیا ہے ۱۲ (ناشر)

صد ہا طریق سے ہو چکا ہے تفریحا لکھ بھیجتے ہیں، اور یہاں ان کے جواب میں تنختے کے تنختے سیاہ کرنے پڑتے ہیں۔ اگر جواب ان کے پاس جاتا ہے تو اس کو دیکھتے تک نہیں، اور نہ قائل ہوتے ہیں، ایسی صورت میں کہاں تک کاغذ سیاہ کیا جائے اور کب تک جواب تحریر کیا جائے۔ جب وہ خود چھپر پڑتے ہیں اور واقعی سمجھتے ہیں اور تسکین کے طالب ہیں تو مجھے بھی ضرور ہوا کہ اس طرح ان کی تسکین کروں کہ جمیع علمائے اہل سنت کو اطلاع دوں کہ تحریر تو صد ہا برس سے ہوتی آئی ہے اب تقریر سے صفائی ہو جائے تو بہت اچھی بات ہے اگر آپ لوگ اپنے دعوے پر صادق اور اپنی سمجھ پر وثاق ہیں تو ایک کام کیجئے کہ ایک قرار نامہ کامل پر چھپڑی کروا کر چار ثالث دو انگریز اور دو ہندو ذی علم و ذی فہم مقرر کر کے باہم مباحثہ کریں، جو اپنے مذہب کی حقیقت اور ناجی ہونا اپنا دوسرے کی کتاب سے ثابت کر دے وہ حق پر ہے پھر دوسرا ایمان لانے میں حجت و تکرار نہ کرے، اور خرچ مثالثوں اور انجمن کاوسی دے اور جو اس سے نکل جاوے تو پھر اپنے مذہب کی حقیقت کو اپنی صحبت کیا دل میں بھی خیال نہ کرے۔ چنانچہ میں نے ٹکاری کے سوالات کے جواب میں بھی پہلے جھکڑا چکانے کو بھی درخواست کی تھی کہ ایک سے ہزار تک ان شرائط پر موجود ہوں، اور جو لوگ صنعائے شیعہ کو چھپر پڑتے ہیں وہ میرے سامنے آئیں اور دیکھیں معجزات ائمہ اثنا عشر کو اور حقیقت عمرت پیغمبر کو وباللہ التوفیق و بس قطعہ

ہر ایک طرح پر پو بارہ اپنے ہوئے، ہم اللہ والوں سے چھکے چھٹے
اوڑا کر سر زور تاریخ لکھ دو خمسہ سوالوں سے چھکے چھٹے

فقط تحریر ہشتم ماہ جمادی الآخر روز شنبہ قریب نصف النہار ۱۲۸۸ھ سمت اختتام

پدیر رفت۔



بقیہ اشتہار

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

الحمد لله خالق الشمس والقمر وصلى الله على حبيبه وعلى آله خير البشر سيما وصيه وخليفته على بن ابى طالب قاطع باب خيبر والسلام على اصحابه الذين لم يتخلفوا عن ثقل الاصغر والاكبر۔

اما بعد، عرض کرتا ہوں بندہ اصغر خداوند اکبر محمد ہادی بن مرزا علی صالح باشندہ لکھنؤ کہ جمادی الآخر کی اول تاریخ سے تا روز عید قربان برابر ہر سال منظر پور میں ضرور ہوتا ہوں، کہ جناب نواب سید محمد تقی خاں صاحب بہادر و ام اقبالہ کا ملازم ہوں، اشتہار سے واضح ہوا ہوگا کہ میں نے حضرات علمائے اہل سنت سے طلب مناظرہ کیا ہے، مع اقرار نامہ اختیار مذکور اور اب پھر عرض کرتا ہوں کہ جس کا جی چاہے شرائط مندرجہ اشتہار کا عامل ہو کر تشریف ارنائی فرمائے اور ضعفائے اہل سنت کی خدمت میں یہ گزارش ہے کہ مروین میں جس کو شک ہو وہ بے تکلف تشریف لائے، انشاء اللہ تعالیٰ کوئی کلمہ ان کے مزاج مبارک کے خلاف میری زبان سے نہ نکلے گا اور آیات قرآنی اور احادیث حبیب سبحانی کتب اہل سنت سے نکال کر ان کا کھل البصر دور کر دوں گا انشاء اللہ المستعان تاکہ حق کو بے نقاب دیکھ لیں۔ اے مسلمانوں! جانو کہ دریافت حق زندگی میں واجب جب سفر آخرت کا سامان ہوا تو کچھ مفید نہیں نہ عذر طریقہ آبائی سنا جاوے گا، نہ تعلید علماء کام آئے گی پس خدا نے عقل دی ہے اور غافل نہ رہو کہ اہل امت کلمہ گو میں تہتر فرقوں میں سے ایک ہی فرقہ جہنم سے نجات پائے گا، کس لیے کہ آنحضرت کا قول لغو نہیں ہے اور بغیر اس فرقہ ناجی کے اختیار کئے سب عبادت

۱۔ یہ عبارت اصل اشتہار کی عبارت کی اشاعت کے بعد مصنف اشتہار یعنی مرزا محمد ہادی شیعہ نے تصدیقاً تحریر کی ہوگی جس کو بقیہ اشتہار کا عنوان دیا گیا ہے (ناشر)

بیکار رہے، کیوں کہ اگر فقط عبادت سے نجات ہوتی تو پھر نجات کو عبادت ہی کی قید کافی تھی۔ اب آؤ ہم تمہیں راہ ہدایت دکھائیں، اگر حق پہچان گئے تو ہوا المراد۔ اور اگر شک ہے تو اپنے علماء سے تسکین چاہو، اگر وہ تمہاری کتب سے تسکین کر دیں تو بھلا ہم ہی تمہاری بدولت ہدایت پائیں یہ احسان ہوگا کہ باطل کو چھوڑ کر راہ پر آجائیں گے ورنہ آپ لوگوں کو ملت پیغمبر ملے گی اور تمہیں ثقلین سے ہوگا۔ یعنی کتا اللہ اور عمرت رسول اللہ سے کہ بغیر اطاعت ثقلین نجات محال ہے۔ پس اب تشریف لانے میں کسی طرح کا نقصان نہیں ہے، فائدہ ہی فائدہ ہے، فسمیتہ بداعی المسلمین الی الحق والیقین واللہ الہادی والمعین وبہ نستعین۔ پس چند سوال کہ جاوہ حق دکھانے والے ہیں بیان کرتا ہوں تاکہ ان کے وسیلہ سے آپ لوگوں کی ملاقات سے مشرف ہوں کہ پہلے اپنے علماء سے پوچھیں پھر مجھے سرفراز کریں تاکہ میں سرمہ حق ہیں آپ کی چشم حق جو میں لگاؤں (مضمون اشتہار از شیعہ تمام شد)



مقدمہ

تقیہ کی بے بنیادی

شیعیت کی دعوت ناجائز ہے | اول قبل جواب یہ لکھنا ضروری ہے کہ آپ ضعیفائے اہل سنت کو اپنے مذہب کی طرف دعوت کرتے ہیں اور رغبت دلاتے ہیں سو خیر کوئی شامت کا مارا سستی آپ کے فریب میں آوے یا نہ آوے گا، مگر آپ تو اس دعوت کرنے سے خود مخالف معصوم ہو کر فاسق بن گئے کیوں کہ آپ کے مذہب میں بقول امام محمد جعفر صادقؑ "دعوت غیر مذہب والوں کو اپنے مذہب میں حرام ہے کلینی کی روایت ہے کہ

قَالَ اِمَامُ اَبُو عَبْدِ اللَّهِ جَعْفَرُ بْنُ مُحَمَّدٍ عَنْ النَّاسِ وَلَا تَدْعُوا أَحَدًا إِلَى
أَمْرِ كُمْ هَذَا۔

(ترجمہ) "باز رہو لوگوں سے اور مت بلاؤ اپنے امر مذہب کی طرف کسی کو۔"

سو فرمائیے کہ اس دعوت حرام کا کرنے والا کون ہوا؟ اور پھر اس کو جو حلال جانے اور تقرب پہچانے تو وہ بحسب عقائد شیعہ مسلمان ہے یا کافر؟

تقیہ اور امام جعفر صادقؑ | اور اگر عذر کہہ دے کہ یہ حضرت امام نے بطور تقیہ فرمایا ہے تو یہ عذر بالکل بے ہودہ ہے کیوں کہ حضرت امام جعفرؑ کو تقیہ ہرگز درست نہیں تھا۔ چنانچہ کلینی وصیت نامہ بھنار میں وصیت امام جعفرؑ کی یوں روایت کرتا ہے کہ:

حَدَّثَنَا النَّاسُ وَأَفْتَاهُمْ وَلَا تَخَافَنَّ أَحَدًا إِلَّا اللَّهَ وَالنَّسْرَ عَلَيْهِ أَهْلُ
بَيْتِكَ وَصَدِّقُ آبَائِكَ الصَّالِحِينَ فَإِنَّكَ فِي حَرَمٍ وَأَمَانٍ۔

(ترجمہ) "حدیث بیان کہ لوگوں سے، اور فتویٰ دے ان کو، اور مت ہرگز خوف کہ

کسی سے سوائے اللہ تعالیٰ کے، اور منتشر کر علوم اہل بیت اپنے کا، اور تصدیق کر اپنے باپ
داؤد صالحین کی، پس بیشک تو پناہ دامن میں ہے۔“

اور ایک روایت میں ہے:-

قُلِ الْحَقُّ فِي الْأَمْنِ وَالْخَوْفِ وَلَا تَخْشِ إِلَّا اللَّهَ

(ترجمہ) ”کہہ سچی بات امن اور خوف میں اور مت ڈر سوائے اللہ کے کسی سے۔“

اور مع ہذا بڑی حیرت اور افسوس کی بات ہے کہ یہ قول حضرت کا اپنے خواص کو تھا اگر
حضرت خواص سے بھی تقیہ کرتے تھے تو آپ کی ساری روایات غیر معتبر واجب ترک ہوئیں، اور
بنائے مذہب شیعہ ہی منقطع ہو گئیں۔

تقیہ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم | اب جو ذکر تقیہ کا آیا تو کچھ مختصر بطور تمہید کے لکھتا ہوں
کہ سب جوابات میں کام آوے گا۔ علمائے شیعہ کو تقیہ کی اڑ نہایت عمدہ ملی ہے۔ اس ذریعہ سے
اپنے مذہب کو تمام رکھا ہے اور تقیہ کو اول تو ائمہ پر واجب کر رکھا ہے۔ مگر فی الحقیقت یہ
نہایت چرچوز غدر ہے۔ کیوں کہ اگر تقیہ واجب ہوتا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جو کچھ
اظہار اسلام و اظہار حق میں تکالیف اٹھائیں کسی شیعہ پر مخفی نہیں، سوچا ہیے کہ معاذ اللہ حسب
قاعدہ اہل تشیع خود رسول اللہ ہی عاصی و فاسق ہو دیں کہ تیرہ سال تک مکہ میں کس قدر خور و
جفا اٹھائی، اور کبھی کفار کے ساتھ بتقیہ موافقت نہ کی۔ اگرچہ یہاں گنجائش تحریر بہت ہے مگر بہ
نظر اختصار مختصر کلام ہے۔ عاقل کو یہی پس ہے اور علی ہذا حال حضرت حسین رضی اللہ عنہ کا
مشہور ہے کہ جان و آبرو سب دی، مگر تقیہ نہ کیا۔ سو وہ بھی شیعہ کے نزدیک حرام موت
مرے معاذ اللہ۔

تقیہ اور قرآن مجید | اور خود حق تعالیٰ قرآن شریف میں اس تقیہ ساختہ پر داخہ شیعہ کو
حرام فرماتا ہے:-

إِنَّ الَّذِينَ تَوَفَّاهُمُ الْمَلَائِكَةُ كُلًّا مِّنْ أَنْفُسِهِمْ قَالُوا فِيمَ كُنْتُمْ قَالُوا كُنَّا

مُتَضَعَيْنِ فِي الْأَرْضِ قَالُوا أَلَمْ تَكُنْ أَرْضُ اللَّهِ وَاسِعَةً فَهَذَا جَدُّا فِيهَا
فَأُولَٰئِكَ مَا لَهُمْ جَهَنَّمُ وَسَاءَتْ مَصِيرًا -

(ترجمہ) ”بے شک وہ لوگ کہ قبضِ ارواح کی ان کی فرشتوں نے اس حال میں کہ ظلم کر رہے
تھے وہ اپنی جانوں پر (یعنی ظاہر میں مسلمان نہیں ہوئے تھے بخوف کفار منہ) تو کہا فرشتوں
نے تم کس حال میں تھے، کہا انھوں نے ضعیف تھے دنیا میں کمزور۔ کہا فرشتوں نے کیا
اللہ کی زمین میں گنجائش نہیں تھی کہ تم ہجرت کر جلتے ہاں سے کہیں اور؟ پس وہ لوگ ٹھکانا
اُن کا جہنم ہے اور بُرا ہے ٹھکانا“

اور یہی بات ہے کہ ائمہ کوئی بڑھیا عورت یا بوڑھے مرد ہپ ہپ کرتے نہیں تھے
اور نہ بچے معصوم کہ راہ چلنا اور گھر سے نکلنا ان کو محال تھا تا معذور ہوتے۔ لہذا اس آیت کے
بعد دوسری آیت مذکور ہے۔ ائمہ کے حق میں اس سے رخصت نہیں نکل سکتی۔

دوسری جگہ قرآن شریف میں ہے :-

أَمْ حَسِبْتُمْ أَنْ تُدْخِلُوا الْجَنَّةَ وَلَمَّا يَأْتِكُمْ مَثَلُ الَّذِينَ خَلَوْا مِنْ قَبْلِكُمْ
مَسْتَهْمِلِينَ أَلَمْ نَكُ أَهْلَ الْبَرَاءَةِ وَنُزِّلُوا آحْتَى يَقُولَ الرَّسُولُ وَالَّذِينَ
أَمْنُوا مَعَهُ مَتَى نَصْرُ اللَّهِ إِنْ أَرَأَيْتُمْ أَنَّ اللَّهَ قَرِيبٌ -

(ترجمہ) ”کیا گمان کیا تم نے کہ داخل ہو جاؤ گے تم جنت میں اور نہ آئی تم پر مثل پہلوں
کے کہ لگی ان کو تکالیف اور مشقتیں، اور بلا دیئے گئے یہاں تک کہ کہ پڑے رسول اور
اس کے ساتھ مومن کب آوے گی نصرت اللہ کی، ہوشیار ہو جاؤ کہ نصرت اللہ کی قریب آئی ہے“

اور فرماتا ہے :-

أَمْ حَسِبْتُمْ أَنْ تُدْخِلُوا الْجَنَّةَ وَلَمَّا يَعْلَمِ اللَّهُ الَّذِينَ جَاهَدُوا مِنْكُمْ وَيَعْلَمَ
الصَّابِرِينَ -

(ترجمہ) ”کیا گمان کرتے ہو تم، کہ جنت میں جاؤ گے تم؟ اور نہ ظاہر جو ان کے مجاہد کو تم میں سے

اللہ اور ظاہرِ ہمان لے صابروں کو؟

سوائے اس کے بہت آیات ہیں، اگر عقل اور آنکھ ہو تو قرآن شریف ہر شخص کے پاس موجود ہے دیکھ لیوے۔ مومن کو تو یہی تین آیات بس ہیں۔

تقیہ اور حضرت علی | اور نہج البلاغہ میں حضرت امیر رضی اللہ عنہ سے منقول ہے:-

إِنِّي وَاللَّهِ لَوَلَيْتُهُمْ وَاحِدًا وَهُمْ طَلَاعُ الْأَرْضِ كُلِّهَا مَا بَالِيَتْ لَا اسْتَوْحِشْتُ

(ترجمہ) "میں بیشک قسم اللہ کی اگر میں ان لوگوں سے تنہا اور وہ بھری ہوئی زمین کے

قدر ہوں تو کچھ پرواہ نہ کروں اور وحشت نہ کروں۔

اور بحسب المناقب میں ہے کہ:-

خَطَبَهُمُ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ قَالَ لَوْ صَرَفْنَا كُمُ عَمَّا نَعْرِفُونَ إِلَى مَا تُشْكُرُونَ مَا

كُنْتُمْ تَصْنَعُونَ قَالَ فَسَكْتُوا. قَالَ ذَلِكَ ثَمَلًا فَقَامَ عَلِيٌّ فَقَالَ إِذَا كُنَّا

نَسْتَيْبُكَ فَإِنْ ثُبَّتْ قَبْلُنَاكَ قَالَ وَإِنْ لَمْ آتُبْ قَالَ إِذَا انْضَرَبَ الَّذِي

فِيهِ عَيْنَاكَ.

(ترجمہ) "خطبہ پر ملھا حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے پس کہا کہ اگر میں پھیر دوں تم کو امر معروف اور نہی

امر منکر کی طرف تو تم کیا کرو۔ کہا راوی نے کہ سب چپ رہے حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے تین بار تکرار

کیا اس اپنے قول کو، سو علیؑ کھڑے ہوئے اور کہا کہ اب تجھ سے توبہ لیں ہم اگر توبہ کرے

تو تو ہم تجھ کو قبول رکھیں۔ کہا عمر رضی اللہ عنہ نے اگر میں توبہ نہ کروں؟ کہا علی رضی اللہ عنہ نے کہ پھر باتیں

ہم اس کو جس میں تیری آنکھیں ہیں (یعنی تیرا سر سمجھ لوں) منہ۔"

اب ذرا شیعہ انصاف کریں کہ ایسا شخص جو سارے عالم سے نہ گھبراوے (اور حضرت

عمرؓ کو مجمع عام میں کہ وہ سب کے سب بزرگ شیعہ اعداء حضرت امیرؓ تھے کیسا جواب دیا تقیہ

کر سکتا ہے؟ اور تقیہ اس کی شان میں کسی عاقل کا کام ہے کہ تجویز کرے؟ معاذ اللہ۔ اور

اس قسم کی روایات کتب معتبرہ شیعہ میں بہت ہیں۔ بخوف اطناب تک کی ہیں۔ اگر شیعہ مومن ہیں اور

اپنی کتابوں کو صحیح جانتے ہیں تو یہی دور روایات کافی ہیں۔

ائمہ کے لیے تقیہ کی کوئی وجہ نہ تھی | تھوڑی سی بات ہے کہ تقیہ اگر کوئی کرتا ہے تو محل

خوف میں کرتا ہے سو ائمہ کہ اپنی موت و حیات پر قادر ہیں چنانچہ کلینی نے اس بات کو بہت

عمدہ روایات سے ثابت کیا ہے اور سب علماء شیعہ اس پر متفق ہیں، اُن کو کس کا خوف ہو سکتا ہے اور

ان کو کیا وجہ اور ضرورت تقیہ کی پڑتی ہے۔ ہاں معاذ اللہ حفظ نفسانی اور ترقیمہ کھانے کے لیے اور بے

حمیتی پر کمر باندھنے کو اور دین میں سُستی اور مداہنت اور امر شرعیہ میں کرنے کو اگر شیعہ تجویز کریں

تو کچھ تکرار نہیں، ورنہ انبیاء اور ائمہ جو رواج دین اسلام اور اظہار دین اور قمع کفر و بدعت کے لیے

مبعوث ہوتے ہیں ان سے کیوں کر یہ امر ممکن ہو سکتا ہے کہ ساری عمر قمار کے ہم پیالہ و ہم نوالہ،

مابعدار، فرمانبردار، مدح خواں بنے رہیں اور صلوٰۃ و جہاد کے شریک اور گاہے حق زباں پر

نہ لائیں، اور نہ کہیں دوسرے ملک میں نکل کر اپنے کام کو جاری کریں۔

تقیہ اور سیرت انبیاء و مومنین | سیرت رسل میں حق تعالیٰ فرماتا ہے،

لَيُخْشَوْنَهُ وَلَا يَخْشَوْنَ أَحَدًا إِلَّا اللَّهَ - ”ڈرتے ہیں وہ خدا سے اور کسی سے نہیں ڈرتے سوا خدا“۔

بلکہ مومنین کی شان میں فرماتا ہے:- ”يُجَاهِدُونَ فِي سَبِيلِ اللَّهِ وَلَا يَخَافُونَ كَوْمَةً لَا إِلَهَ

(ترجمہ) جہاد کرتے ہیں اللہ کی راہ میں، اور نہیں ڈرتے کسی طاقت کرنے والے سے۔

اب کہو کہ اہل تقیہ شیعہ میں یہ صفت کہاں ہے۔ بلکہ وہ تو برعکس خوفِ ملامت سے بزدلی

کرتے ہیں۔ اور سوا خدا کے سب ڈرتے ہیں۔ بلکہ خدا سے بھی بس نہیں ڈرتے کہ اگر تبلیغ احکام

میں مداہنت ہوئی تو کل خدا کو کیا منہ دکھائیں گے۔

الحمد للہ کہ اقوال ثقلین (کتاب و سنت) سے تقیہ مصطلحہ شیعہ کی جڑ اکھڑ گئی۔ اگر اب

بھی شیعہ نہ مانیں اور حضرات ائمہ کو جہان، بے غیرت اور نفس پرور ٹھہرائیں خدا ان کو سمجھے بس

اور زیادہ کیا لکھوں۔ اِنَّكَ لَا تَهْدِي مَنْ اَحْبَبْتَ وَلَكِنَّ اللَّهَ يَهْدِي مَنْ يَشَاءُ

سوال اول

پوچھو اپنے علماء سے کہ آپ جو یہ فرماتے ہیں کہ شیعہ کل صحابہ کو بُرا جانتے ہیں اور ہم سنی کل صحابہ کو نیک اور عادل جانتے ہیں، اگر یہ سچ ہے تو کوئی سند لاؤ کس لیے کہ شیعہ تو کہتے ہیں کہ اصحاب کے دو معنی ہیں یعنی ایک تعریف عام کہ جو صحبت پیغمبر خدا میں پہنچا وہ اصحاب ہے۔ دوسری تعریف خاص ہے کہ جو آنحضرتؐ کی خدمت میں حاضر ہوا اور ایمان پر دنیا سے گیا اور قرآن شریف میں بھی جیسے اصحاب کی تعریف ایمان اور عمل صالح پر آئی ہے ویسے ہی مذمت کفر و نفاق و ارتداد پر آئی ہے اور اسی طرح حضرت کے دین سے اُن کے پھر جانے کی بھی جزا ہے، چنانچہ ارشادِ رسول خدا بھی یہی ہے۔ اور اس کے راوی آپ کے عالم مشہور شاہ عبدالحق دہلوی اور اخطب خوارزم ہیں کہ آنحضرتؐ نے روئے فرمایا کہ اے علی لوگوں کے دلوں میں تیری عداوت ہے اور میرے بعد ظاہر کریں گے، اُن پر لعنت کرے گا خدا اور ملائکہ اور جن و انس۔

اور جمع بین الصحیحین میں موجود ہے کہ حضرت نے فرمایا کہ روزِ قیامت کو میرے اصحاب کے ایک گروہ کو ملائکہ جہنم کو لیے جاتے ہوں گے میں اُن کی شفاعت کروں گا تو خدا فرمائے گا کہ تو نہیں جانتا کہ تیرے بعد کیا حادثے برپا کئے، مُرتد ہو گئے بعد ترے۔

اور ایسے ہی بلکہ اس سے واضح تر حدیثیں آپ کی کتب میں بہت ہیں پس جب تعریف سے ارشادِ خدا و رسولؐ سے ثابت ہوا کہ اصحاب آنحضرتؐ کے مومن اور منافق دونوں

تھے پس کل کو بُرا جاننے والائے اسلام سے باہر ہے، اور قرآن کا منکر ہے اور کل کو اچھا جاننے وہ بھی قرآن کا منکر ہے۔ پس دیکھو تو کہ شیعہ نے تو تمسکِ ثقلین اچھے بُرے میں خوب تمیز کر لی، یعنی جسے عترت نے بُرا کہا اُسے بُرا کہتے ہیں، اور جسے جھوٹا کہا اُسے جھوٹا جانتے ہیں اور جسے اچھا کہا اُسے اچھا جانتے ہیں۔ اور اب بھی جس نے اہل بیت سے محبت کی اسے مومن جانا، اور جس نے عداوت کی اسے منافق۔ اس پر بھی ہم احادیثِ رسولِ خدا سندرکتے ہیں آپ ہی کی کتب سے مگر آپ تو فرمائیے آپ جو یہ مستوی عام دیتے ہیں کہ کل صحابہ عادل ہیں، سو ظن کسی اصحاب سے نہیں کہ ناچاہیئے کہ ظنِ بد کہ ناکفر ہے۔ پس عجب حیرت کا مقام ہے کہ خدا تو ان کے کفر و نفاق کی گواہی دے اور آپ اس کو نہ مانیں اور ظنِ بد کو جانبِ کل صحابہ کفر کہیں پس یہ حکم آپ کا مخالف قرآن ہے یا نہیں اور یہ کفر ہوا یا اسلام؟

اگر وہ کہہ دیں کہ ہم بھی بناء بر تعریفِ خاص کے انھیں صحابہ کو جو اطاعتِ عترت میں تھے دوست رکھتے ہیں اور بُرے اصحاب کو ہم بھی بُرا جانتے ہیں تو پوچھو کہ بُرے اصحاب سے شیعہ کو آگاہی فرمائیے کس لیے کہ جنہوں نے مع اہل بیت گھر جلانے کا حکم دیا اور جو جلانے کو آئے اور اس واقعہ پر ہم بیس کتابیں آپ کی گواہ رکھتے ہیں یہاں تک کہ جو رطے حتیٰ کہ معاویہ بھی آپ کے نزدیک معافی مجتہدوں میں ہے۔ یہ سب تو آپ کی تجویز میں دوستانہ خاص اہل بیت و عترت پیغمبرؐ ہیں وہ دشمن کون تھے؟ جن کی خبر خدا تعالیٰ اور رسولؐ نے دی ہے اور پوچھو کہ جب ان امور مذکورہ بالا پر لوگ مومن اور دوست ٹھہرے تو شیعہ بیچارے کیوں کافر ہو گئے کہ ان کا قول کیا تکذیبِ عترت اور ان کے حکم قتل سے زیادہ ہے؟ اس کا جواب دو۔



جواب سوال اول

مہاجرین انصار کا ایمان اور قرآن | لاریب اہل سنت صحابی اس کو کہتے ہیں کہ باسلام خدمت
 سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم میں حاضر ہوا اور بایمان انتقال کیا۔ اور مرتد ہو کر مرنے والے کو صحابی
 نہیں کہتے مگر شیعہ کہتے ہیں کہ ایسے صحابی جس کو سائل معنی خاص کر تعبیر کرتا ہے چار پانچ شخص
 تھے۔ اور سوا ان اشخاص کے سب مہاجرین اور انصار صحابی بایں معنی نہیں تھے، بلکہ یا از سر نو مسلمان
 نہیں ہوئے تھے منافق تھے، یا بعد وفات حضرت کے مرتد ہو گئے تھے۔ معاذ اللہ اور دعویٰ
 شیعہ کا بالکل مردود ہے ثقلین اس کو رد کرتے ہیں کیونکہ قرآن شریف اور احادیث ائمہ شیعہ
 سے ان سب کا صحابی عادل ہونا ثابت ہے اور جو بعض ان میں سے محارب حضرت امیر تھے
 عین حالتِ حرب میں بھی وہ بقول حضرت امیر مسلمان تھے۔

اب سنو! حق تعالیٰ فرماتا ہے:-

وَالسَّابِقُونَ السَّابِقُونَ مِنَ الْمُهَاجِرِينَ وَالْأَنْصَارِ وَالَّذِينَ اتَّبَعُوهُمْ
 بِإِحْسَانٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمْ وَرَضُوا عَنْهُ وَأَعَدَّ لَهُمْ جَنَّاتٍ تَجْرِي مِنْ تَحْتِهَا
 الْأَنْهَارُ خَالِدِينَ فِيهَا أَبَدًا ذَلِكَ الْفَوْزُ الْعَظِيمُ۔

(ترجمہ) اور سب سابقین اولین مہاجرین و انصار، اور جو لوگ ان کے تابع ہوئے نیکی
 کے ساتھ۔ اللہ ان سے راضی ہوا اور وہ اللہ سے راضی، اور تیار کیا ہے اللہ نے ان کے
 واسطے جنات، بہتی نیچے ان کے نہیں ہمیشہ رہیں گے اس میں ہمیشہ کو یہ ہے بڑی مراد پاتا۔

آیت میں الف لام کی وجہ | اور شیعہ کو معلوم ہے کہ الف لام جمع پر معنی استغراق و عموم کے دیتا
 ہے تو واضح ہو گیا کہ حق تعالیٰ سب مہاجرین اور انصار کو بشارت
 سے عموم و استغراق

اپنی رضا مندی اور جنت کی دیتا ہے ابد الابد کو اور حق تعالیٰ علام مافی الصدور اور ازل سے ابد تک کا عالم جب یوں فرمادے تو اب نفاق یا ارتداد و مہاجرین و انصار کا کیوں کراختمال ہو سکتا ہے اور صحابی اور عادل ہونا ان کا اور مقبول و مقرب ہونا کا لشمس فی نصف النهار ثابت ہو گیا، اب ان پر دعویٰ نفاق و ارتداد کا تکذیب خدا تعالیٰ اور رسول کی ہے اور اپنا ایمان کھونا۔

بد و وعدے میں نہیں ہوتا | یہاں شیعہ کہتے ہیں کہ اس آیت میں اور جو اس قسم کی آیات میں ان میں بد ہوا ہے۔ سو یہ بات نہایت حماقت کی ہے کیونکہ بد و وعدے میں نہیں ہو سکتا کہ تخلف وعدہ اور کذب حق تعالیٰ ثابت ہوتا ہے۔ اور حق تعالیٰ فرماتا ہے إِنَّ اللَّهَ لَا يَخْلِفُ الْمِيعَادُ۔ سو عذر بدتر از گناہ ہوا مگر حقیقت ہے کہ شیعہ کو اپنی بات کی بیج میں کچھ پرواہ نہیں۔ کوئی آیت الحاقی نہیں، ورنہ | یا اس آیت پر شیعہ یوں کہیں کہ یہ آیت الحاقی ہے کہ جامع وعدہ حفاظت غلط رہے گا | قرآن نے بڑھادی، سو اس شبہ و اسی کا بھی حق تعالیٰ نے خود جواب فرمادیا کہ :- اِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَاِنَّا لَهُ لَحَافِظُونَ۔

(ترجمہ) ”تحقیق ہم نے ہی نازل کیا قرآن کو اور بیشک ہم ہی اس کے حافظ ہیں۔“ سو جس کی حفاظت کا حق تعالیٰ ذمہ دار ہو اس میں کوئی الحاق و تحریف و نقصان کس طرح کر سکتا ہے۔ اگر عقل ہو تو یہ بات بہت ظاہر ہے۔

حفاظت قرآن کا مفہوم | اور یہ عذر شیعہ کا کہ محافظت لوح محفوظ میں مراد ہے، تو سخت بوالعجبی ہے کیوں کہ شاید تورات اور انجیل کی تحریف لوح محفوظ میں پہلے ہوئی ہوگی جو حق تعالیٰ اس کتاب میں اس کے عدم وقوع کا ذمہ کش ہوتا ہے۔ شاید شیعہ کے نزدیک کچھ تصرف اہل کتاب کا لوح محفوظ تک پہنچ سکتا ہوگا۔ معاذ اللہ۔ تو اب خدائے عالم کیا ہوا؟ عاجز ترین مخلوق ٹھہرا مگر اس تفسیر پر یہ استعجاب اہل سنت کو ہے ”شیعہ اہل عدل“ پر کہ حق تعالیٰ کے ذمہ پر لطف کو واجب کرتے ہیں تو یہ بات لازم ہی ہے۔ خیر اس مسئلے کو ہم نہیں چھیڑتے

علمائے شیعہ خود عاقل ہیں تو سمجھ لیں گے۔ الغرض اس آیت قرآن شریف سے سب مہاجرین و انصار کا جنتی ہونا اور اصحابی معنی خاص ہونا اور ایمان پر انتقال کرنا بتا رہا ہے۔

عقائد شیعہ اور تفسیر میں بے ربطی | ہاں اگر شیعہ یہاں بھی تفسیر پر حمل کریں تو ان سے بعید نہیں۔

کیونکہ جیسا صحابہؓ سے جناب ائمہ کہ علم ماکان و مایکون بھی رکھتے تھے، اور قادر اپنی موت و حیات پر تھے کسی کو ان کے ہلاک پر قدرت بھی نہیں تھی، اور اپنے اعداء کے ہلاک پر ان کو دسترس

بھی تھی، پھر ساری عمر خوف اعداء ظاہری اعداء کے ساتھ رہے۔ اور ان سے کچھ اپنا جان و

مال و آبرو و ایمان و سلام نہ محفوظ ہو سکا تو حق تعالیٰ بھی باوصف صفات کمال اگر ایسے بدستور

سے ڈرے اور ان کی خوشامد کرے تو ہو سکتا ہے۔ بلکہ حق تعالیٰ سے سوا اس کے کچھ بن

ہی نہیں آتی۔ معاذ اللہ، استغفر اللہ، استغفر اللہ۔

دوسری آیت :-

لَقَدْ رَضِيَ اللَّهُ عَنِ الْمُؤْمِنِينَ إِذْ يُبَايِعُونَكَ تَحْتَ الشَّجَرَةِ فَعَلِمَ مَا فِي
قُلُوبِهِمْ فَأَنْزَلَ السَّكِينَةَ عَلَيْهِمْ

(ترجمہ) البتہ راضی ہوا اللہ مؤمنین سے جب بیعت کی انھوں نے تحت شجرہ، پس جانا جو کچھ

ان دل میں ہے، پس اتاری سکینہ اور رحمت ان پر۔

اب شیعہ آنکھ کھول کر دیکھیں کہ تحت شجرہ بیعت کرنے والے مہاجرین اور انصار تھے

یا کوئی اور لوگ تھے؟ اور آخر سورۃ تک دیکھو کہ کیا وعدے مغفرت اور نصرت کے اور صفات

ان کے کمالات کے مذکور ہیں۔ اگر خوف طوالت نہ ہوتا تو نقل کرتا مگر مؤمن کو ایک آیت کا حوالہ

بس ہے، اور بدین کو سارا قرآن بھی سنانا عبث ہے۔

انصار و مہاجرین کا ایمان | اور حضرت امیرؓ سے ”نہج البلاغہ“ میں مذکور ہے :-

اور حضرت علیؓ | لَقَدْ رَأَيْتُ أَصْحَابَ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قِيَامًا

أَرَى أَحَدًا مِنْكُمْ يَشْبَهُهُمْ لَقَدْ كَانُوا لِيُضْبَحُونَ شِعْرًا عُبْرًا - بَاقِيَ سَجْدًا أَوْ قِيَامًا

يُرَاوْحُونَ بَيْنَ جَبَاهِهِمْ وَأَقْدَامِهِمْ يَقِفُونَ عَلَى مِثْلِ الْجَرَمِ مِنْ ذِكْرِ
مَعَادِهِمْ كَانَ بَيْنَ أَعْيُنِهِمْ رُكْبٌ مِنْ طُولِ سُجُودِهِمْ إِذَا ذَكَرَ اللَّهُ كَهَلَتْ
أَعْيُنُهُمْ حَتَّى بَلَ جَبَاهُهُمْ وَمَا دُونَكَمَا يُبِيدُ الشَّجَرُ فِي الْيَوْمِ الْعَاصِفِ
خَوْفًا مِمَّنَ الْعِقَابِ وَرَجَاءً لِلثَّوْبِ -

ترجمہ: البتہ دیکھا میں نے اصحاب محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو، پس نہیں دیکھتا تم میں
سے کسی کو کہ مشابہ ان کے ہو۔ البتہ وہ تھے کہ صبح کرتے پر اگنہ، غبار آلودہ، رات گزار
ہوئے سجدہ و قیام میں، نوب بہ نوبت راحت پاتے تھے پیشانی و قدموں میں ٹھہرتے تھے
گو یا چنگاری آگ پر ذکرِ آخرت سے اور گھٹے تھے مثل گھٹنوں کے نشان کے ان کی
آنکھیں کے وسط میں جب ذکرِ خدا ہوتا تھا بہتی تھیں آنکھیں ان کی یہاں تک کہ تر ہو جاتے
تھے چہرے ان کے بہتے تھے مثل درخت کے تیز ہوا کے دن میں، خوفِ عقاب اور توتے
ثواب میں۔“

اور فرماتے ہیں:

لَقَدْ كُنَّا مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُقَاتِلُ آبَاءُنَا وَأَبْنَاؤُنَا وَ
إِخْوَانُنَا وَأَعْمَامُنَا وَمَا نَزِيدُ بِذَلِكَ إِلَّا إِيمَانًا وَتَسْلِيمًا فَلَمَّا رَأَى
اللَّهُ صِدْقَنَا أَنْزَلْنَا بَعْدُ وَنَا الْبَكْتِ وَأَنْزَلَ عَلَيْنَا الْقُرْحَ حَتَّى اسْتَقَرَّ
الْإِسْلَامُ الْمَعْرُ

ترجمہ: البتہ تھے ہم رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ساتھ قتل کیے جاتے تھے
باپ اور بیٹے اور بھائی اور ماموں اور چچا بھرا اور نہیں بڑھتا تھا اس سے ہمارا مگر
ایمان و انقیاد سو جب دیکھا اللہ نے صدق ہمارا اتارا ہمارے دشمنوں پر خواری اور ہم پر
مدد کو، حتیٰ کہ مستقر ہو گیا اسلام۔“

۱۲ یعنی سجدہ سے تھکتے تو قیام کرتے اور قیام سے تھکتے تو سجدہ کرتے ۱۲

سبحان اللہ یہ حال دیکھو سب مہاجرین اور انصار کا تھا، یا آپ کے چار پانچ نفر کا۔

مہاجرین و انصار اور امام جعفر صادق کتاب خصال میں زبانی امام صادق کے ہے کہ:

كَانَ أَصْحَابُ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اثْنَا عَشَرَ أَلْفًا ثَمَانِيَةَ أَلْفٍ
مِّنَ الْمَدِينَةِ وَالْفَيْنِ مِّنْ غَيْرِ الْمَدِينَةِ وَالْفَيْنِ مِنَ الطَّلَقَاءِ لَمْ يَرِ فِيهِمْ قَدَرِيٌّ
وَلَا مَرْحِيٌّ وَلَا مُعْتَرِيٌّ وَلَا صَاحِبُ رَأْيٍ - وَكَانُوا يَتَكُونُونَ اللَّيْلَ وَ
يَقُولُونَ أَقْبِضْ رُوحَنَا قَبْلَ أَنْ تَأْكُلَ خَبْزًا لِّخَمِيرٍ -

(ترجمہ) ”تھے اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بارہ ہزار، آٹھ ہزار مدینہ کے اور
دو ہزار غیر مدینہ کے اور دو ہزار جو اسیر چھوڑ دیے گئے تھے، نہیں تھا کوئی ان میں قدری اور
مرحی اور معتزلی اور صاحب رائے۔ رات بھر روتے تھے اور کہتے تھے الہی قبض کرے
ہماری روح پیٹے خمیری روٹی کھانے سے۔“

اس روایت سے محقق ہو گیا کہ حضرت امیر مہاجرین و انصار کی تعریف میں فرماتے تھے جو
اوپر نقل کیا گیا اور صاحب الفضول امامیہ روایت کرتا ہے:

عن ابی جعفر محمد بن علی الباقر علیہ السلام انه قال لجماعة خاضوا
فی ابی بکر وعمر وعثمان - اَمَا تَحْبِرُونَنِي؟ اَنْتُمْ مِنَ الْمُهَاجِرِينَ الَّذِينَ لَدَيْنَ
اَخْرَجُوا مِنْ دِيَارِهِمْ وَامْوَالِهِمْ يَتَكُونُونَ فَضْلًا مِّنَ اللَّهِ وَرِضْوَانًا وَ
يَنْصُرُونَ اللَّهَ وَرَسُولَهُ؟ قَالُوا لَا قَالَ فَاَنْتُمْ مِنَ الَّذِينَ تَبَوُّوا الدَّارَ
وَ الْاِيْمَانَ مِنْ قَبْلِهِمْ يَحِبُّونَ مِنْ هَاجِرِ الْيَهُودِ؟ قَالُوا لَا - قَالَ اَمَا اَنْتُمْ قَدْ
بَرَسْتُمْ اَنْ تَكُونُوا اَحَدَ هَذَيْنِ الْفَرِيقَيْنِ وَاَنَا اَشْهَدُ اَنْكُمْ لَسْتُمْ مِنْ قَالِ
اللَّهُ وَالَّذِينَ جَاؤَا مِنْ بَعْدِهِمْ يَقُولُونَ رَبَّنَا اَعْقِبْنَا وَاَخِوانَنَا الَّذِينَ
سَبَقُونَا بِالْاِيْمَانِ وَلَا تَجْعَلْ فِي قُلُوبِنَا غِلًّا لِلَّذِينَ آمَنُوا رَبَّنَا إِنَّكَ رَؤُوفٌ
رَّحِيمٌ -

(ترجمہ) امام ابو جعفر محمد بن باقرؑ سے منقول ہے کہ آپؑ فرمایا اس قوم کو کہ غرض کیا تھا انھوں نے شانِ ابی بکرؓ اور عمرؓ اور عثمانؓ نہیں کیا خبر نہیں دیتے تم مجھ کو؟ کہ تم مہاجرین میں ہو جو نکالے گئے اپنے گھروں اور مالوں کے تماش میں تھے وہ فضل اللہ اور رضا مندی اس کی کے اور بد کرتے تھے اللہ اور رسول اس کے کی۔ کہا انھوں نے نہیں فرمایا پھر ان لوگوں میں ہو جنہوں نے ٹھکانا پکڑا اور مدینہ میں اور ایمان میں ان سے پہلے (یعنی مہاجرین سے) دوست رکھتے تھے مہاجرین سے اور انصار سے اور میں گواہی دیتا ہوں کہ بیشک تم نہیں ہو وہ لوگ جن کے حق میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے والذین جاؤا الخ یعنی یہ کہ جو لوگ کہ آتے ہیں بعد ان کے کہتے ہوئے اے رب ہمارے بخش ہم کو اور ہمارے بھائیوں کو کہ سابق ہوئے ہم سے ایمان میں اور مت کر دلوں میں ہمارے مومنین کا اے رب ہمارے البتہ تو عفو الرحیم ہے۔

اس حدیث سے صحتِ ایمان مہاجرین و انصار و خوبی ابو بکرؓ اور بُرائی کینہ واران اُن کے کی معلوم ہر خاص و عام کو ہو گئی۔ اب عترت کے اقوال سے بھی عدالت اور قبولیت سب مہاجرین و انصار کی عند اللہ و عند الائمہ ظاہر و باہر ہو گئی۔ اور اقوال و گیرائمہ بخوفِ اطناب ترک کرتا ہوں۔ جنابِ سائل اور ان کے ہم مشرب آنکھیں کھول کر ملاحظہ فرمائیں اور عذرِ تقیہ زبان پر نہ لادیں کہ اول ہی اس عذر کو قطع کر چکا ہوں۔ سوالِ سنت کو یہ حجت (شیعہ پر) کافی ہے۔

خطب کا قول حجت نہیں ہے | اور سائل جو ترجمہ حدیث کا بجا لے شیخ عبدالحقؒ اور خطب خوارزم نقل کرتا ہے یہ خطب تو زیدی، غالی، کذاب ہے۔ اس کے قول سے اہل سنت پر حجت لانی محلِ عجب ہے۔ آپؑ نے اپنی ہی کتب سے کیوں نہ نقل کر دیا؟ جو جی چاہے تھا اور دعویٰ الزام وہی کا کتب اہل سنت ہے کیوں کرتے ہو؟ دیکھو ہم بجز قرآن شریف اور روایات (آپ کی کتب) کے ہرگز سند نہ دیں گے، اور شیخ کا جو نام لکھا ہے تو آپؑ نے یہ نہ لکھا کہ شیخ نے کس کتاب میں یہ حدیث نقل کی ہے تاکہ آپؑ کا صدق و کذب معلوم ہوتا۔ کتب اہل سنت میں بایں الفاظ کوئی حدیث نہیں۔ مگر مکائدِ شیعہ میں ہے کہ یہ عبارت کو تحریف کرتے ہیں یا معنی کچھ اور لکھتے ہیں۔

اہل سنت اور حضرت علیؑ کا مقام [ہماری کتب میں تو حدیث یوں ہے لَا يُحِبُّ عَلِيًّا مُنَافِقٌ وَلَا

يُغْفِرُهُ مُؤْمِنٌ (ترجمہ) "نہیں دوست رکھتا علیؑ کو منافق اور نہیں بخشتا علیؑ سے مؤمن" یا اس کے معنوں میں مثل اس کے سو سجدہ اللہ اصحاب رسول اللہؐ اور سب اہل سنت محبت علیؑ سے سینہ پر رکھتے ہیں چنانچہ کتب اہل سنت فضائل و معاد علیؑ سے پُر ہیں کسی پر مخفی نہیں۔ البتہ ایسی محبت (کہ یا خدا سے زیادہ بناویں، یا نامردگی و بے عزتی میں پکا کر دیویں) اہل سنت نہیں رکھتے یا بایں شور و آشوری یا بایں بے نیکی۔ یہ حال روایات شیعہ کا ہے کہ بیان منطوبیت میں اس قدر گھٹا دیں کہ معاذ اللہ اور بیان فضائل میں اتنا بڑھا دیں کہ استغفر اللہ۔ سو روایات اپنی کتب کو دیکھ لو، تاکہ ہمارا صدق آپ پر روشن ہو جائے۔

ہرگز نہ ہوئے معز بخن سے آگاہ
لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللَّهِ

شیعہ کی مفروضہ حدیث | اگر بالفرض بایں معنی ہی حدیث ثابت ہو جاوے تو پھر لفظ اصحاب اس میں کہاں ہے کہ آپ کو محفل طعن ہو۔ کیا سب لوگ بس صحابہ میں ہی منحصر ہو گئے ہیں؟ سبحان اللہ! آپ کے نبض قلبی نے دیدہ بصیرت کو عجب روشنی دی ہے کہ حضرت! تو بعض لوگوں کے حال سے مطلع فرما دیں، آپ اس کے خلاف ثقلین زبردستی صحابہ پر حمل کریں۔ حق یہی ہے کہ یہ اشارہ نواسب کی طرف تھا صریحاً اور روافض کی طرف اشارہ و کنایہ ہے کہ وہ ظاہر سب و شتم اسد اللہ الغالب کو کرتے ہیں اور یہ پردہ محبت میں داد بعض دیتے ہیں۔ چنانچہ کچھ معلوم ہو گیا اور کچھ آگے بیان ہو گا۔

اور حدیث صحیحین جو سائل نے نقل کی ہے کہ روزِ حشر حوض پر سے کچھ لوگ مانگے جائیں گے سوان کو بھی سب مہاجرین و انصار پر حمل کرنا کمالِ بلاوت ہے۔ اس واسطے کہ حدیث میں بلفظ اَصْحَابِیْ آیا ہے۔ اور یہ تصغیر قلت کے واسطے ہے اور بعض جگہ رِجَالُ مِّنْ اُمَّتِیْ آیا ہے اور یہ بھی عرف عرب میں قلت کے لیے آتا ہے۔ سو چند فرق (فرقے)، ناشر اس قسم کے مُرتد

ہوں گے، نہ سب صحابہؓ معاذ اللہ۔ اور وہ قوم نبی تمیم کے لوگ اور چند اقوام دیگر تھے، کہ قریب فات حضرتؐ کے آکر مسلمان ہوئے پھر بعد وفات مرتد ہو گئے تھے حضرتؐ ان کو روز محشر (چونکہ ان کو مسلمان چھوڑ کر تشریف لے گئے، ان کے ارتداد سے مطلع نہ تھے اس تعارف پر ان کو) اصحاب کہہ کر تعبیر فرما دیں گے اپنے علم کے موافق، نہ یہ کہ یہ لوگ اصحاب بمعنی خاص ہیں جیسا کہ تمام مہاجرین و انصاریں اور اہل سنت ہرگز ان (چند مرتدین) ناشر کو اصحاب نہیں کہتے ورنہ معاذ اللہ کلام ثقلین جھوٹ ہو جاوے اور یہ محال ہے مگر آپ کہتے منصف محبت ثقلین ہیں کہ اس معنی کو برعکس صحابہ پر حمل کیا اور کچھ اپنی عاقبت کا اندیشہ نہ کیا۔

الحاصل قرآن شریف اور احادیثِ عمرت سے ثابت ہوا کہ سب صحابہؓ عدول مقبول تھے نہ کوئی منافق تھا نہ مرتد ہوا، مگر وہی چند رجال جنہیں صحابہؓ بھی منافق پہچانتے تھے۔

خطابِ اجتہادی صورتِ معصیت | اور جو کچھ بعض سے حربِ حضرت امیرؓ یا کچھ اور بشریت سے تقصیر ہوئی وہ خطابِ اجتہادی تھی اور جو امر بخلاف

اجتہاد سرزد ہوتا ہے وہ بصورتِ معصیت ہے نہ خود معصیت۔ چنانچہ اہل عقل و علم پر واضح ہے اور اگر بالفرض گناہ ہی تھا تو وہ انجام کار اس سے تائب اور نادوم ہو کہ پھر درجہ عدالت کو فائدہ ہو گئے کیونکہ وہ کچھ معصوم گناہ سے نہیں تھے۔ سوابِ صحابہؓ کا بُرا جاننے والا ملتِ اسلامیہ سے خارج ہوا اور قرآن کا منکر۔ اور جو کُل کو اچھا جانے متبعِ ثقلین ہے داخلِ ملتِ پیغمبرؐ پس دیکھو کہ اہل سنت نے خوب تمیز کی کہ جس کو ثقلین نے اچھا کہا اچھا جانا اور بُرے کو بُرا اور اب بھی جو صدقِ محبت اہل بیتِ عمرت سے رکھتے ہیں وہ اچھے ہیں جیسا اہل سنت اور جو مذبِ ثقلین ہیں اور پردہِ محبت میں تنقیص تو ہیں شانِ عمرت کرتے ہیں وہ بُرے اہل شرارت اور اس دعوے پر ہم احادیثِ ثقلین کو شاہد رکھتے ہیں چنانچہ ابھی نقل ہوئی۔ اور ہم حُسنِ ظن پر یہ عقیدہ نہیں رکھتے بلکہ ثقلین کے ارشاد پر مدار کا رہے۔ البتہ شیعہ بدظنی کو کارفرما کر مذبِ ثقلین ہوتے ہیں سو تعجب ہے کہ قرآنِ عمرت تو تعریف ان کی کرے اور شیعہ اس کو مانیں پس بولو کہ یہ فعل آپ کا مخالفِ ثقلین

ہے کہ نہیں؛ اور کفر ہے یا اسلام؛ اب اگر شیعہ بڑوں کو پوچھیں تو ہم کہتے ہیں کہ اصحاب میں تو کوئی بڑا نہیں تھا۔ جو لوگ نو مسلم اعزاب مرتد ہو گئے وہ برے تھے مگر وہ اصحاب نہیں تھے اور جو بعض منافق ان میں ملے ہوئے تھے جیسا عبد اللہ بن ابی اور اس کے تابع اور ذوالخویصر "راس الخوارج" وہ بڑے تھے، مگر وہ بھی اصحاب نہیں تھے۔ مگر ان کو شیعہ باصطلاح خود صحابہ بمعنی عام کہہ کر بڑا کہیں تو ہم گلہ نہیں کرتے۔

اہل بیت کے گھر جلانا بہتان ہے | اور یہ جو آپ بہتان، طوفان، افتراء کرتے ہیں کہ صحابہ نے خانہ اہل بیت جلانے کا حکم دیا اور جو جلانے کو گئے۔ یہ بالکل افتراء و کذب اعدائے (اہل بیت) دوست نما کا ہے۔ اہل سنت کی ایک کتاب میں بھی اس کا کہیں کچھ ذکر نہیں۔ آپ نے آنکھ بند کر کے بیس کتاب ذکر لکھ دیا۔ زبان کے آگے کچھ کنواں کھائی تو ہے ہی نہیں۔ بشر و لوصی۔ ایک کتاب کا تو نشان دیا ہوتا تاکہ آپ کا صدق و کذب سب پر روشن ہو جاتا۔ اگرچہ واقف تو اب بھی آپ کے صدق و دیانت کے قائل ہو گئے ہیں۔ ہاں البتہ ہمارے پاس آپ کی کتب معتبرہ حجت ہیں کہ وہ سب عدول اور محبت اہل بیت و عزت تھے۔ چنانچہ قرآن شریف کی آیات کا حوالہ اوپر گزرا۔ اور اگر قرآن شریف آپ کے نزدیک کچھ معتبر نہیں تو بہر حال منہج البلاغہ و فصول وغیرہ آپ کی کتب تو قرآن شریف سے بھی آپ کے نزدیک زیادہ معتبر اور واجب تسلیم ہیں۔ اگر یہ لوگ بقول آپ کے دشمن اہل بیت ہوتے تو بزعم آپ کے کافر ہوتے۔ پھر ائمہ کفار کی ایسی مدح کس طرح کر سکتے تھے؟ مدح کافر کی فسق ہے اور ائمہ آپ کے نزدیک فسق سے معصوم ہیں۔ سو اپنے گریبان میں منہ ڈال کر دیکھو، اور اس قول خسارت مال سے نادم ہونا چاہیے۔

خطا عصیان اور ایمان | اور معاویہ کا محاربہ حضرت امیرؓ کے ساتھ جو ہوا تو اہل سنت اس کو کب بھلا اور جائز کہتے ہیں۔ ذرا کوئی کتاب اہل سنت کی دیکھی ہوتی، اہل سنت ان کو اس فعل میں خاطی کہتے ہیں۔ مگر معاویہ اس خطا کے سبب ایمان سے نہیں نکل گئے جیسا تمہارا اور تمہارے اسلاف کا زعم ہے کیوں کہ حق تعالیٰ خود قرآن شریف میں فرماتا ہے؛

وَأِنْ لَّمْ يَنْتَظِرْ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ أَتَشْتَكُونَ أَفَصَلِحُوا بِبَيْنِهِمَا أَلَا يَهْدِي اللَّهُ الْبَاطِلَ إِلَى الْقَوْمِ الضَّالِّينَ

(ترجمہ) "اور اگر وہ طائفے مؤمنین کے آپس میں مقابلہ کریں تو ان میں صلح کرادو"

تو دیکھو کہ حق تعالیٰ باوصف مقابلہ رہا ہی ان کو مؤمنین کہہ کر تعبیر فرماتا ہے اور سو اس کے صد ہا آیات ہیں جن سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ فسق و گناہ کبیرہ سے مسلمان کافر نہیں ہوتا اور حضرت امیرؓ کا قصہ مشہور ہے کہ معاویہؓ اور ان کے ساتھ والوں کو آپ نے لعن کرنے نہیں دیا اور منع لعن سے فرمایا۔ اگر کافر ہوتے تو کیا وجہ منع لعن کی ہوتی۔

مخبرین امام کا امیان بقول امام | اور نہج البلاغہ میں حضرت امیرؓ کا قول شریف منقول ہے:

أَصْبَحْنَا نَقَاتِلُ إِخْوَانَنَا فِي الْإِسْلَامِ عَلَى مَا دَخَلَ فِيهِمْ مِنَ الذَّنْبِ وَالْإِعْوجَاجِ وَالشُّبُهَةِ وَالتَّوَدُّعِ

(ترجمہ) "صبح کی ہم نے قتال کرتے ہوئے اپنے بھائیوں مسلمانوں کے سبب اس کے کہ داخل ہوئی اس میں کچھ کمی اور ٹیڑھا پن اور شبہ اور توادیل"

حضرت امیرؓ ان کو خود مسلمان بھائی فرماتے ہیں۔ ہاں البتہ اس میں بسبب شبہ و توادیل کمی آگئی تھی۔ اور یہ خود دین ہے کہ گناہ کرنے سے اسلام کامل نہیں رہتا۔ نہ یہ کہ بالکل اسلام سے خارج ہو جائے۔ سو اس نص سے یہ بھی ثابت ہو گیا کہ یہ حرب (حضرت) معاویہؓ سے خطا ہوئی مگر تبادیل منقول ہے کہ حضرت معاویہؓ آخر عمر میں اس امارت اور اپنے کردار سے نادم ہوتے تھے۔

ندامت اور توبہ ماجی کفر ہے | سوندامت کے بعد جو کچھ گناہ ان سے ہوا بالیقین معاف ہوا۔ کہ حق تعالیٰ تائب کے سب گناہ معاف کرتا ہے بلکہ کفر بھی توبہ سے معاف ہو جاتا ہے اور یہ مسئلہ متفق علیہ فریقین ہے، حاجت سند نہیں اور عادل کے واسطے یہ ضرور نہیں کہ کبھی اس سے کوئی تقصیر نہ ہو بلکہ اس سے کوئی گناہ ہوا اور پھر توبہ کر لی تو پھر عادل ہو جاتا ہے۔

شیعہ کے نزدیک گناہ کبیرہ بھی منافی عصمت نہیں | اور شیعہ تو گناہ کبیرہ سے عصمت کو بھی ساقط نہیں کرتے چہ جائے کہ عدالت؟

رَوَى الْكَلْبِيُّ عَنْ أَبِي عَبْدِ اللَّهِ إِنَّ يُونُسَ عَلَيْهِ السَّلَامُ قَدْ أَقْبَى ذُنْبًا كَانَ الْمَوْتُ عَلَيْهِ هَلَاكًا

(ترجمہ) حضرت یونس علیہ السلام نے ایسا گناہ کیا کہ موت اس پر موجب ہلاکت کی تھی۔

پھر جب عصمت انبیاء کی ایسے گناہ سے ساقط نہیں ہوتی تو بیچارے معاویہ تو معصوم نہیں تھے اور معاویہ نے تو یہ گناہ خطا سے کیا ہے۔ اب شیعہ حضرت آدم کے باب میں نہ معلوم کیا حکم لگائیں گے؟ کہ ان کی کتابوں میں صریح موجود ہے کہ یہ بلا آدم پر بھی حسد مرتبہ علیؑ و فاطمہؑ کے سبب آئی تھی اور یہ عہد تھا۔ سو بعد توبہ آدم علیہ السلام کا قصور معاف ہوا۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

ثُمَّ اجْتَبَاهُ رَبُّهُ فَتَابَ عَلَيْهِ وَهَدَاهُ

(ترجمہ) "پھر پسند کر لیا اس کو اس کے رب نے اور رجوع کیا اس پر اور ہدایت کی۔"

ایسا ہی حضرت موسیٰ علیہ السلام نے حضرت ہارون علیہ السلام کی ڈاڑھی پکڑی اور مارا یہ خطا سے ہی ہوا تھا جب کہ انبیاء سے ایسا کچھ سرزد ہو جائے، معاویہ وغیرہ پر کیا موجب طعن؟ وہ تو کچھ معصوم نہ تھے۔ علاوہ بریں اگر تقصیر حرب معاویہ اور چند دیگر سے ہوئی آپ نے اپنے کمالِ تبحر اور ہمہ دانی سے سارے مہاجرین اور انصارؓ کو کہ بقول امام جعفرؑ بارہ ہزار تھے ایک درجہ کر دیا۔ بڑے افسوس اور حیرت کی جا ہے کہ صحابہؓ باوصف مدح ثقلین کے کافر ہوں اور شیعہ باوجود مخالفت ثقلین و گستاخی اہل بیت کے مومن و مخلص رہیں؟ بڑے شرم کی بات ہے اگر آپ کو ہوش ہو۔ وَاللَّهُ الْهَادِي



سوال دوم

پوچھو اپنے علماء سے کہ شیعہ کہتے ہیں یہ جو احادیث و آیات آپ لوگوں کی کتب میں مذکور ہیں کہ فلاں سورۃ اور فلاں آیت اور حدیث شانِ حضرت شیوخ میں وارد ہے اور ان کے فضلِ خلافت اور وجوبِ اقتدار پر دلالت کرتی ہے کیا روزِ سقیفہ یہ سب تیار نہ ہوئی تھیں؟ یا صاحبِ فراموش کر گئے تھے؟ ہاں جب دنیا سے تشریف لے گئے تو شاید وہاں لوحِ محفوظِ ملاحظہ نہ کیا اور رسولِ خدا سے تحقیق کر کے اپنے مطیعانِ مشرب کو الہام فرمایا۔ کس لیے کہ اس وقت خلافت کے روز کوئی سند بیان نہیں ہوئی سوائے قریش ہونے اور پیری کے کہ اس پر شیخِ ثانی نے بیعت کر لی۔

اب پوچھنا چاہیے کہ اگر یہ پہلے سے بھی ہوتی تو مثلِ سخنِ معاشرۃ الانبیاء کے معرکہ میں کیا یہ بیان نہ ہوتیں، ان کا جوابِ ثانی لاکر دو۔ ورنہ یہ سب ہمارے نزدیک موضوعاتِ اجاب ہیں۔



جواب سوال دوم

شیخین کا حق خلافت و دلائل

سقیفہ میں "الائمۃ من قریش" | روز سقیفہ انصار اس بات پر مجتمع ہوئے تھے کہ ایک امیر انصار
پیش کرنے کی وجہ میں ہو اور ایک مہاجرین میں اور حدیث الائمۃ من قریش

کا ان کو کوئی خیال نہیں رہا تھا کیوں کہ وہ معصوم نہیں تھے کہ نسیان و سہر ان پر نہ ہو سکے اور
نی الحقیقت سہو سے تو معصوم بھی ماثون نہیں اور علم کا کان و مانگن بھی ان کو نہیں تھا
تاکہ عیب کیا جاوے کہ یہ مسئلہ ان کو معلوم کیوں نہ تھا۔ اگر معلوم بھی نہ ہو تو بھی کچھ حرج
نہیں جب شیخین و ان تشریب سے گئے اور اس حدیث کو پیش کیا اس سے ان کا وہ ارادہ
فسخ ہو گیا۔ ورنہ سب نے حضرت ابو بکرؓ کے ہاتھ پر بیعت کر لی۔

اور یہ مسئلہ کہ امامت سوائے قریش کے روا نہیں، قرآن میں کہیں صراحتہً مذکور نہیں
اور نہ کسی مفسر نے اس کا دعویٰ کیا۔ ہاں مفسرین نے شان نزول آیات میں کہا ہے کہ یہ آیت
فلاں حضرت کے فضل میں نازل ہوئی ہے یہ فلاں حضرت کے اور ترتیب خلافت کو اشارات
سے نکالتے ہیں کہ قرآن تشریف میں سب کچھ صراحتہً کنایہً مذکور ہے ولا رطب ولا یابس
الافق کتاب مبین خدو حق تعالیٰ فرماتا ہے۔

اب سُنو کہ یہ آپ کا اعتراض (باد ہوائی گولہ) نہیں معلوم کہ کوئی وجہ سے ہے اور
وقت اعتراض آپ کا ذہن عالی کس طرف کو صعد کئے ہوئے تھا کیوں کہ فضائل کی آیات کا

پیش کرنا جب ضروری ہوتا کہ کسی کو فضل ابو بکرؓ میں تکرار اور عذر ہوتا۔ اُن کی افضلیت کے سبب مقرر تھے اور انصار کا مذہب شیعوں کا سنا تھا کہ امام سب کے افضل ہونا چاہیے اور نہ ترتیب خلافت کا وہاں ذکر تھا پھر وہاں آیات فضائل کا سنا نا کیا ضروری تھا کہ نہ سنانے میں آپ کا اعتراض وارد ہوتا۔ وہاں فقط مذکور اتنا تھا کہ انصار میں امیر نہیں ہو سکتا سو یہ مقصد صرف حدیث کے ہی سنانے سے حاصل ہو گیا۔ اگر بالفرض اس باب میں آیت مزید بھی ہوتی تو کچھ ضروری ہے کہ آدمی اپنے استدلال میں سارے ہی دلائل پیش کرے جب ایک دلیل سے کام نکلے اور دلیل لانا کیا ضروری ہے اور در صورتیکہ حدیث صحابی کے نزدیک مثل قرآن قطعی ہے، تو قطعیت حدیث و قرآن میں کچھ تفاوت نہیں اثبات مقصود میں دونوں یکساں ہیں تو پھر آیات پیش نہ کرنے میں یہ کچھ فضول کلامی ایک عجیب بوالفضولی ہے انصا شیعہ نہیں تھے کہ صدہا آیات قرآنی اور نصوص آئمہؓ سن کر بھی ایمان نہیں لاتے اور آیات احادیثِ عمرت کو پس پشت ڈالتے ہیں، وہ اہل صدق و ایمان تھے ایک ہی حدیث سن کر تسلیم کر لیا۔

اب اس قدر جواب سے آپ کے فہم کی خوبی اور مہاء منشور ہو جانا آپ کے اس کلام داہی کا تو ظاہر ہو گیا اور آپ کے ہر زیات کا جواب پھکڑ بازی ہے۔ اہل انصاف کے نزدیک وہ خود آپ کے منہ پر متقلب ہو گئی۔ ہم کو کاغذ سیاہ کرنا مثل آپ کے اعلان منہ کے کیا ضرورت ہے صلیق کی اولیت اور قول امامؑ ہاں اگر قابلیت خلیفہ اول کی اور حقیقت امامت جناب اُن کے کی آپ کو درکار ہے تو یہ روایت کحل البصر برائے کوہ فہم موجود ہے مطالعہ فرمائیے کہ نہج البلاغۃ آپ کی کتاب معتبرہ میں لکھا ہے کہ حضرت امیرؓ نے نامہ معاویہ کو لکھا تھا اس میں یہ عبارت ہے :-

أَمَّا بَعْدُ فَإِنَّ بَيْعَتِي لَزِمَتْكَ يَا مُعَاوِيَةُ وَأَنْتَ بِالشَّامِ لِأَنَّهُ بَايَعَنِي الْقَوْمُ
الَّذِينَ بَايَعُوا أَبَا بَكْرٍ وَعُمَرُ وَعُثْمَانُ عَلَى مَا بَايَعُوا هُمْ فَلَمْ يَكُنْ لِلشَّاهِدِ

أَنْ يَخْتَارَ وَلَا لِلْغَائِبِ أَنْ يَرُدَّ وَأَنْتَا الشُّورَى لِلْمُهَاجِرِينَ وَالْأَنْصَارِ فَإِنْ
اجْتَمَعُوا عَلَى رَجُلٍ وَسَمُوهُ إِمَامًا كَانَ لِلَّهِ رِضَى

(ترجمہ) اما بعد، میری بیعت تجھ کو لازم ہوگئی اسے معاویہ! اور حاسیکہ تو شام میں تھا
کیونکہ مجھ سے بیعت کی ان لوگوں نے جنہوں نے بیعت کی تھی ابو بکر رضہ و عمر رضہ و عثمان رضہ جس
شرط پر ان سے بیعت کی تھی پس نہیں اب حاضر کو کچھ اختیار اور نہ غائب کو محل رو اور پس
مشورہ معتبر مہاجرین و انصار کا ہی ہے پس اگر وہ جمع ہو کر ایک شخص کو امام مقرر کر دیں تو
ہوتا ہے وہ شخص اللہ کے نزدیک بھی مرضی و پسندیدہ۔

سبحان اللہ! اس نص حضرت امیر رضہ نے خلفائے ثلاثہ کی امامت کو صاف صاف حق بتایا
اور مسکریں کو زبوں فرمایا اور معاذ اسب مہاجرین و انصار کی تبدیل فرمائی۔ یہ مسئلہ بھی حل
فرما دیا کہ امامت بالشوری ہوتی ہے، نہ منصوص من اللہ تعالیٰ۔ جیسا شیعہ گمان کئے
بیٹھے ہیں۔ اور یہاں مؤلف نہج البلاغہ کو حذف اساری خلفاء میں کوئی صورت مضر نہیں ملی،
بنا چاری نا چاری نام لکھ دیا ہے ورنہ ان کی دیانت سے بعید تھا کہ ان حضرات کے اسماء مبارکہ کی
تصریح کریں۔

صدیق کی خدمات اور امام کا اعتراف | دوسری جگہ نہج البلاغہ میں ہے:

لِللّٰهِ بِلَادُ أَبِي بَكْرٍ فَلَقَدْ قَوْمَ الْأَوْدَدِ وَأَوَى الْعَمَدَ وَأَقَامَ السَّنَةَ وَخَلَفَ الْبَيْتَ

(ترجمہ) واسطے اللہ کے میں بلاد ابی بکر رضہ کے البیت اس نے سیدھا کیا کجیوں کو، اور علاج
کیا بیماری کا، اور قائم کیا سنت کو اور پیچھے ڈالا بدعت کو۔

جہاں مؤلف نے بجائے لفظ ابی بکر رضہ کے لفظ فلاں کا رکھا تھا اور سبب تعصب یہی
سے تصریح نام حضرت ابو بکر رضہ کی نہ کی تھی۔ مگر شراح نے اس کی تحریف کو ظاہر کر دیا کہ مراد ابو بکر
ہیں۔ اب یہ دونوں شاید عدل، لیاقت ابو بکر رضہ کو اور حقیقت امامت حضرت ممدوح کو کیسا صاف
صاف بیان کرتے ہیں کہ ہرگز اہل ایمان کو اس میں محل تردد نہیں ہو سکتا۔

بیعتِ امامِ خلافتِ صدیق کی حقانیت ہے | اور ہم سب درگزرے خود حضرت امیر کا بیت کرنا کتنی محبت واضح ہے کیونکہ اگر خلافت اُن کی حق نہ ہوتی تو حضرت امیرؑ معصوم، عالم ماکان و بکون، اشجع الاشجعین ہرگز بیعت نہ کرتے۔ دیکھو چھ مہینے تک آپ کو جو بیعت سے کچھ تر و درہا تو ہرگز بیعت نہ کی اور کسی سے ہراساں نہ ہوئے اور تقیہ و اہیہ محرمہ کو کار نہ فرمایا۔ اگر ایسا آپ تقیہ کرنے والے ہوتے تو اول کیا وجہ انکار بیعت تھی، اور اگر یاقوت خلیفہ اول میں نہ ہوتی تو چھ مہینے کے بعد کہاں سے یاقوت آگئی تھی؟ اور معاذ اللہ شیخین اگر زبردستی بیعت لیتے ہوتے تو اول ہی زبردستی سے کون مانع تھا۔

خلافتِ شیخین نہ ماننے میں مفاسد | اس جگہ محبتِ عزت کے مدعیین نے تراشا ہے کہ آپ کے گلے میں رسی باندھ کر لائے اور بیعت کرائی۔ حضرت نے مجبور، مقہور ہو کر اپنی جان بچانے کے لیے بیعت کر لی۔ سبحان اللہ یہ حسن عقیدتِ شیعہ کا ہے کہ ایسے بہادر کو نامرد بتائیں اور آپ کو معلوم تھا کہ میری شہادت ابنِ ملجم کے ہاتھ سے ہے۔ ابو بکرؓ و عمرؓ و غیر ہما ہرگز میرے قتل پر قادر نہیں ہو سکتے، اور پھر بھی تحریرِ لوح محفوظ کو غلط سمجھا اور خوفِ جان کافروں کے ہاتھ پر بیعت کر کے ساری عمر گزار دی اور اپنی دخترِ عمرؓ کو بیاہ دی، جیسے علامہ شوستری وغیرہ لکھتے ہیں تو نزدیکِ شیعہ کے حضرت علیؓ رضی اللہ عنہ خدائے نہایت جان و بے غیرت تھے؟ اور دیکھو کہ امام معصومؑ کی بیٹی کا نکاح کافر سے کیسے ہو سکتا ہے؟ معاذ اللہ کلثومؓ اور علیؓ اور حسینؓ کیا ٹھہرتے ہیں؟ اور ابو بکرؓ کے وقت میں جو سبایا ابو حنیفہ بکڑے ہوئے آئے، ایک لونڈی حضرت امیرؑ کو ملی آپ نے اس کو تصرف میں رکھا کہ محمدؐ اس سے پیدا ہوئے۔ تو جب امام حق نہیں تھا؟ جہاد صحیح نہیں تھا؟ غنیمت حرام تھی۔ پس حضرت علیؓ نے معاذ اللہ نہ کیا؟ اب کہاں تک مفاسد اس عقیدہ باطل کے لکھوں۔

خلاصہ یہ ہے کہ موافق رائے شیعہ علیؓ میں معاذ اللہ سارے جہاں کے عیوب موجود ہوتے ہیں ہاں یہ شہ ہو رہا ہے کہ حضرت علیؓ نے جانا ہو گا کہ اگرچہ تقدیرِ خداوندی میں قتل میرا ابنِ ملجم

کے ہاتھ سے لکھا ہے، مگر شیخین نے اسباب غلبہ قوت کے اگر تقدیر کو پٹ دیں تو کیا کر دیں گے؟
آخر ان لوگوں نے لطف خداوندی کو جو در باب امامت ذمہ حق تعالیٰ کے واجب تھا، نہیں چلنے
دیا، اور قرآن شریف کو بھی تحریف کر دیا اور ذمہ خداوندی کچھ کا گر نہ ہوا۔ یہاں بھی ان کا کیا ہو
جاوے گا خدا تعالیٰ کا لکھا نہ چلے گا۔ استغفر اللہ، استغفر اللہ حق یہ ہے کہ ٹھہر مہینے تک آپ نے
بسبب اپنی شجاعت کے بیعت نہ کی اور مخالفت سے تمام مہاجرین و انصار کی کچھ گھبراہٹ نہ
کی، اور یہ توقف محض شکر رنجی بشریت کے باعث سے تھا کہ ہم سے اس باب میں مشورہ نہ کیا
کہ ہم اہل مشورہ میں تھے، بعد چھ مہینے کے وہ رنج دفع ہو گیا اور خود بلا اکراہ مجمع عام میں اقرار
فضائل ابی بکر فرمایا، اور بیعت کر لی اور حضرت ابو بکر نے عذر کیا کہ وہ وقت ایسا تنگ تھا
کہ فرصت مشورہ کی نہ تھی اور نہ توقف کا محل تھا۔ حضرت امیر نے بھی اس عذر کو پسند
و قبول فرمایا۔

اہل شیعہ کے لیے دو گونہ مشکلات | لیکن شیعہ کو یہاں میدان تنگ ہے کہ نہ بشریت کو معصوم
پر لگا سکتے ہیں (اگرچہ انبیاء معصومین سے حسد اور گناہ کبیرہ اور غضب (ناکردہ گناہ پر) اور فضیلت
کرنا بری عن الخطاء کو جائز ہو، جیسا حضرت آدم و یونس و موسیٰ علیہم السلام کے وقائع میں معلوم
ہوا مگر امام معصوم پر کیوں کر ایسی بات لگا سکیں) اور نہ جو ان بیعت کا اقرار کر سکتے ہیں کہ پھر
بنائے مذہب شیعہ منقطع ہو جائے گی اور نہ تقیہ کو مان سکتے ہیں کہ اس میں حضرت امیر کے
اوپر مقاسد بے شمار متوجہ ہوتے ہیں مگر نقل مشہور ہے **مَنْ أُتْبِلَ بِبَلَّتَيْنِ اخْتَارَ**
أَهْوَأَهُمَا بنا چاری تقیہ کو مانا کہ گو علیؑ پر معاذ اللہ سب کچھ ثابت ہو جاوے گا مگر شیخین و
صحابہ کی بُرائی اور ظلم تو ثابت ہو جائے گا۔ واہ واہ۔ سبحان اللہ دوستی بے خود دشمنی ست
سو اس جواب میں شیعہ تامل کریں اور اپنی ہٹ دھرمی سے باز آویں۔ واللہ الہادی



سوال سوم

پوچھو اپنے علماء سے کہ آپ کے بڑے عالم صاحب جامع الاصول کہ ابن اثیر ہیں کتاب ہدایہ میں لغت لمہ میں خطبہ جناب فاطمہؑ کو نقل کرتے ہیں اور مسعودی مروج الذهب میں لکھتا ہے، اور ابو بکر جو ہرانی نے تمام و کمال لکھا ہے کہ شیخ ابن ابی الحدید نے اس سے نقل کی ہے اس خطبہ کو۔ دیکھو ہم یہاں اس مختصر میں بیان نہیں کر سکتے کہ جز بہر کا ہے اگر کوئی طلب کرے تو حاضر ہے۔

خلاصہ اس کا یہ ہے کہ لکھتے ہیں کہ جب جناب فاطمہؑ نے منع فذک پر ابو بکرؓ کا اصرار پایا تو حضرت فاطمہؑ ایک گروہ زنانہ بنی ہاشم کو ساتھ لے کر مسجد میں آئیں اور پس پردہ تشریف رکھی، ایک خطبہ مشتمل حمد و ثناء الہی اور نعت رسالت پناہی پڑھا اور حقوق اور احساناً آنحضرتؐ کے جو اصحاب پر تھے بیان کیے کہ سب رونے لگے، اور پھر آیات قرآنی اور اقوال پر بزرگوار سے سند لاکر کوئی کلمہ تکفیر و تفسیق وارد نہ کیا اور غضب خلافت اور فذک اور اپنی مدد کے ترک کا اٹھا نہیں رکھا اور کیا کچھ نہیں فرمایا۔ ذرا دیکھو تو معلوم ہو۔

پس اب پھر اس حقیر کی طرف سے پوچھو کہ وہ حدیث و آیات فضیلت شیخینؑ جو کتب میں لکھتے ہو اس وقت تھیں یا نہیں؟ اگر تھیں تو کسی نے بیان کیوں نہیں کیں کہ جناب فاطمہؑ قائل ہوئیں پھر اب لوگ ان کے دوست ان کی وفات کے بعد مراقبہ کر کے جو کچھ فتنہ و محبت میں کوج محفوظ سے لائے مشیت بعد از جنگ ہے اور تریاق فاروق بعد مردن مار گزیدہ اس سے

کیا حاصل، ایسے تو سمجھو کہ اگر کوئی فضل ان کا واقعی ہوتا یا بد کہنا باعث معصیت ٹھہرتا تو معصوم
مظلوم ان کے حق میں کیوں ایسے کلمات فرمائیں اور اصحاب موجودہ سے کوئی تو مانع ہوتا یا پھر
حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ خود کرتے، دلیل کافی اور جواب شافی قول خدا تعالیٰ اور رسولؐ سے دیتے
کہ کلمات خشنونت کے جو قریب مذکور ہوتے ہیں مغلوبیت کی جہت سے کہنے پڑتے۔

غرض علمائے مذکورہ کہتے ہیں کہ جب ابو بکر رضی اللہ عنہ نے دلائل اور براہین جناب فاطمہؑ کے سامنے
تو منبر پر تشریف لے گئے اور پہلے تو حضار پر خفگی کی استماع کلام جناب سیدہؑ سے کہ تم کیوں
آپ کی طرف مخاطب ہو کر سنتے ہو اور پھر جناب امیر کی طرف اشارہ کر کے کہا انا ہوں کثلب
شہید دینہ مرب لکل فتنة هو الذی یقول کروھا حذاعة بعد ما ہمت لیستعینون
بالضعفة ویستنصرون بالنساء کامرطحال احب اھلھا الیھا البقی حاصل یہ ہے کہ ”یعنی نہیں
ہے وہ مگر مثل بومرطی کے کہ گواہ رکھے اپنے دعوے پر اپنی دھم کو، وہ پالیتا ہے ہر فتنہ و فساد
کو، وہ چاہتا ہے کہ فتنہ پارینہ کو تازہ کرے، اب جو کچھ نہ ہو سکا تو مدوچا ہوتا ہے ضعیفوں
اور عورتوں سے مانند ام طحال کے کہ دوست رکھتی تھی نہ ناکاروں کو۔“

الامان یہ کلمات عترت رسولؐ کائنات کی شان میں کیسے ہیں کیا مودت ذوالقربیٰ اسی کا
نام ہے؟ اب میں ان لوگوں سے پوچھتا ہوں جو کل صحابہ کو عادل اور دوست عترت رسولؐ
جانتے ہیں کہ دعویٰ جناب سیدہؑ کا اور دلائل اور براہین معصومہؑ کا جواب یہی تھا جو ابو بکر
نے دیا تھا کہ عدل میں حکومت کی خود پسندی اور ذور اور نفسانیت کا تقاضا بھی شامل
ہو سکتا ہے جو حاکم مدعی کے دعوے کو دلائل و براہین سے رد نہ کرے اور اس کے عوض میں
کلمات خشنونت آمیز کہے، اس حاکم کو صاحبان عقل سلیم عادل کہیں گے یا ظالم؟ اور پھر ایسے کہنے
والے کو دوست سمجھیں گے یا دشمن؟ ذرا غور تو کرو اور گریبان میں سر ڈالو، اور ان کلمات
ناشائستہ کا نتیجہ سنو کہ جب آپ کے حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے وہ کلمے بیان کیے تو ہماری سیدہؑ
گریاں گھر چلی گئیں، انتہی۔

اور ظاہر ہے کہ دنیا سے ان پر ایسی غضبناک تشریف لے گئیں کہ جناب امیرؑ نے شب کو انھیں ایسا محفّی دفن کیا کہ اب تک نشان قبر بھی حضرت فاطمہؑ کا آپ لوگوں کو معلوم نہ ہوا کہ آج تک اہل مدینہ و حجاز قبر کا نشان دیتے ہیں۔

برائے خدا اے مسلمانوں کوئی تو انصاف کرو کہ ان باتوں پر تو کافر کو تاب نہ رہے گی نہ مسلمان کو کہ عترت پیغمبرؐ کو کوئی بُرا کئے اور وہ سُنے اور پھر اُسے مسلمان اور عترت پیغمبرؐ میں جانے یہی ملت پیغمبرؐ تھی اور اسی سیرتِ شیعین پر چلنے کو کہتے ہوئے

ہرگز ہم با در نمی آید ز روئے اعتقاد

اینہم با گفتن و دین پیغمبر و اشتق

پیغمبرؐ تو ایدائے علیؑ اور فاطمہؑ پر کفر کا حکم فرمائیں اور خدا موفیان پیغمبرؐ پر اور حق چھپانے والوں پر با اعلان لعنت کرے اور حکم دے اور آپ اس کو خیال میں نہ لائیں۔ دیکھو قرآن کو ایسے قرآن پڑھنے سے کیا حاصل پس ایسوں سے حسن ظن رکھنا کفر ہے۔ یا صدیق کہنا۔ خدا تعالیٰ اور رسولؐ کو جو سچا جانتا ہو اس میں خوب تحقیق کر کے ہماری تسکین کر دے؟



جواب سوال سوم

حَدِيثُ نَحْنُ مَعَاشِرُ الْأَنْبِيَاءِ اور مسئلہ فدک کی تحقیق

بعد وفات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے اپنی میراث کو کہ ترکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں سے فدک وغیرہ تھا، حضرت ابو بکر رضی سے طلب کیا۔ حضرت ابو بکر رضی نے حدیث نَحْنُ مَعَاشِرُ الْأَنْبِيَاءِ لَا نُورِثُ مَا تَرَكَ خَنَّاكَ صَدَاقَةً پڑھ کر سنائی (ترجمہ) ”رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہم گروہ انبیاء کے کسی کو وارث نہیں کرتے، جو کچھ ہم چھوڑ مرتے ہیں وہ صدقہ ہوتا ہے۔“

حضرت ابو بکر رضی نے فرمایا کہ یہ ترکہ حضرت کا درحقیقت بلکہ حضرت کی نہیں تھا اب میں اس ترکہ میں جس طرح حضرت تصرف فرماتے تھے اسی طرح خرچ کر دوں گا، اور واللہ قرابت رسول اللہ مجھ کو اپنی قرابت سے مقدم و عزیز تر ہے۔ حضرت فاطمہ رضی اس بات کو سُن کر ساکت ہو گئیں اور پھر اس باب میں نہیں بولیں۔

یہ حقیقت تھی اس واقعہ کی، اس میں شیعوں بمقتضائے اپنی جبلت کے طعن کرتے ہیں کہ ابو بکر رضی نے فاطمہ رضی پر ظلم کیا کہ حق ان کا جو شرع سے اُن کو ملتا تھا وہ غضب کر لیا اور ایک حدیث اپنی طرف سے بنا کر حکم حق تعالیٰ کو منسوخ کر دیا۔ حق تعالیٰ قرآن شریف میں نہ تو کو وارث کرتا ہے اول تو یہ خبر موضوع ہے۔ اور اگر سلما۔ خبر واحد ہے۔ ناسخ قرآن شریف

کی نہیں ہو سکتی۔

جواب اس کا ہمارے علمائے بہت بسط کے ساتھ لکھا ہے خصوصاً مولوی محمد قاسم صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ نے اپنے رسالہ ہدیۃ الشیعہ میں کہ اردو زبان میں ہے بہت عمدہ تحقیق فرمائی ہے۔

فِرَکْ فِی تَحَا اورد فِی کا حکم | مختصر یہ ہے کہ فِرَکْ وغیرہ جائدادِ ملکِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نہیں تھی، بلکہ وہ بیت المال تھا۔ حضرت بقدر حاجت اس میں سے لے کر اپنے صُرف میں لاتے تھے اور آیہ سورہ حشر:-

مَا آفَاءَ اللَّهُ عَلَى رَسُولِهِ فِی اللَّهِ وَلِلرَّسُولِ وَلِذِی الْقُرْبَىٰ وَالْيَتَامَىٰ وَالْمَسَاكِیْنِ وَابْنِ السَّبِیْلِ کِی لَا یَکُونَ ذُلٌّ بَیْنَ الْاَغْنِیَاءِ مِنْکُمْ

(ترجمہ) جو کچھ کہ فی کیا اللہ نے اپنے رسول پر سو وہ اللہ کا ہے اور رسول کا اور قرابت والوں کا اور یتیموں کا اور مسافروں کا اور مسکینوں کا تاکہ نہ ہو جائز و دولت مندوں کا۔ دلیل ہے اس پر کیونکہ جو کچھ حق تعالیٰ نے بیان کیا مصرف بیان کیا ہے کہ اس کے مستحق یہ لوگ ہیں۔ اگر ملک ان لوگوں کی ہوتی، تو حضرت اُن پر تقسیم (زمین کو) کر دیتے، اور آپ نے نہیں کی تو حضرت بھی مثل ابو بکر رحمہ فاصب حقوقِ مسلمین ہو جائیں (معاذ اللہ) اور بھی مستحق بے نہایت ہیں۔ ان کا حصہ مشخص ہونا محال۔ سو بہر حال یہ معنی استحقاق و نفع ہے کہ اس کا محصول بیت المال میں رہے، اور ان مستحقوں پر صرف کیا جاوے جیسا دستور (بیت المال) کا ہے۔ سو جب ملک ہی آپ کی اُن اشیاء میں نہ تھی پھر میراث کیونکہ جاری ہو، اس تحقیق میں طول بہت ہے مگر مختصراً فہم عوام کے لیے لکھا گیا۔

آیہ میراث کی مخاطب امت ہے رسول نہیں | اور اگر تسلیم کیا ہم نے کہ ملک ہی حضرت کی تھی اور بخاطر شیوع اپنا یہ مسئلہ ہم نے چھوڑا تو بھی سنو کہ آیہ یُوَصِّیْکُمُ اللّٰهُ الخ جس میں مسائل میراث مذکور ہیں حق تعالیٰ نے بزبانِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، امت کو خطاب کیا ہے

اس میں ذات پاک حضرت کی داخل نہیں۔ دیکھو کہ اول شروع سورۃ میں حق تعالیٰ نے ایسے ہی احکام ارشاد فرمائے ہیں جو خاص اُمت کے حق میں ہیں، اور حضرت رسالت مآب کو ان میں داخل نہیں فرمایا کہ وہ یتیموں کو ان کے مال، اور مت لو بھلا ان کو اپنے بُرے کے بدلے، اور مت کھا جاؤ مال ان کا اپنے مال میں ملا کر، اور اگر خوف ہو کہ عدل نہ کر سکو گے تم یتیموں کے حق میں تو اور عورتیں نکاح میں لاؤ دوسے چار تک، اور سوائے اس کے سب احکام کو دیکھو، پھر منع کرنا یتیموں کا مال کھانے سے، اور چار سے زیادہ نکاح کرنے سے اور دیگر سب امور حضرت رسالت مآب کے حق میں صحیح نہیں ہو سکتے کیونکہ حضرت کو چار سے بھی زیادہ نکاح درست تھے۔ ایسا ہی حکم وصیت میراث ہے کہ آپ کے حق میں حکم نہیں، بایں وجہ کہ آپ کی کچھ ملک ہی نہ تھی جس کو ہم نے بخاطر شیعہ تسلیم کر کے چھوڑ دیا۔ یا بایں وجہ کہ آپ اپنی قبر شریف میں زندہ ہیں وَیَسِّرُ اللَّهُ لِحَیٰی رِزْقَ اس مضمون حیات کو بھی مولوی محمد قاسم صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ نے اپنے رسالہ ”آپ حیات“ میں بہارِ مزینِ علیہ ثابت کیا ہے۔

اور کچھ نہ سہی مگر یہ حدیث مَعَا شَرُّ الْأَنْبِیَاءِ بہت صحابہ سے منقول ہے اور خود حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بلا واسطہ سُنی تھی اور جو حدیث رسول کی زبان سے سُنی جاوے سننے والے کے حق میں مثلِ قرآن قطعیت میں ہوتی ہے۔ جب ابو بکر رضی اللہ عنہ نے خود سنا تو ان کے نزدیک یہ حدیث مثلِ قرآن تھی اس حدیث سے قرآن شریف کی آیت کہ تخصیص کرنا ضروری ہے۔ اس میں شیعہ کو بھی اپنے اصول کے موافق بجز تسلیم چارہ نہیں ہے۔

اور ہم لوگ اُمتی اول تو اس حدیث کو مشہور کرتے ہیں، اور بہت سے راوی اس کے طبقہ اولیٰ میں موجود ہیں ازاں جملہ علیٰ منہ بھی ہیں، چنانچہ کتب اہل سنت میں موجود ہے اور پھر دوسرے طبقات میں بھی بہت بہت راوی ہیں تو حدیث ہمارے حق میں مشہور ہوئی ہم کو بھی تخصیصاً یہ اس خبر سے روا ہے

اور اگر مانا کہ خبر واحد ہی ہے تو ہم کب کہتے ہیں کہ آیۃ عام و مطلق ہے بلکہ مخصوص ہے کہ قطعاً سے وراثت کافر کی اور غلام کی اور مہائن دار کی اور قاتل کی اس عام سے تخصیص ہو چکی ہے پھر مخصوص البعض کی تخصیص خبر واحد سے روا ہے۔

ہم نے مانا کہ مخصوص بھی نہیں مگر محمل ہے۔ حضرت رسالت مآب کا اس حکم میں داخل ہونا مشتبہ ہوا بسبب احکام مخصوصہ سابق کے اس خبر سے بیان ہو گیا کہ آپ داخل اس حکم میں نہیں اور بیان محمل خبر واحد سے باتفاق روا ہے۔

حدیث مذکورہ کو موضوع | باقی شیعہ کا اس خبر کو موضوع بتانا سو کمالِ سفاہت ہے کیونکہ خود کہنا سفاہت ہے | آپ کی معتبر کتاب کافی کلینی میں امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

إِنَّ الْعُلَمَاءَ وَرَثَةُ الْأَنْبِيَاءِ وَذَلِكَ أَنَّ الْأَنْبِيَاءَ لَمْ يُوَرِّثُوا دَرَاهِمًا وَلَا دِينَارًا وَإِنَّمَا وَرَّثُوا أَحَادِيثَ مِنْ أَحَادِيثِهِمْ فَمَنْ أَخَذَ بِشَيْءٍ مِنْهَا فَقَدْ أَخَذَ بِحَقٍّ وَافِرٍ۔

(ترجمہ) "البتہ علماء وارث انبیاء کے ہیں اور یہ اس واسطے کہ انبیاء نے وارث نہیں کیا کسی کو درم و دینار کا۔ اور جزا میں نیست کہ وارث کیا انھوں نے احادیث کا (اپنی حدیثوں سے) سوچیں نے یا کچھ اس سے، البتہ یا اس نے بہت حصہ کامل۔"

سبحان اللہ! امام جعفر رضی اللہ عنہ اول انکار کرتے ہیں کہ انبیاء درم و دینار کا وارث ہی نہیں کرتے جب درم و دینار کا وارث نہیں کرتے زمین کا وارث کیوں کر کر سکیں گے اور پھر حصر کر دیا کہ ان کی تو ریش فقط علم کی ہے پھر جب تو ریش انبیاء علم میں حصر ہو گئی تو زمین و جان و کیوں کر میراث میں آگئی؟

وراثت انبیاء کا مفہوم | اور جہاں کہیں انبیاء کے بیان میں لفظ وراثت کا آیا ہے وہاں علم ہی مراد ہے خواہ قرآن میں خواہ حدیث میں سو اب دیکھو کہ اس حدیث کلینی میں اور حدیث اہل سنت میں کچھ تفاوت معانی کا نہیں، محض لفظ مختلف میں سوشیعہ نے بعض اصحاب میں اپنی حدیث صحیح کو

پس پشت ڈال دیا۔ اعتراض تو کیا مگر اپنے گھر کی خبر نہیں لی، اور قول ائمہ شیعہ کے نزدیک قرآن شریف سے زیادہ معتبر ہے، سو انصاف درکار ہے کہ اس جواب میں ابو بکر رضی کی کیا تفسیر تھی؟ اور قرآن کے خلاف ابو بکر رضی نے کب کیا ہے تاکہ وہ محل طعن ہوں۔

سیدہ کو حدیث مذکورہ | اگر شیعہ کہیں کہ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کو یہ مسئلہ عدم حریان میراث کا علم نہ ہونا عیب نہیں (تو کہ رسول اللہ میں) کیوں معلوم نہ ہوا؟ تو ہم کہتے ہیں کہ اہل سنت

کے نزدیک تو کچھ حرج نہیں جو بعض مسئلے معلوم نہ ہوں۔ مگر شیعہ کے نزدیک بھی ثابت ہے کہ حضرت علی رضی سے بعض مسئلے پوچھے گئے، فرمایا میں نہیں جانتا۔ سو جب علی رضی عالم ماکان مایکون کو بعض مسئلے معلوم نہ تھے، تو حضرت فاطمہ رضی کو بھی نہ معلوم نہ ہو تو کیا حرج ہے اور منہج اہل سنت میں ہے کہ حضرت امیر رضی فرمایا کرتے تھے لا تکفوا عن مقالة بحق او مشورة بعدل فانی لست افوق ان اخطی ولا اضمن ذلك من فعلی۔ سو جب خود حضرت امیر رضی خطا سے مامون نہیں حضرت فاطمہ رضی سے بھی اگر خطا (طلب مذک میں) ہو گئی تو کیا تعجب ہو گیا۔

بہر حال اس قصہ میں شیعوں کے اپنے سود عقیدہ کی ترویج کے لیے اکاذیب اختراع کیے ہیں، اور ان کے مکائد میں داخل ہے کہ جو کتاب غیر مشہور اہل سنت کی دیکھتے ہیں اس کی طرف اپنی موضوع روایت نسبت کر دیتے ہیں تاکہ اہل سنت کو تردد پیدا ہو جائے تو مسائل بھی اس سوال میں اس اپنے بزرگوں کے طریقہ اتباع میں فرماتے ہیں کہ صاحب جامع الاصول نے خطبہ حضرت فاطمہ رضی نقل کیا ہے معاذ اللہ! یہ قصہ وہی تھا ہی صاحب جامع کی طرف لگانا شوخی چشم ہے۔

کتب لغت سے لغت پر | کیوں کہ نہایت ابن اثیر وغیرہ کتب لغت حدیث میں التزام فقط استدلال ہو گا نہ کہ دیگر امور پر | تصحیح الفاظ حدیث اور شرح معانی اور مراد حدیث کا ہے خواہ وہ

حدیث صحیح ہو یا ضعیف و موضوع اور برگزہ التزام تنقید و تعدیل روایات کا نہیں۔ لہذا الفاظ روایات موضوع و مفتری کے بھی لکھ دیتے ہیں اور تصریح وضعی حدیث نہیں کرتے کہ ان کو اس اس سے بحث نہیں، کہ یہ دوسرا فن ہے، اور اس کی دیگر کتب ہیں مثلاً ذرغباً تزد دجبا موضوع

حدیث ہے، اور غیبت کے مادے میں مذکور۔ اور کچھ تعرض و بحث و ضعیفیت اس حدیث سے نہیں کیا
ایسا ہی اور بہت لغات میں واقع ہے۔ اگر فہم و عقل ہو تو آدمی سمجھ سکتا ہے۔ علی بذلک کہ کو
کو اور اس کے معانی اور محل کو بیان کیا اور تعرض بطلان روایت کا نہیں کیا تو پھر اس سے تصحیح
روایت مؤلف کے ذمہ لگانی کس قدر حماقت ہے البتہ اگر تعدیل اس روایت کا کہیں آپ نشان
دیتے تو منہ سامنے کر کے بولنا تھا۔ ورنہ فقط لفظ کے نقل کرنے سے تو شوق ہو جانی محض خیال
خام جہل ہے۔ اہل علم تو ایسی بات نہیں کہہ سکتے۔

غیر موضوع لہٰذا پر استلال کے مفاسد | اب ہم کو اندیشہ ہے کہ علماء شیعہ نے جو کتب لغت یا
تفسیروں میں معانی لفظ فحرم و زنا و ربوا کے مثلاً لکھے ہیں اور فقرہ وھو حرام کا نہیں لکھا تو آپ
جیسے صاحب حوصلہ، ذی شعور بے شک ان اشیاء کو حلال سمجھ گئے ہوں گے کیونکہ دوسری روایات
و کتب کی تحریم کا تو آپ کے نزدیک کچھ اعتبار ہی نہیں۔ معاذ اللہ

ترسم زسی بکعبہ اے اعرابی
کیں رہ کہ تو میری برکستان است

اور شیخ ابن الحدید معتزلی نے اگر کچھ نقل کیا، تو سب زرد و برادر شغال ہم پر کیا جت ہے
جو ہری نے کوئی لفظ نقل کر کے حوالہ دے دیا ہو گا کہ فلاں عبارت میں یہ لفظ بایں معنی آیا ہے
غرض اہل لغت اگر کوئی نقل کر دے تو تصدیق اور صحت اس کی ہو جانی آپ ہی کا فہم ہے شرح
طائیں شارح نے (بیچ مسئلہ جواز دخول ماصدریہ کے حملہ اسمیہ پر) رضی سے منہج البلاغہ کا یہ
فقرہ نقل کیا ہے بقوافی الدینا ما الدینا باقیۃ پس تو یہ معنی ہو گئے کہ مولوی جامی منہج البلاغہ
کو تصدیق کر کے مؤمن ہو گئے۔

سیدہ اور صدیق کا کوئی خطبہ مجھ | الغرض یہ قصہ حضرت زہراء کا نسا و نبی ہاشم کو جمع کرنا اور خطبہ
کتب اہل سنت میں نہیں ہے | جو خلیفہ کا پڑھنا، اور خلیفہ اول کا خطبہ، و در باب مذمت حضرت
امیر کا پڑھنا محض افتراء ہے۔ اہل سنت کی کسی کتاب میں اس کی کچھ اصل و تپہ و نشان نہیں ہے

الامان، یہ شیعوں کا کیسا آنکھ بند کر کے طوفان بننا ہے، کہ نہ خدا سے شرما دیں اور نہ رسول الہیت
عزت سے کچھ باک کریں۔ ان کی اہانت پر کس طرح جرأت کرتے ہیں، اور کیوں کہ خلاف ان کے
اقوال کے اعتقاد کر لیتے ہیں، اور مکتذب ان کے بنتے ہیں۔ اہل سنت کی کتابوں میں دیکھو کہ مدارج
شیخینؑ کی بزبان امیر المؤمنین حضرت علیؑ موجود ہیں۔ اور مدارج حضرت امیرؑ کے شیخینؑ کی زبان
سے مسطور۔ اور ایسا ہی مدارج اور مدارج حضرت فاطمہؑ کے، پھر اہل سنت کی طرف
ایسے وہی طوفان اٹھانا کمال بے حیائی ہے اور اہل سنت کی کتابیں کچھ مخفی نہیں۔ جس
کا دل چاہے مدارج حضرت امیرؑ و حضرت زہراؑ دیکھے کہ کس قدر رکھے ہوئے ہیں۔ ہم کو
حاجت تحریر ان کی اس رسالہ میں نہیں۔ اگر نقل بھی کریں تو شیو کب مانتے ہیں۔ مگر
اہل عقل کو فہم درکار ہے کہ در صورتیکہ یہ لوگ حضرات عزت کے ایسے محبت و معتقد ہوں
تو ایسی حرکت ان سے واقع ہونی کب قرین قیاس ہے۔

فصل صدیق اور امام جعفرؑ | مگر اب کتب شیعوں کی معتبرات کو دیکھو۔ کشف الغمۃ عن معرفۃ

الائمہ میں تحریر ہے :-

سُئِلَ الْإِمَامُ أَبُو جَعْفَرٍ عَلَيْهِ السَّلَامُ عَنْ حِلْيَةِ السَّيْفِ هَلْ يَجُوزُ؟ فَقَالَ
نَعَمْ. قَدْ حَلَّى أَبُو بَكْرٍ الصِّدِّيقُ سَيْفَهُ بِالْفِضَّةِ فَقَالَ الرَّاهِطُ أَنْقُولُ هَكَذَا
فَوَثَبَ الْإِمَامُ عَنْ مَكَانِهِ فَقَالَ نَعَمْ الصِّدِّيقُ، نَعَمْ الصِّدِّيقُ، نَعَمْ
الصِّدِّيقُ فَفَنَنْتَ لَمْ يَقُلْ لَهُ الصِّدِّيقُ فَلَا صَدَقَ اللَّهُ قَوْلَهُ فِي الدُّنْيَا
وَالْآخِرَةِ.

(ترجمہ) پوچھے گئے امام ابو جعفر علیہ السلام علیہ سیف کہ آیا جائز ہے یا نہیں؟ فرمایا ہاں جائز
ہے، البتہ محلی کیا ابو بکر صدیقؑ نے اپنی تلوار کو چاندی سے۔ بولارادی کیا تم بھی صدیق کہتے
ہو ابو بکرؑ کو؟ پس اچھل پڑے اپنی جگہ سے۔ فرمایا ہاں صدیق میں ہاں وہ صدیق ہیں ہاں
وہ صدیق ہیں پس جو کوئی نہ کہے ان کو صدیق تو نہ سچا کیجیو حق تعالیٰ اس کے قول کو دنیا اور آخرت میں

سبحان اللہ! اس میں سے یہ بھی نکلا کہ جو آپ کو صدیق نہیں کہتے ان پر حضرت امام ابو جعفر نے بددعا کی ہے اور مقبول بارگاہ کی بددعا کا اثر آب موجود ہے جس کا جی چاہے دیکھ لے جھوٹ بولنا اور جھوٹ بول کر دھوکا دینا کس کا شعار ہے خیر اب دیکھو! تقریر طویل لا حاصل لا طائل کس پر اُلٹی اور شیعوں پر اس آیت امام معصوم نے رونا ڈال دیا یا نہیں؟ اب سائل کے کلمات ناشائستہ کا جواب لکھنا کیا ضروری ہے؟ مگر ہزار حیف کہ یہ مدعیین (محبت و اتباع ائمہ کے) کیونکر نصوص ائمہ کو غلط سمجھ گئے۔ کیا اس کا ہی نام محبت ہے؟ معاذ اللہ مالِ کار سنو! کہ کتب شیعہ میں کیا لکھا ہے، کتب اہل سنت میں تو سب کچھ موجود ہے مگر شیعوں کو تسلیم کریں گے۔

سیدہ صدیق سے ناراض | مجلس السالکین میں کہ کتاب معتبر شیعہ کی ہے لکھا ہے۔
ہو کر فوت نہیں ہوئیں | اِنَّ اَبَا بَكْرٍ لَّمَّا رَا فِي فَاطِمَةَ اِنْقَبَضَتْ عَنْهُ وَهَجَرَتْ

وَلَمْ تَتَكَلَّمْ بَعْدَ ذَلِكَ فِي اَمْرِ فِدَاكَ كَبُرَ ذَلِكَ عِنْدَهُ فَاَرَادَ اِسْتِزْوَاجَهَا فَاتَّاهَا فَقَالَ لَهَا صَدَقْتَ يَا ابْنَةَ رَسُولِ اللَّهِ فِيمَا اَدْعَيْتَ وَلَكِنِّي رَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُقْسِمُهَا فَيُعْطِي الْفُقَرَاءَ وَالْمَسَاكِينَ وَابْنَ السَّبِيلِ بَعْدَ أَنْ يُؤْتِيَ مِنْهَا قُوَّتَكُمْ وَلِصَاحِبَيْنِ بِهَا فَقَالَتْ اِفْعَلْ كَمَا كَانَ اَبِي رَسُولُ اللَّهِ يَفْعَلُ فِيهَا فَقَالَ فَلَا وَاللَّهِ عَلَيَّ اَنْ اَفْعَلَ فِيهَا مَا كَانَ يَفْعَلُ اَبُوكَ فَقَالَتْ وَاللَّهِ لَتَفْعَلَنَّ فَقَالَ وَاللَّهِ لَا فَعَلَنَّا ذَلِكَ فَقَالَتْ اَللّٰهُمَّ اَشْهَدْ فَرَضَيْتَ بِذَلِكَ وَاَحْذَرْتُ الْعَهْدَ عَلَيْهِ فَكَانَ اَبُو بَكْرٍ يُعْطِيهِمْ قُوَّتَهُمْ وَيُقْسِمُ الْبَاقِيَ فَيُعْطِي الْفُقَرَاءَ وَالْمَسَاكِينَ وَابْنَ السَّبِيلِ۔

(ترمذی) "البتہ ابو بکرؓ نے جب دیکھا کہ فاطمہؓ منقبض ہو گئیں (ابو بکرؓ نے) اور ترک کر دیا اور دکھام کیا بعد اس واقعے (امرفدک میں) بھاری گزری ابو بکرؓ کے نزدیک یہ بات پس ارادہ کیا راضی کرنے فاطمہؓ کا پس آیا فاطمہؓ کے پاس پس کہا سچ کہا تم نے اے بنت رسول اللہؐ اپنے دعویٰ میں مگر میں نے دیکھا رسول اللہؐ صلی اللہ علیہ وسلم کو کہ تقسیم کرتے

تھے اس کو اور دیتے تھے فخر ادا کر، مساکین کو اور مسافروں کو بعد دینے قوت تمھاری
کی اور قوت کار گزاروں کی، پس کہا فاطمہؑ نے کہ تو بھی کیا کر جیسا کہ میرے باپ رسول اللہ
کیا کرتے تھے۔ کہا ابو بکرؓ نے تمھارے لیے اللہ شاہد ہے اس بات پر کہ میں کروں اس میں وہی مل
جو کرتے تھے رسول اللہ تمھارے باپ اس میں کہا فاطمہؑ نے واللہ یونہی کر دو گے؟ پھر کہا ابو بکرؓ
نے واللہ کروں گا یونہی پس کہا فاطمہؑ نے الہی تو گراہ رہے اس کا پس راضی ہو گئیں اس
پر فاطمہؑ اور یا عہد اس بات کا۔ پس تھے ابو بکرؓ دیتے قوت ان کی، پھر تقسیم کر
دیتے باقی کو۔ سو دیتے فخر ادا مساکین و ابن السبیل کو۔“

اب اس روایت سے رضا مندی حضرت فاطمہؑ کی جب واضح ہو گئی تو قول سائل کا لغو ہو
گیا۔ کچھ بھی معنی اس کے نہیں ہو سکتے ہیں۔ عجب ہے کہ آدمی آنکھ بند کر کے ایسی بات کہہ دے
اور اپنی کتابوں کو بھی نہ دیکھے۔ معاذ اللہ اس بغض کا کیا علاج۔

اور ابو بکرؓ بہتان شیعوں سے کیسے بری ہیں۔ سبحان اللہ! اور ذرا انصاف و رکارہ ہے کہ اگر
صدیق اکبرؓ ایسا ظلم کرتے تو حضرت امیرؓ ان کے ساتھ کیوں کر شیر و شکر کی طرح ہم پیالہ و ہم نوالہ
بے رہتے، اور بحکم الہی اَلَمْ تَكُنْ اَرْضُ اللّٰهِ وَاَسِعَتْ کھیں نہ نکل جاتے، اور کیونکر ساری
عمر کفر کے لباس میں بسر کرتے اور حسنینؓ اور حضرت امیرؓ کیسے اپنی بہن بیٹی کا ظالم سے
نکاح کر دیتے؟ یا رو! ذرا انصاف کر، کہ امہ کو ایسا نامزد بنانا۔ وہ زور و کبلی کس دن کے
لیے تھا۔ بہن بیٹی چھیننے کی غیرت نہ ہو اور دین و ایمان سب ہاتھ سے جانے کی پروا نہ ہے
تو یہ، تو یہ۔ استغفر اللہ بہر حال ظاہر ہو گیا کہ حضرت فاطمہؑ ابو بکرؓ سے غضبناک نہیں
گئیں جو کچھ رنج باقتضائے بشریت تمھارے ہو گیا۔ ایسے رنجوں سے شانِ خلیفہ میں کچھ بھی
نقصان نہیں آیا۔

حضرت فاطمہؑ اور امامؑ | حضرت امیرؓ اور حضرت زہراءؓ کی شکر رنجی باہمی ہو جاتی تھی، یہ
بھی شکر رنجی ہوتی تھی، واقعات کچھ شیعہ پر مخفی نہیں۔ پھر دونوں معصوموں میں کون ظالم

تھا، اور سچ وہی حضرت زہراؑ سے حضرت امیرؑ کا کہا حال ہوا تھا شیعہ کو ایسے مطاعن کرنے اپنے پاؤں میں کھٹاڑی مارنی ہے اور طرفہ یہ ہے کہ شیعہ اس مسئلہ میں خود موقوف ہیں۔ اقول میراث کا دعویٰ کیا، جب جواب دندان شکن سنا بہہ کا دعویٰ کیا، جب جواب پایا کہ شیعہ مذہب میں (مہبہ نامہ) بدول قبض معتبر نہیں ہوتا اور قبضہ حضرت فاطمہؑ کا کبھی مذک وغیرہ پر ثابت نہیں ہونا چار وصیت کا دعویٰ کیا۔ اور خود بین ہے کہ وصیت اخت میراث ہے جب میراث اس میں نہیں ہو سکتی وصیت بھی نہیں ہو سکتی۔

غرض کتب شیعہ میں ایسی ہی روایات متعارف ہر باب میں موجود ہیں، جب کہ ان کو علماء اہل سنت کی طرف سے ایسے ایسے جوابات اپنی کتابوں سے معلوم ہوئے تو آنکھیں چار ہو گئیں، لہذا حتی الامکان ہرگز اپنی کتب مذہب کو ظاہر نہیں کرتے۔ اصول مذہب ہندو و مجوس تک کی کتابیں چھپ گئیں مگر اس مذہب کی ایک کتاب نہ چھپی (باوجود اس قدرت و تروت کے) بہر حال اس قوم کو باوجودیکہ اپنے معائب مذہبی پر اطلاع ہوئی مگر اپنی سوء عقیدت سے باز نہیں آتے۔

فدک اور حضرت علیؑ | خیر ان سب در گذر کر کے ہم پوچھتے ہیں کہ اگر یہ اقوال تمہارے اور امام باقرؑ صادق ہیں تو حضرت امیرؑ نے اپنی خلافت میں یہ ترکہ اولاد فاطمہؑ و عباسؑ کو کیوں نہیں دیا؟ آیا حضرت امیرؑ بھی غاصب ہی تھے؟ اور عمر بن عبدالعزیزؒ نے جب امام باقرؑ کے حوالے فدک کر دیا، انھوں نے اپنے پاس رکھا، کیوں علیؑ فرائض اللہ تقسیم نہ کیا

آیا یہ بھی ظالم ہی تھے؟ معاذ اللہ

سیدہ کی تدفین | اب باوجودیکہ حضرت زہراؑ رنجیدہ (خلیفہ سے) نہیں مریں، پھر خفیہ دفن کرنا ان کو اس سبب تھا کہ حضرت فاطمہؑ بہ سبب کمال اپنے تستر و حیار کے شرم کرتی تھیں، اس سے کہ میرا جنازہ مردوں کی نظر سے گزرے گا کہ اس زمانہ میں نعش جنازے پر نہیں ہوتی تھی، لہذا حضرت اسماءؑ کو وصیت کی تھی کہ تم اور حضرت علیؑ مجھ کو غسل دے کہ خفیہ دفن کر دیجو

اور بالفرض اگر کوئی اور وجہ بھی مگر جب وہ ناخوش نہیں رہی تھیں تو پھر اس کا طعن حضرت ابو بکرؓ پر کیا ہے؟

سیدہ کی قبر بقیع میں ہے | اب یہ طعن کہ اہل مدینہ کو خبر قبر حضرت فاطمہؓ کی معلوم نہیں، بالکل مہمل ہے کیوں کہ (اول تو) قبر ان کی بقیع میں ہے، سب کو معلوم ہے اور اگر بھلا تو دہل مدینہ کو ہے تو اس میں ابو بکرؓ پر کیا طعن ہے؟ مگر شیعہ مدعیان محبت سے پوچھنا چاہیے کہ آپ فرمائیں کہ قبر حضرت زہراءؓ کہاں ہے، آپ کو بھی کچھ معلوم ہے؟

الغرض اے مسلمانو! ذرا انصاف کرو، اس خرافات پر تو کوئی کافر بھی تاب نہ لائے گا کہ اسلام کا دعویٰ کریں اور قرآن و عترت کو رد کریں اور اپنی نفسانیت سے مقبولان الہی کو کافر و مرتد ٹھہرائیں کیا اسی کا نام اسلام اور سیرت ثقلین پر چلنا ہے؟

ہرگز مباد رہی آید بروئے اعتقاد

ایں ہمہ ہا کہ دن و دین ہمیں وابستہ

پیغمبر تو مخالفین ثقلین پر لعنت کریں، اور حق چھپانے والوں پر نفریں بھیجیں اور شیعہ کچھ خیال نہ کریں۔ اس قرآن خوانی سے سوائے لعنت کے کیا حاصل ہو؟ دُبَّ قَالَ لِقُرْآنٍ وَ الْقُرْآنُ یَلْعَنُہُ۔ اور امام محمد باقرؑ جو صدیق رہا کو صدیق نہ کہے اس کو بدو عام فرمادیں، اور تم ان کو کافر کہو؟ آیاتم اب کافر ہو یا نہیں؟ جو خدا تعالیٰ اور رسولؐ کو سچا جانے اس بات میں ہماری تسلی کر دے، تعجب ہے کہ تم ایسی واضحات و بینات کو دیکھ کر عبرت نہیں لے کرے اور ائمہ کو کاذب جانتے ہو، اور تفتیہ کے نام سے ان کو سب کچھ نہلاتے ہو۔ وَاللّٰهُ الْهَادِی



سوال چہارم

پوچھو اپنے علماء سے کہ حضرت آدمؑ سے حضرت خاتمؑ تک کوئی نبی یا اس کا خلیفہ بغیر تقرر خدا ہوا ہو تو ہمیں بتائیے، بلکہ جس نبی اور رسول کو خدا نے بھیجا تو امت نے اس سے معجزے طلب کیے، اس پر بھی قلیل ایمان لائے، ان میں بھی خالص کم اور منافق زیادہ جو کہ کسی مصلحت دنیا سے ایمان لائے۔ دُور کیوں جاؤ اسی امت کا حال دیکھو کہ جناب رسول خداؐ کے کیسے معجزے دیکھے، اس پر ایمان نہ لائے۔ تا آنکہ یہ ارادہ کیا کہ منزل عقبہ میں پیغمبر خداؐ کو شہید کر ڈالیں۔ تفسیر کشاف اور استیعاب میں دیکھو، اور صحیح بخاری میں دیکھو، کہ کون کون، منافق تھا، ان میں سے کوئی صاحب بھی ان معجزاتِ باہرہ پر ایمان نہ لائے اور نبوت کا یقین نہ کیا۔ سب جانتے دو، ان کے بیان میں طول ہے۔ مشکوٰۃ شریف کو ملاحظہ کرو۔ حضرت فاروقؓ کا حال کیا لکھا ہے، یہ تو ظاہر ہے کہ سن شریف تو بت پرستی ہی میں کمال کو پہنچ گیا تھا کلمہ اسلام بھی کتنے معجزات دیکھ کر پرٹھا، اور کتنے معجزے حضرتؐ کی خدمت میں رہ کر دیکھے، پھر بھی جب آنحضرتؐ نے حدیبیہ میں کفار سے صلح کی تو اس وقت بطون ان کا چھپ نہ سکا آخر کھل ہی پڑے اور بولے کہ مجھے ایسا شک نبوت میں کبھی نہ ہوا تھا جیسا آج ہوا۔ دیکھو معجزات کے مشاہدہ پر تو ان کا یہ حال تھا، اب یہاں کوئی بتاؤ کہ اجماع کو نسی کتاب کے حکم پر ہوا کہ حسب کی نبوت ہی میں شک تھا اور حضرت ابو بکرؓ میں کو نسا معجزہ سب پیغمبروں سے کامل دیکھا کہ ان پر ایمان لائے، اور اب حضرات اہل سنت نے کو نسا معجزات اور دلائل اور

برائیں پر چند جہلاء کی خلافتِ اجماعی کو مستبول کیا کہ جس کے رئیس اور بانی مہساری ہی کو نبوت میں شک تھا اور خلافتِ اجماعی پر کمیوں کے اعتقاد قائم ہوا، باوجودیکہ وہ عترتِ پیغمبر صاحبِ فضل بھی موجود تھے جس کی اطاعت کو حکمِ خدا تعالیٰ اور رسول کا حکم خاص و عام ہو چکا تھا۔ وہ لوگ صاحبِ اولوالامر چاہتے تھے یا خواہش نفس کی، یہ سراسر مخالفتِ خدا اور رسول کی ہے، اسی کا نام اسلام ہے؛ سبحان اللہ ایسوں کی اطاعت خدا اور رسول کی اطاعت ہے یا اولوالامر کی کچھ تو البتہ ہوا کی اطاعت سے منہ موڑو۔

غور تو کرو، کہ کیا اہلِ اجماع کا مرتبہ انبیاء سے بھی بڑھا ہوا ہے؟ دیکھو حضرت موسیٰ علیہ السلام بے حکمِ خدا حضرت ہارونؑ کو خلیفہ نہ کر سکے۔ اپنی کتابوں کو تو دیکھو۔ ثعلبی وغیرہ علماءِ اہل سنت روایت کرتے ہیں، اس کے بیان میں طول ہے۔ خلاصہ یہ ہے کہ جب امیر المؤمنین علیہ السلام نے انگوٹھی سائل کو رکوع میں دی تو جنابِ پیغمبرؐ نے بھی دعا کی مثل حضرت موسیٰؑ کے۔ اور یہ عرض کی وَاجْعَلْ لِّي ذُرِّيًّا مِّنْ اَهْلِيْ عَلِيًّا یعنی "گردان میرا وزیر علی کو" خدا نے اِنَّمَا وَلِيَّكُمْ اللّٰهُ مَنَّا لَ کیا۔

یاد نہ غدیر کے بعد جب سب لوگ اقرار و عہد کر چکے ولایت جنابِ امیرِ مہساری تو ایک منافق پر کہ ظاہر اسے حاکم ہوتا حضرت کا ناگوار ہوا آسمان سے پتھر گرا۔ تفسیرِ ثعلبی میں دیکھو۔ پس اخطبِ خوارزم نے لکھا ہے کہ جب جبریل علیہ السلام نے حکم دیا کہ علی کو سب لوگ امیر المؤمنین کہا کریں کوئی نام نہ لے تب آنحضرتؐ نے حکم دیا، اور اپنی طرف سے حکم نہ دیا۔ دیکھو قرآن میں کہ ملائکہ کی رائے بابِ خلافتِ ملائکہ میں مستبول نہ ہوئی کیا اہلِ اجماع کی رائے سب پر بلند تھی؟ حالانکہ بعض نے اپنے نفقہ و ایمان کا حال تو حذیفہ رضی سے پوچھتے تھے بخاری میں دیکھو۔

سبحان اللہ! جو ایسے خود غلط ہوں وہ غیر کو وزیر و خلیفہ بنانے کو بیٹھیں اور امیر المومنین بنادیں اور اولوال الامر مسترار دیں، یہ تو مہبت کا خدا قرار دینا ٹھہرا۔ پس جس نے اولوال الامر اپنی خواہش نفس سے بنایا اس نے دوسرا خدا ہی بنایا، ایسی حالت میں جو لوگ سوائے معبود برحق کے غیروں کو خدا جانتے ہیں ان پر کفر کا اطلاق اہل سنت کو نہ چاہیے کیا اہم سابقہ کا حال قرآن میں نہیں پڑھا، پس ان میں اور تم میں کیا فرق ہے اگر تم ان حرکتوں کے ساتھ مسلمان رہے تو وہ کیوں کافر ہوئے کسی لیے کہ اس میں اور اس میں دونوں میں بندگی الہ ہو اکی ہے۔ اَرَأَيْتَ مَنِ اتَّخَذَ إِلَهَهُ هَوَاهُ خدا نے کس کو مقرر کیا ہے۔

پس بغیر حکم پیغمبر کسی کو نائب، خلیفہ پیغمبر بنانے اور جاننے والے بندگان خدا سے باہر ہیں یا نہیں؟ ہمیں مجھا دو۔ فقط



جواب سوال چہارم

العقاد خلاف شوری سے ہوتا ہے منصوص نہیں ہوتا

ماشاء اللہ اس سوال میں آپ نہایت زور شور پر ہیں مگر سلیقہ و تمیز خدا داد ہے اصل یہ ہے کہ انبیاء تو خدا تعالیٰ ہی کی طرف سے مبعوث ہوتے ہیں۔ ان کے تقرر میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے کیا کلام ہے۔ البتہ نزاع اس میں ہے کہ بہشتِ رُسل شیعہ کے مذہب میں حق تعالیٰ کے ذمہ واجب ہے، اور اہل سنت کے نزدیک حق تعالیٰ کے ذمہ پر واجب نہیں۔ جو کچھ خیر بندہ کے واسطے کرے، عین احسان بندہ پروری ہے سو اس میں بحث نہیں، لہذا ہم کو اس میں کچھ لکھنا بھی ضروری نہیں اور خلفاء و ائمہ کے تقرر میں شیعہ مدعی ہیں کہ وہ منصوص من اللہ ہونا چاہیے، سنت جماعت اس کا انکار کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ اللہ کی طرف سے نص ہوئی امام کے باب میں ضروری نہیں، تو آپ ہم سے پوچھتے ہیں کہ بدوں تقرر خدا تعالیٰ کے کوئی ہوا ہو تو تباہ؟ عجیب کہ آپ ایسے عالم اپنے مذہب کے ہو کہ تجاہلِ عارفانہ کرتے ہو، خیر ہم کو اس سے کیا غرض، آپ کا سوال پر راکرنا چاہیے۔

عقد خلافت اور حضرت امام | منہج البلاغہ جو آپ کی کتاب قرآن شریف سے بھی زیادہ معتبر ہے اس میں نامہ جناب امیر رضی اللہ عنہ کہ حضرت معاویہؓ کے نام پر لکھا ہے اور پہلے اس میں نقل بھی ہو چکا ہے، اس میں یوں ارشاد ہے ذرا ہوش کر کے سنو:-

إِنَّمَا الشُّورَى لِلْمُهَاجِرِينَ وَالْأَنْصَارِ فَإِنْ اجْتَمَعُوا عَلَى رَجُلٍ وَسَوَّاهُمَا
كَانَ لِلَّهِ رِضَىٰ -

(ترجمہ) "بس یوں ہی ہے کہ مشورہ معتبر حق مہاجرین و انصار کا ہے، سواہ اگر جمع ہو

جاویں ایک شخص پر اور مقرر کر کے امام بنالیں تو وہ اللہ کے نزدیک پسندیدہ ہوتا ہے۔"

اب دیکھو کہ خود جناب امیرؑ اپنی ہی امامت کو بالشوری فرماتے ہیں، آپ اپنے ہی گھر کو
دیکھو، حضرت کے حال سے کیا استفسار کر کے حاصل کرو گے۔ اگر خلافت حضرت امیرؑ کی اللہ
کی طرف سے منصوص ہوتی تو شوری مہاجرین و انصار کی حجت سے حضرت معاویہؓ کو کیوں
الزام دیتے؟ خود نص خداوندی یا نص ارشاد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو پیش کرتے
خدا اور رسولؐ کا اعتبار زیادہ ہوتا ہے یا اجماع کا؟ اور شوری مہاجرین و انصار کو اگر
معاویہؓ معتبر جانتے تو تکرار ہی کیوں کرتے؟ باوجود اس کے یہ کہ ان لوگوں کا اجماع معتبر ہے
اگرچہ تم معتبر نہ سمجھو۔ تو اب نہیں معلوم کہ آپ اس کلام حضرت امیرؑ کو بھی صادق جانتے ہیں
یا یہ بھی کاذب محمول تقیہ پر ہی سمجھ رہے ہیں؟

صاحب منہاج کا انصاف | یہاں صاحب منہاج شیعہ نے انصاف کیا اور کہا کہ قولہ
إِنَّمَا الشُّورَى لِلْمُهَاجِرِينَ وَالْأَنْصَارِ الخ دلیل صحت مذہب اہل سنت ہے۔ اگر آپ بھی
انصاف پر آجاویں تو لائق ہے۔

الحاصل جو نبی ہوا حسب مراتب اس کے توابع ہوئے کسی کے تلمیذ کسی کے کثیر، اور ہمارے
سرور عالم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے لکھو گھا آدمی توابع ہوئے چنانچہ بارہ ہزار کے صحابہ
ہونے کی نص تو آپ کی کتاب ہی ثابت ہے، تو اتنے تو آپ کو بھی واجب التسلیم صحابہ
جاننے پڑے۔

منافقین کو صحابہ جانتے تھے | اور بعض منافق بھی صحابہ میں ملے لے تھے ہر چہ ان کے
نفاق کی خبر صحابہ کو تھی، مگر حکم ظاہر یہ تھا اور انجام کار سب متمیز ہو گئے تھے کسی کا حال مخفی نہ رہا تھا

اور جو لوگ تبوک کے غزوہ میں (لیلیۃ العقبۃ) بے ادبی کے قصد سے آئے تھے وہ بھی بعض صحابہ کو معلوم تھے اور جو پتہ اُن کی موت کا حضرت نے فرمایا ویسا ہی سب نے دیکھا، اور تصدیق ان کی ہو گئی۔ اب تفسیر کشف جارا اللہ معترزی کی ہم کو دیکھنی یا استیعاب کا دیکھنا کچھ ضروری نہیں۔ اور نہ اس واسطے حاجت بخاری کی ہے۔ سب اہل سنت جانتے ہیں مگر استیعاب و بخاری سے تم نے یہ نہ لکھا کہ کس مقام پر ان کتابوں میں ان منافقوں کے نام مرج کئے ہیں؟ تاکہ آپ کا مافی الضمیر معلوم ہوتا۔ ایسے مہمل اشارات سے تو کچھ کام نہیں چلتا چند آدمی اہل نفاق جن کا نام ان کتابوں میں ہے عبد اللہ بن ابی اور ذوالخویرہ اور جبر بن قیس یہ تو سب کے نزدیک منافق ہیں پھر کتاب کا دیکھنا کیا ضرور۔

مگر تم نے اگر اپنے عقیدہ فاسدہ کے معین کوئی بات اس میں گھڑی ہے تو اس کا اظہار ضرور تھا تاکہ آپ کو اس کا جواب دانی ملتا۔ مگر بخاری سے کچھ کام نہ چلتا دیکھا، لہذا آئیں غائب دے گئے۔ اپنے نزدیک آپ نے ان پر ٹھوس کو دھوکا دیا ہے۔

اتنا ہم بھی کہے دیتے ہیں کہ بخاری سے (مثل قرآن شریف کے) اور اقوالِ عزت کے سب مہاجرین و انصار صحابہ کا صدق و اخلاص مثل آفتاب واضح ہے۔ ایسا ہی مشکوٰۃ کے مطالعہ پر حوالہ کرتے ہو، سو جس قدر مضمون بخاری میں ہے وہی مشکوٰۃ میں ہے۔ اگر حوالہ مشکوٰۃ کا بنا بر تصدیق الفاظ موضوعہ (تمہارے) واقعہ حدیبیہ (کے) اور اپنے فسادِ عقیدہ کے لیے ہے تو کمال خیانت ہے (دور از ویانت) اور اثر اس دعائے امام مقبول کا۔ ہے کہ فَلَا صَدَقَ اللہُ قَوْلُهُ فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ حضرت فاروق کے فضائل مشکوٰۃ شریف میں بخاری سے زیادہ مذکور ہیں۔

حضرت فاروق کا اسلام اور فضائل | سنو کہ حضرت فاروق سال ششم مسلمان ہوئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دعا کی تھی کہ الہی دین کو قوت دے دے ساتھ ایک کے دو میں سے یا عمر یا ابوہل بیگر چونکہ ابوہل کی تقدیر میں کفر و نارتھا، اس کو توفیق نہ ہوئی، اور حضرت فاروق رضی

کو منصب وزارت جناب رسالت مآب کا ملنا تھا وہ مسلمان ہوئے اور آپ کے اسلام کے سبب اسلام ظاہر ہوا، اور آپ ہمیشہ مکہ میں کفار سے مقابلہ کرتے رہے، اور بعد اسلام کے جو کچھ فتوح و معاملات سامنے حضرت کے اور بعد وفات حضرت کے ہوئے وہ کچھ مخفی نہیں تقریباً بقدر تیس سال کے آپ نے جہاد اور اعلائے کلمۃ الاسلام میں سعی فرمائی، بعد بلوغ کے اکثر عمر آپ کی اسلام میں گزری اور تھوڑی جاہلیت میں دیکھو کہ تمہارا یہ مقال کہ سن شریف بت پرستی میں کمال کو پہنچ گیا تھا کس قدر بے ہودہ ہے۔ اولاً جب باخلاص کوئی مسلمان ہو تو ہزار برس کی بت پرستی پر ملامت کرنا حماقت ہے۔ دوسرے یہ آپ کا طعن واہی حضرت سلمانؓ پر بہت چسپاں ہے کہ ان کی عمر اکثر مجوسیت اور نصرانیت ہی میں گئی اور تھوڑی اسلام میں۔ حضرت عمرؓ تو قبل چالیس سال کی عمر کے (کوئی تینتیس سال ہی کی عمر میں مسلمان ہوئے، کمال عمر نہیں تھا بلکہ شباب تھا حضرت سلمانؓ کی تو ساری عمر کفر ہی میں گئی۔ اور عمار و مقداد بھی اول بت پرست تھے اور آپ کا عبداللہ بن سبا بانی مذہب یہودی تھا اور حسب عقیدہ آپ کے حضرت امیرؓ کی خدمت میں مسلمان ہوا۔ سو یہ طعن اُلٹا تم پر ہی رجوع کرتا ہے۔

اور روز صلح حدیبیہ کے (حضرت عمرؓ نے یہ کہا تھا کہ یا رسول اللہ ہم حق پر اور کفار باطل پر ہمارے قتل جنت میں اور ان کے دوزخ میں، تو پھر ایسی دبی صلح کرنی مناسب نہیں معلوم ہوتی ہماری شجاعت و جانبازی دیکھی تو ہوتی، اس صلح پہ بار بار عرض کرتے تھے، مگر یوں نہیں کہا کہ ہم صلح نہیں کرتے، یا نہیں ہونے دیں گے۔ بادب عرض کرتے تھے کہ اس میں حفت اہل اسلام ہے۔ مگر چونکہ وہ عالم مایکون نہیں تھے، یہ معلوم نہیں تھا کہ انجام اس کا بہت اچھا ہے۔ جب حضرت نے عرض آپ کی مستبول نہ کی تسلیم کر لیا اور یہ لفظ کہ ”جیسا شک مجھ کو نبوت پیغمبر میں آج ہوا کبھی نہیں ہوا تھا“ ہرگز انھوں نے نہیں فرمایا اور نہ کسی کتاب اہل سنت میں یہ لفظ ہے۔ معاذ اللہ! یہ جرأت آپ کی؛ اور ایسا افتراء؛ اگر اس ہی لفظ

کے واسطے بخاری و مشکوٰۃ و استیعاب دکھاتے ہو تو بڑی غیرت کی بات ہے جیسا کہ
کہ کچھ بھی آپ میں بوئے دیانت نہیں ہے فرمائیے کس جا کو کسی کتاب میں یہ عبارت ہے
لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللّٰهِ ایسا جھوٹ باندھنا۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے حضور کے فرمانے | ہاں! جب سہیل بن عمرو نے صلحنامہ کے لکھنے کے وقت کہا
پر بھی لفظ ”رسول“ نہ مٹایا کہ اگر ہم تم کو رسول اللہ جانتے تو ہرگز تکرار نہ کرتے محمد بن

عبداللہ لکھو محمد رسول اللہ مت لکھو۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کاتب صلحنامہ جناب
امیر رضی اللہ عنہ کو ارشاد فرمایا کہ یہ لفظ مٹا دو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے صاف جواب دیا کہ میں نہیں مٹائے گا، آخر
حضرت نے خود حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ہاتھ سے کاغذ لے کر آپ مٹایا حضرت علی رضی اللہ عنہ مایکون نے
صاف انکار ارشاد مصطفویٰ کیا۔ پھر جو کچھ توجہ اس فعل حضرت امیر رضی اللہ عنہ کی ذہن عالی میں ہوگی
وہی توجہ حضرت فاروق کی طرف سے قبول ہو جب معصوم اور عالم مایکون نے صاف انکار
کر دیا تو بیچارے فاروق تو نہ معصوم تھے اور نہ عواقب الامور کے واقف، ان پر کیوں
اتنا غصہ ہے؟ حاصل یہ ہے کہ کتب اہل سنت میں تو بجز مدائح فاروقی کوئی تنقیص کی بات
نہیں۔ پھر ایسا دوسرے عوام کو ڈالنا آپ ہی کا کام ہے۔

فضائل شیعین اور حضرت علی رضی اللہ عنہ | مگر حضور اپنی کتب معتبرہ کو ملاحظہ فرما کر قریر العین ہوں شرح
نہج البلاغہ میں مذکور ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نامہ معاویہ میں (بعد ذکر شیعین کے) یوں ارشاد
کرتے ہیں:-

لَعَزِيْ اِنْ مَكَانَهُمَا مِنَ الْاِسْلَامِ لَعَظِيْمٌ وَاَنَّ الْمَصَابِ بِمَا لَحِقَ فِي
الْاِسْلَامِ شَدِيْدٌ رَّحِمَهُمَا اللّٰهُ وَجَزَاَهُمَا بِاَحْسَنِ مَا عَمَلَا۔

(ترجمہ) ”قسم اپنی بقاء کی تحقیق مرتبہ ان کا اسلام میں البتہ بڑا ہے اور مصیبت ان کے انتقال
کی اسلام میں نقصان شدید ہے۔ اللہ رحم کرے ان کو اور بدلہ دیوے ان کو بہتر

ان کے اعمال سے“

نکاح کلثومؑ اور نکاح کرنا حضرت اُمّ کلثومؑ کا بھی دلیل قاطع ہے اسلام و کمال فاروقی پر

سُئِلَ الْإِمَامُ مُحَمَّدُ بْنُ عَلِيٍّ عَنْ تَزْوِيجِهَا فَقَالَ كَوْلَا أَنَّهُ رَأَاهُ أَهْلًا لَهَا مَا كَانَ يُزَوِّجُهَا أَيَّاهُ وَ
كَانَتْ أَشْرَفَ نِسَاءِ الْعَالَمِينَ (پوچھے گئے امام محمد باقرؑ نکاح کرنے کلثومؑ سے جواب دیا
کہ اگر عمرؑ کو علیؑ رضی اللہ عنہ اہل و لائق کلثومؑ نہ جانتے تو ہرگز نکاح نہ کرتے کہ وہ اشرف اور بزرگترین
عورتوں میں تھیں) سبحان اللہ آپ کے آئمہ تویوں مدح حضرت فاروقؑ کی فرمادیں، اور آپ کو
یہ مایہ نوبیاء تعجب اور بیعت کرنا حضرت امیرؑ و حسنینؑ کا اور شریک مشورہ رہنا خود دلیل فضیلت
عمرؑ ہے مگر شیعہ نے بنا چاری تقیہ کر کے اپنی نواسے بیجا کو نبھایا اور حضرت امیرؑ و حسنینؑ کو
مساؤ اللہ بے غیرت و نامرد اور سب کچھ بنا کر اپنی نفسانیت کو پارا تار دیا۔ نقل مشہور بیگانی
پر شگونی کو اپنی ناک کاٹنی "پر ہے۔" دوستی بے خود و دشمنی ست۔"

خلافت صدیق اجماع صحابہؓ اب آپ کو افضلیت عمرؑ اور جملہ مہاجرین انصار اپنی کتابوں
سے منعت ہوئی تھی اور قرآن شریف سے جب معلوم ہو چکی تو سمجھو کہ ان مقبولوں کا

اجماع خلافت ابو بکرؓ پر بحکم کتاب اللہ اعظم الثقلین کے اور حدیث رسول اللہؐ اور عترت رسول
اللہ کے معتقد ہوا۔ آیہ کتاب اللہ یہ ہے :-

وَمَنْ يُشَاقِقِ الرَّسُولَ مِنْ بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُ الْهُدَىٰ وَيَتَّبِعْ غَيْرَ سَبِيلِ
الْمُؤْمِنِينَ تُوَلِّهِ مَا تَوَلَّىٰ وَنُصْلِهِ جَهَنَّمَ ۖ وَسَاءَتْ مَصِيرًا۔

(ترجمہ) "جو شخص مخالفت کرے رسول کی بعد ظاہر ہونے ہدایت کے اور تابع ہو غیر راہ سب
مؤمنین کے ہم حوالہ کریں گے اس کو جس کو اس نے لیا اور داخل کریں گے جہنم میں اور بُرے ٹھکانے

پہنچا۔"

اجماع کی مخالفت حرام ہے | سب مؤمنین کی مخالفت کو حق تعالیٰ نے حرام فرمایا۔ یہ اجماع
ہی ہے اور احادیث بہت ہیں۔ مگر تم کو ہماری احادیث پر کب یقین ہے لہذا ترک کرتا ہوں، اور حدیث
حضرت علیؑ و ائمہ الشوریٰ لہما جریٰ و الانصار الخ اور پند کو رہ چکی اور حضرت امیرؑ بھی اس اجماع

میں داخل ہو گئے، اگرچہ بعد چھ ماہ کے ہی سہی۔ اجماع میں ایک وقت جمع ہونا شرط نہیں اور عذر توقف اس قدر مدت کا سابق مذکور ہو چکا۔ نہیں معلوم کہ یہ قول فعل حضرت امیرؓ آپ کے نزدیک جہل و غفلت ہے یا علم و ہدایت؟ پس اور کیا سائل کے کلام جہنم انجام کا جواب لکھا جاوے؟

اصحابِ ثلاثہ کی خلافتِ جماعی | اور عذرِ شیعہ کہ حضرت امیرؓ کے گلوں میں رسن بستہ کھینچ لاکر بیعت کرنا ماننے کے معنی | دی اول تو وہی فضیحت اس قول نامعقول پر وارد ہے جو

پہلے عرض ہو چکی، اور دوسرے یہ کہ حضرت عمرؓ کے وقت جو حضرت امیرؓ نے اول و ہر میں بیعت کر لی جب کوئی زنجیر معاذ اللہ آپ کی گردن میں باندھی گئی تھی؛ اور ایسا ہی حضرت عثمانؓ کے ساتھ خلافتِ ابوبکرؓ میں تو چھ ماہ ہمت بھی باندھی، ان اوقات میں اتنا بھی نہ ہو سکا۔ حق تعالیٰ ایسے محبون و دشمنوں کو شرماوے۔

الحاصل جب یہ اجتماع خلافتِ ابوبکرؓ کا حسبِ ایشاد حضرت علیؓ و تصدیق فعل حضرت امیرؓ حق و موافق حکم کتاب اللہ ہوا تو بیچارے سنت جماعت کیوں اس اجماع پر ایمان نہ لادیں؟ ہم تو ظاہر و باطن محبت علیؓ نہیں نہ مثل روانض، اب کہو کہ تم کس کو جہلاء قرار دیتے ہو؟ اپنے منہ پر طمانچہ مارو، معاذ اللہ اگر وہ جاہل تھے تو ان میں ایک جاہل علیؓ بھی تھے، اگر عمرؓ کو شک فی النبوت تھا، تو کلثومؓ کا شاک سے نکاح کیوں کر دیا تھا؟ اور اگر عترت کے واسطے حکم خلافت خدا تعالیٰ و رسولؐ کی طرف سے صادر ہوا تھا اس ہی عترت نے کیوں بیعت کر لی تھی؟ مخالفت خدا تعالیٰ و رسولؐ کی تھی۔ زیادہ تمھاری خرافات کا جواب کچھ ضروری نہیں، روزِ جزا اپنے کردار کو پاؤ گے۔ اور حضرت موسیٰؑ کا ذکر کرنا بھی محض جہالت ہے۔ انبیاء میں کلام نہیں، اور بابِ امامت میں قول حضرت امیرؓ کا ہم پیش کر چکے ہیں اور ثعلبی ہرگز اہل سنت کے نزدیک معتبر نہیں، اس کی روایت اکثر روانض سے منقول ہیں۔

منہج ابلاغہ کو تو چھوڑو اور ثعلبی کے قول پر اعتماد کرو۔ حیف بریں محبت عترت آئیے انا و لیکم بشرط تسلیم بھی ثبوت خلافت بلا فضل نہیں | اور آیت اَشَاوِیْکُمُ الْاٰیۃ

میں کلام طویل ہے۔ اگر تسلیم کریں کہ خلافت حضرت امیرِ رضی میں نازل ہوئی تو خلافت بلا فصل کہاں سے نکلتی ہے؟ اُن کے وقت میں خلافت حقہ حضرت علی رضی پر ہی تھی۔

آیت میں اگر حضرت مطلق ہو تو حضرت علی رضی اور شیعہ جو حضرت مطلق کا دعویٰ کرتے ہیں تو لازم ہے کہ کے بعد کوئی امام نہیں ہو سکتا | حضرت امیرِ رضی کے بعد بھی کوئی امام حق نہ ہو سکے، کیونکہ

جب حضرت حقیقی ہوا تو اول اور آخر یکساں ہو گا۔ عقل و عاقل وہی ہے۔ ایسی ہی روایت پھر کرنے کی وہی موضوع ہے اور اخطب خود لازم زیدی غالی کذاب ہے۔ اس کی روایت لکھنی بھی (الزام اہل سنت میں) جہالت ہے۔

حدیث غدیرِ مشیتِ خلافت نہیں | اور روزِ غدیر حضرت کا یہ ارشاد کہ من کنت مولاً فعلی

مولاء، اہل سنت کے بسر و چشم معتبر و مقبول، چنانچہ مبارکباد دینا حضرت عمر رضی کا حضرت امیرِ رضی کو اس بشارت پر اہل سنت کی کتب میں موجود ہے مگر بلاوتِ شیعہ کا کیا علاج؟ حضرت علی رضی کے مولانا ہونے کا کس کو عذر و انکار ہے؟ مولانا کے معنی ناصر اور دوست کے آتے ہیں، اور متصرف کے معنی بھی ہیں، سو یہ عبارت کہ بعد اس کے ہے اَللّٰهُمَّ وَالِ مَنْ وَالَاكَ دَعَاوُ مَنْ عَادَاہُ دَلیل ظاہر ہے کہ معنی مولانا کے یہاں دوست ہیں، اگر عقل ہو، سو دوستی حضرت علی رضی کے ساتھ اہل سنت کو اور سب صحابہ کو ہونا ثابت ہو چکی۔

اور سلمنا کہ معنی مولانا کے متصرف ہی میں تو حضرت امیرِ رضی اپنے عہدِ خلافت میں لایب متصرف تھے ہم کو کب انکار ہے لیکن معنی مولانا کے اولیٰ بالتصرف کہیں لغت میں ثابت کرو، جب خلافت بلا فصل کا دعویٰ کرنا۔

بزرگِ شیعہ حضور کو ستر بار | اور متاثر ہے کہ حضرت سید البلاء اس امر کو کہ بزرگِ شیعہ رکن اطہار خلافت علی رضی کا حکم ہوا | دینِ اسلام ہوا، اور حضرت خداوندی سے اس قدر تقاضا

اس میں ہوا کہ:

يَا أَيُّهَا الرَّسُولُ بَلِّغْ مَا أُنْزِلَ إِلَيْكَ مِنْ رَبِّكَ وَإِنْ لَمْ تَفْعَلْ فَمَا بَلَّغْتَ

رِسَالَتَهُ وَاللّٰهُ يُعْصِمُكَ مِنَ النَّاسِ ۔

(ترجمہ) ”اے رسول پہنچا دے جو کچھ اتارا گیا تیری طرف تیرے رب کی طرف سے اور جو

نہ کرے گا تو، نہیں پہنچایا ہوگا تو نے اس کی رسالت کو اور اللہ نگاہ رکھے گا تجھ کو لوگوں سے“

اور یہ رسالت اظہارِ خلافتِ علیؑ کی تھی، اور پھر ستر بار جب آپ کو حضورؐ ہو ایسی تاکید

ہوئی کہ امرِ خلافتِ علیؑ کو ظاہر کر دو اور لوگوں کی اذیت کا ذمہ بھی حق تعالیٰ نے کر لیا ۔

آیہ میں ایہام و اشتراک ہے | اس پر ایسی موہم عبارت سے فرمایا کہ اذل تو مشترک لفظ ہو

اور اس میں بھی جو کچھ بعض معانی سے مفہوم ہو سکتا، اس کے ساتھ بلا فصل کی قید نہ فرمائی

پھر آخر فقرہ میں جو بلا اشتراک کچھ وہم بھی جاتا تھا اس کو بھی رلاما دیا۔ سبحان اللہ، خوب رسالت

ادا ہوئی۔ اور خوب (باوصف تاکید یلئے خداوندی کے) اظہار امرِ خلافتِ علیؑ کی رسالت

کو ظاہر و باہر تبلیغ کیا۔ اس میں شیخینؑ و وصیائےؑ کی کیا تفصیر! جناب رسالت ہی معاذ اللہ

بزعیمِ شیعہ عاصی ہو گئے۔ الٰہی توبہ یوں کیوں نہ فرمایا کہ اے لوگو! بعد میرے بلا فصل میرا

خلیفہ مطلق اور وصی علی بن ابی طالبؑ ہے ۔

حضور حضرت عباسؑ کو | اور پھر طفس یہ ہے کہ باوجودیکہ حضرت رسالتؐ (بزعیمِ شیعہ) حضرت

خلیفہ نام و کہ چکے تھے۔ علیؑ کو مجمع عام میں غدیرِ خم پر خلیفہ کر چکے تھے قطعاً، پھر بھی ”حزن

المؤمنین“ میں بروایت کھیتی اور ابنِ بابویہ و شیخ طوسی و شیخ مفید باسانید معتبرہ امام زین العابدینؑ

اور امام باقرؑ اور امام جعفرؑ سے روایت ہے کہ شدتِ مرض میں حضرت علیہ السلام نے حضرت

عباسؑ کو اور حضرت امیرؑ کو طلب فرما کر ہوا جب سب مہاجرین و انصار کے ارشاد کیا کہ

اے عباسؑ میں انتقال کرنے والا ہوں، بعد میرے خلافت میری تم قبول کر کے مجھ کو اس

مہم (خلیفہ بنانے) سے سبکدوش کر دو۔ حضرت عباسؑ نے فرمایا کہ اس بار خلافت کے قابل

حضرت امیرؑ ہیں، مجھ کو لیاقت اس عہدہ کی نہیں ہے الخ سبحان اللہ! دروغ گو راحا فظہ

نہا شد۔ اگر حضرت امیرؑ کو مجمع عام میں روزِ غدیرِ خم کے خلیفہ بلا فصل کر دیا تھا تو حضرت عباسؑ کو

کیوں ارشادِ خلافت تھا؟ اور حضرت عباسؓ کو کیا ضرورت بیاقتِ حضرت علیؓ کی جملانے کی تھی؟ کیوں نہ فرمایا کہ آپ ابھی دو اڑھائی ماہ گزرے کہ علیؓ کو خلیفہ بنا چکے ہو اور نہ کوئی اور اہلبیت بولا؟ تو معاذ اللہ! تو جناب رسالت پر شیعہ عذر بنڈیان یا سہو تجویز کریں گے؟ یا کوئی اور عذر نامعقول ہوگا؟ مرجعاً عدو شود سببِ خیرِ خدا خواہد۔ مشورہ ملائکہ کا یہاں تعین نبوت میں ذکر کرنا جہالت (محل نزاع سے) ہے۔ پس زیادہ کچھ ضرورتِ جواب نہیں۔ اب بعد از یہ جو سائل بے ادب کلام بے لگام کچھ اپنے منہ سے سجدتِ داماد علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ بکتا ہے۔ اور ان کو منافق کہہ کر تعبیر کرتا ہے اس کا کیا جواب ہے؟ معاذ اللہ! اگر وہ منافق تھے تو علیؓ اور حسنؓ ان سے بیعت کر کے اور انہی بہنِ بیٹی کا نکاح کر کے کون ہوں گے جبکہ انہی کے ساتھ۔

حضرت عمرؓ کا حذیفہؓ سے بار بار پوچھنا
کمالِ ایمان تھا اور اس کے دلائل

اور حضرت فاروقؓ حضرت حذیفہؓ سے بیشک اپنے
ایمان کا ثبوت پوچھتے تھے مگر یہ کمالِ ایمان تھا

جس کو اعدائے محل منقصہ پر کیا۔ کیونکہ حدیث میں آپ کا ہے کہ عبرت خاتمہ پر ہے۔ بہت لوگ جنت کا عمل کرتے ہیں، اور قریب موت کے کافر ہو جاتے ہیں، تو فی الحقیقت ان کا ایمان ایمان نہ تھا۔ بلکہ ظاہر میں ایمان اور نفس کے اندر کفر مکنون تھا کہ اس کو جاننا سوائے علام الغیوب کے طاقت بشری میں نہیں، یہاں تک کہ حضرت رسالت کو قرآن مجید میں یوں حکم ہوا قل مَا أَدْرِى مَا يَفْعَلُ رَبِّىْ وَلَا يَكُوْدُ کہ دے نہیں جانتا میں کیا کیا جاوے میرے ساتھ اور تمھارے ساتھ) اور مؤمنین کی مدح میں فرمایا إِنَّ الَّذِیْنَ هُمْ مِنْ خَشِیَةِ رَبِّهِمْ مُشْفِقُونَ اور ملائکہ کے باب میں فرمایا یَخَافُوْنَ رَبَّهُمْ مِنْ فَوْقِهِمْ سو جب کہ حق تعالیٰ نے اپنے اپنے رسول کو باد صغیریکہ ان سے خیریت خاتمہ کا وعدہ اور مغفرت جمیع ذنوب کا اقرار تھا اور نعمت عصمت کی بھی عطا فرمائی تھی مطمئن نہیں کر دیا اور ملائکہ معصومین بھی خوفناک ہیں، اور مؤمنین ماوصف ایمان وعدم شریک وصدقہ وخیرات خوف رکھتے ہیں، اور اس خوف کو محل مدح میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ اب دکھیو بے نیازی اللہ تعالیٰ سے عمر رض کیوں کہ

مطمئن ہو جاویں، اور شیعہ جب کہ عدل کو ذمہ حق تعالیٰ کے واجب جانتے ہیں اور معصومین کو جنت دنیا ان کے مذہب میں حق تعالیٰ پر واجب ہے۔ پھر ان کو کس خوف نے گھبرا تھا؟ اور ان کا خوف کیوں کر محلِ مرجع ہو گیا؟ سو اس خوف میں حضرت عمرؓ کی کیا تقصیر ہے؟ حالانکہ حق تعالیٰ فرماتا ہے وَلَا يَأْمَنُ مَكْهُمُ اللَّهُ إِلَّا الْقَوْمُ الْخَاسِرُونَ۔ سو اب مطمئن ہو جانے والے اہل خسارت ہوئے جیسا شیعوں کا شعار ہے، اور ڈرنے والے اہل ایمان ہوئے، اگر دربابِ مہرِ بشارت نبویؐ ہو، مگر بہر حال یہ بشارات وعدہ خداوندی سے (جو دربارہٴ رسول اللہ تھا) یکچہ زیادہ نہیں تھیں۔ سو جب رسولؐ مطمئن نہ ہوں تو عمرؓ عالم ماکون نہیں تھے اور نہ ہی معصوم۔

امام سجادؓ و معصومیت کے باوجود | حضرت سجادؓ فرماتے ہیں جو صحیفہ کاملہ میں موجود ہے اپنے ایمان پر مطمئن نہ تھے

قَدْ مَلَكَ الشَّيْطَانُ عَنَّا فِي سُوءِ الظَّنِّ وَضَعِ الْيَقِينِ وَافِيَّ أَشْكُو سُوءَ مُجَاوَرَتِهِ بِي وَطَاعَةِ نَفْسِي (ترجمہ) "البتہ مالک ہوا شیطان میری باگ کا باپ بدظنی، اور ضعفِ یقین میں، اور میں شکایت کرتا ہوں بُرائی پر طوس شیطان کی اپنے ساتھ، اور فراہ برداری نفس اپنے کی شیطان کے واسطے۔"

اور دوسری مناجات میں فرماتے ہیں اَنَا الَّذِي افْتَتِ الدُّنْيَا عَمْرًا الْخَسِرَانِ حضرت سجادؓ و معصوم عالم ماکان و یکن باوصف عصمت جب اپنی باگ شیطان کے ہاتھ میں کہیں اور عمر کو گناہوں میں کھونا پہچانیں اور سوءِ مجاورت شیطان کا شکوہ کریں اور اپنے ایمان پر مطمئن نہ ہوں، اگر حضرت عمرؓ بیچارے غیر معصوم اندیشہ نفاق رکھتے ہوں تو کیا محلِ طعن ہو گیا؟ حضرت عمرؓ تو فقط نفس کی چوری کا اندیشہ ہی رکھتے تھے اور امام سجادؓ خود قطعاً اپنی باگ (ضعفِ یقین کے باب میں) شیطان کے ہاتھ میں فرماتے ہیں۔ بشذرا کلمہ حضرت عمرؓ اور کلمہ حضرت سجادؓ میں موازنہ کر کے دیکھو، تو کس کا کلمہ بڑھ کر ہے؟ اگر کوئی توجہ حضرت سجادؓ کے کلام کی ذہن میں سمائی ہے، تو وہی توجہ حضرت عمرؓ کے کلام کی بھی ہے۔ ایسا بے ادب

کلمہ بکنا سخت خسارت داین ہے۔

معاذ اللہ عمر منافی ہوں | خیر حضرت عمرؓ تو مقام خشیت میں پو پھتے تھے مگر حضرت خذیفہؓ
تو خذیفہ جھوٹے ہوں گے | جو ہمیشہ تسلی کرتے رہے، سو یا تو حضرت عمرؓ منافی نہیں

اور ہمارا یقین یوں ہی ہے (نظر مبدح ثقلین و مصاہرت حضرت امیرؓ و صدق خذیفہ) اور
جو معاذ اللہ وہ منافی تھے تو بہت سی غریبی مذہب شیعہ پر وارد ہوتی ہے، اور خذیفہ بھی منافی
منافی، خائن، کذاب ہوں گے کہ ہر روز جھوٹ بولتے رہے، اور باوصف استفسار کبھی
پس نہ بولے اور ہمیشہ دوست بنے رہے، مگر ہاں جب تم نے حضرت امیرؓ کو سب کچھ بنایا
تو حضرت خذیفہ سے کیا پاک رہ گیا؟ اب ذرا سوچو کہ یہ غلطی کا لفظ کس کے منہ پر پھپ گیا؟ پس
ہے کہ آسمان کا تھو کا تھو کئے والے کے منہ پر آتا ہے اور حضرت عمرؓ کو خلیفہ بنانا ایسا کارگر
ہو کہ تمام مہاجرین و انصار نے اور خود حضرت امیرؓ نے قبول کر کے ان کو اول الامر بنایا، اب
نہیں معلوم کہ آپ کے نزدیک حضرت امیرؓ نے محبت کا خدا قرار دیا تھا یا دوسرا خدا خواہش
کا بنا یا تھا؟ اور ان پر کفر کا اطلاق تم جیسے محبت کینہ پروردگار کر دگے یا کچھ پاس ادب کھو گے؟
اہل سنت تو اتباع ثقلین کا دم بھرتے ہیں، اور حسب حکم خداوندی و عزت باجماع
خلیفہ بناتے ہیں۔ اب سب روایات واضحہ سمجھ کر ہم کو سمجھا دو کہ اپنی خواہش کا پوچھنے والا
کون ہے؟ تاکہ آپ کے منہ سے حق ظاہر ہو جاوے وَاللّٰهُ الْهَادِی



سوال پنجم

پوچھو اپنے علماء سے کہ عترتِ پیغمبر کو جھوٹا کہنے والا اور جاننے والا مسلمان ہے یا کافر اور مکذب خدا اور رسول ہے یا نہیں؟ پس جب وہ علماء اقرار کر لیں کہ ہاں ایسا شخص مکذب خدا اور رسول ہے تو پوچھو کہ جنہوں نے بعد امور معلومہ کے آپ کو صدیق اور فاروق کہلوا یا اور تم سب لوگوں نے کہا پس ایسی صورت میں مکذوب ہو کر مسلمان رہے یا نہیں۔ اس کا جواب ان سے لو۔ فقط !



جواب سوال پنجم

جواب اس سوال کا ادپر کی تحریرات سے مشرح معلوم ہو چکا ہے۔ خلاصہ جواب یہ ہے کہ عزت کو کاذب کہنے اور جاننے والا کافر ہے، اور مکتب خدا و رسول (حسب زعم تھارے کے) بنائے علیہ جو مہاجرین و انصار کو منافق اور مرتد جانے، اور حضرت صدیق کو صدیق نہ کہے حالانکہ قرآن شریف میں حق تعالیٰ ان کو جنتی فرماتا ہے، اور حضرت امیرؓ ان کو مقبول و مقرب بتلاتے ہیں، اور حضرت محمدؐ باقرؓ ابو بکرؓ کو صدیق، اور صدیق نہ جاننے والے (ان کے) کو مکتب فی الدارین، اور حضرت امیرؓ خلفائے ثلاثہ کی خلافت کو حق ارشاد کرتے ہیں، تو وہ مکتب الثقلین ہوا اور دائرۃ اسلام سے خارج، اور سزاوار دار البوار جہنم، اب دیکھو کہ مصداق اس کا کون ہے سنی یا شیعہ؟ واللہ الہادی۔



سوال ششم

پوچھو اپنے علماء سے کہ یہ حدیث متفق علیہ سر یقین ہے کہ جو نہ پہچانے امام زماں کو وہ کافر مرتا ہے۔ پس جناب امیر المؤمنینؑ مکتب خلافت ابو بکر اور خود مدعی خلافت تھے جیسا کہ کلمات ابو بکر سے سوال سوم میں ظاہر ہوا کہ اگر کوئی چاہے تو اس باب میں ایک کتاب تیار ہو سکتی ہے۔ غرض تباؤ کہ ان میں سے کس نے امام برحق کو نہ پہچانا اور سب تو سب جناب فاطمہؑ جو بالاتفاق ناراض گئیں وہ کس کو امام جانتی تھیں مہلّا ان کو تو تم کا ہے کو مانو گے کہ ان کی تو تم تکذیب ہی کرتے ہو کہ مقابل کو صدیق اور فاروق کہتے ہو مگر یہ تباؤ کہ اُم المؤمنین عائشہؓ کس کو امام پہچان کہ دنیا سے گئیں کہ وہ تو تیسرے خلیفہ کو نعتل کہا کیں اور لعنت کیا کیں، اور چوتھے سے لڑیں۔ اس کے سوا آپ بھی ساکرا ائمہ اثنا عشر کے منکر کیں کو امام جان کہ کس دین پر مرتے ہیں کہ حدیث سے ثابت ہے کہ ہر زمانہ میں امام ہوگا اور اگر نہ ہوگا تو قول پیغمبرؐ لغو ٹھہرتا ہے، اور یہ محال اور خلاف دین ہے۔ اگر کوئی کہے کہ امامت بر بناء مذہب اہل سنت رکن ایمان نہیں ہے تو کہو کہ پھر ترک خلفاء اجماعی پر شیعہ کا کیا نقصان ہے کس لیے کہ انھوں نے بارہ خلیفہ معین کردہ خدا، مانے۔ اگر ان کا مذہب حق ہے تو آپ کس دین پر گئے؟ کیونکہ ان کے نزدیک امامت رکن ایمان ہے فقط



جواب سوال ششم

تحریفیات شیعہ

یہ حدیث جس کا آپ ترجمہ نقل کرتے ہیں، اور اس کو حدیث متفق علیہ فریقین قرار دیتے ہیں، بایں معنی ہرگز کسی اہل سنت کی کتاب میں یہ حدیث منقول نہیں ہے۔ یہ محض آپ کا دروغ بے فروغ ہے شیعہ کی عادت ہے کہ یا تحریف الفاظ میں کر دیتے ہیں، یا معنی میں تبدل و تغیر کر دیتے ہیں۔ اور مقصود و معالطہ دنیا (اہل اسلام کا اس فعل شنیع سے) ہوتا ہے۔ اب سنو کہ یہ حدیث جو بعضی کتب عقائد میں مسطور ہے بایں الفاظ ہے:-

مَنْ لَمْ يَعْرِفْ إِمَامَ زَمَانِهِ فَقَدْ مَاتَ مَيِّتَةً جَاهِلِيَّةً

(ترجمہ) "جس نے نہ پہچانا امام زمانہ اپنے کو تو وہ مرنا زمانہ جاہلیت جیسا"

یعنی زمانہ جاہلیت قبل بعثت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لوگ خود وضع تھے کسی ایک حاکم پر مجتمع نہ تھے، گھر گھر حکومت تھی، بعد بعثت ذات بابرکات کے سب ایک حاکم پر جمع ہو گئے۔ اب اگر کوئی اپنے وقت کے مقتدا کو نہ پہچانے اور اس سے جدا رہے تو اس کی موت بھی اسی زمانہ جاہلیت جیسی ہوئی۔

امامت کا صحیح مفہوم | اور لفظ امام کا خلیفہ و حاکم ظاہر پر بودہ ہے اور مقتدار اور پیشوائے

دین کو بھی کہتے ہیں۔ سو باعتبار معنی اول کے تو حاصل حدیث یہ ہوا کہ اگر خلیفہ وقت کوئی موجود ہوئے کہ اہل حل و عقد نے اس کو اپنا امام مقرر کر لیا ہو اور پھر اس کو کوئی شخص نہ مانے اور جماعت مسلمین سے جدا رہے اور اسی حالت میں وہ مر جاوے تو اس کی موت جاہلیت کے زمانہ کی طرح کی موت ہوئی، یہ معنی کہ وہ عاصی ہے نہ کافر۔ اور اگر اس زمانہ میں کوئی ایسا امام المسلمین موجود ہی نہیں، بلکہ زمانہ فتنہ و افتراق کا ہے، تو نہ امام زمانہ موجود اور نہ اس کے پہچانتے کی کوئی سبیل، کہ تعریف شے بعد وجود شے ہوتی ہے نہ قبل وجود شے۔

احادیث سے ظاہر ہے کہ بعض | چنانچہ حدیث میں وارد ہے کہ حضرت رسالت نے ایام ایام فتن میں امام نہ ہوگا | فتنہ سے اور قتال فتنہ سے جب ڈرایا تو اس میں

حضرت خلیفہ نے سوال کیا کہ یا رسول اللہ میں کیا کر دوں اگر اس زمانہ کو پاؤں؟ فرمایا کہ جماعت مسلمین کے ساتھ رہو، عرض کیا اگر نہ ہو امام و جماعت مسلمین؟ فرمایا کہ یک سو ہو جا سب ان فرقوں سے۔ تو معلوم ہوا کہ بعض زمانہ ایسا بھی ہو سکتا ہے کہ اس میں امام مسلمین موجود نہ ہو ایسے حال میں تعرف امام زمانہ کا کیونکر ممکن ہو سکتا ہے؟

اور اگر بمعنی ثانی ہے تو مقتداے دین ہر زمانہ میں ہوتا ہے، جو ضروری دین اور راہ و رسم اسلام کی تلقین کرے، اور بعد ہر مدت تلو سال کے ایک شخص پیدا ہوتا ہے کہ بدعات حادثہ کو قمع کرتا ہے اور حسب استعداد اہل اس زمانہ کے، تحدید طریق تحصیل ظاہر دین و باطن دین کرتا ہے۔ تو اس کا نہ جاننے والا بھی البتہ نبوت جاہلی عصیاں میں مارتا ہے سو یہ معنی حدیث کے تھے۔

ترجمہ حدیث میں تحریف | اب سائل کی تحریف معنوی سب ظاہر ہو گئی کہ ترجمہ حدیث کو یوں کہتا ہے کہ جو نہ پہچانے امام زمانہ کو وہ کافر مارتا ہے۔ سبحان اللہ کیا جرات ہے یا عدم سلیقہ اور ناواقفیت علم باعث اس خطا کا ہوئی ہے اور اگر شیعہ کے یہاں یہ حدیث ہمیں الفاظ ہے تو اہل سنت کو دھوکا دینا کہ متفق علیہ فریقین ہے سخت بے جا بات ہے اور یہ بات

ہرگز اس حدیث سے ثابت نہیں ہوتی کہ ہر زمانہ میں امام ظاہر کا ہونا ضروری ہے۔

چنانچہ واضح ہو گیا، اور نہ کسی حدیث اہل سنت سے یہ ثابت ہوا، بلکہ اہل سنت کے یہاں یہ ثابت ہے کہ بعض زمانہ میں امام ظاہر نہیں ہوتا، اور یہ خود بین بات ہے۔ ہاں ایسے وقت میں مسلمانوں کو واجب ہے کہ اگر ممکن ہو تو اپنا امام مسترد کریں ورنہ گنہگار رہوں گے مگر شیعہ کے یہاں ہر زمانہ میں امام ظاہر حق تعالیٰ پر ضروری ہے کہ مقرر کرے۔ اور امام رکن اسلام ہے اور امام معصوم بھی ہونا چاہیے۔ سو پاس اُن قواعد کے جب ظاہر میں خلافت اس کے مشاہدہ ہے تو طرح طرح کی دہشتا امامت کے بارے میں خلافت عقل و نقل ان کو اپنے سر پر دھرنی پڑیں۔

بعد اس کے اب سنو کہ پہلے معلوم ہو چکا کہ نصب امام بمشورہ ہوتا ہے اور حضرت امیرؓ کی خلافت بمشورہ ہوئی، اور خلفائے ثلاثہ کی خلافت کو حضرت امیرؓ نے قبول کیا پہلے یہ سب بیخ البلاغہ سے منقول ہو چکا ہے۔ اور حضرت زہراؓ بھی جو کچھ مال باقتضائے بشری رکھتی تھیں اس کو رفع کر کے بخوشی اجازت تصرف اموال بیت المال حضرت ابو بکرؓ کو دے کر اس رضا مندی اپنی پر حق تعالیٰ کو گواہ کر گئیں، اور یہ سب ہم معتبرات کتب شیعہ سے ثابت کر چکے ہیں، تو یہ اقوال سائل کے کہ علیؓ مکذب امامت ابو بکرؓ تھے اور حضرت فاطمہؓ ناراض حضرت ابو بکرؓ سے مریں، سب بالکل ہذیان محض رہ گئے۔ چنانچہ ہر نقل پر محض نہیں۔ اور ہم مثل سائل کے بار بار ایک بات کو قلمبند کریں کیا ضرورت ہے؟ اور جب حضرت محمدؐ بات نے ابو بکرؓ کو صدیق کہا اور جانا۔ تو اہل سنت پر کیا طعن ہے؟ البتہ تم مکذب امام اور غیر مصدق القول فی الدارین، بہ ارشاد امام ہمد۔

حضرت صدیقؓ پر افتراء | اور حضرت عائشہؓ نے بھی ذی النورین کو امام بمانا، اور یہ جو

سائل لکھتا ہے کہ عائشہؓ امام ثالثہ کو نیک کہتی تھیں، اور لعنت کرتی تھیں، معاذ اللہ یہ محض طوفان بہتان ہے روافض کا۔ اہل سنت کی کسی کتاب میں یہ بات نہیں۔ امام کے ساتھ گستاخی ہمارے مذہب میں حرام ہے البتہ شیعہ کے یہاں عین دین ہے کہ اپنے ائمہ کو سب

کچھ بنا رکھا ہے صریح زبان پر لانے سے رُواں کھڑا ہوتا ہے اور کوئی اہل عقل باور کر سکتا ہے کہ حضرت عائشہؓ امام ثلاث کو لعنت کیا کریں، اور پھر اپنے بھائی سے ہی ان کا قصاص طلب کریں؟ یہ خبر پا کر کہ قاتل خلیفہ میرا بھائی ہے، اور بات طلب قصاص اس قدر تکالیف اٹھائیں یہ بات خوش ہونے کی ہوتی۔ مگر یہ خیالات فاسدہ مجاہدین و محققا کے ہیں کہ جن کے اصول دین ہی تخیلات پر مبنی ہیں۔

صَدِيقَةُ قَاتِلِیْنِ عِثْمَانٍ | ابن السَّمان محمد بن الحنفیہ سے روایت کرتا ہے:-
پَر لَعْنَتِ کَرْتِی تھیں | اِنَّ عَلِیًّا بَلَغَهُ اَنَّ عَائِشَةَ رَضِیَتْ عَنْ قَتْلَةِ عِثْمَانَ فَرَفَعَ
یَدَیْهِ حَتّٰی بَلَغَ بِهِنَّ وَجْهَهُ فَقَالَ اَنَا الْعَنْ قَتْلَةَ عِثْمَانَ لَعْنَهُمُ اللّٰهُ فِی السَّهْلِ
وَالْجَبَلِ مَرَّتَیْنِ اَوْ ثَلَاثًا۔

(ترجمہ) ”البتہ علیؓ کو خبر پہنچی کہ عائشہؓ لعنت کرتی ہیں قاتلین عثمانؓ کو پس اٹھائے اٹھ حضرت علیؓ نے یہاں تک پہنچا یا دونوں ہاتھ کو منہ کے مقابلہ تک، پھر فرمایا کہ میں لعنت کرتا ہوں قاتلین عثمانؓ کو اللہ لعنت کرے اُن پر زمین پست و پہاڑ میں۔ دو یا تین بار فرمایا۔
اس روایت سے معلوم ہوا کہ عائشہؓ قاتلین کو لعنت کرتی تھیں، اور حضرت علیؓ بھی قاتلین عثمانؓ پر لعنت بھیجتے تھے۔ اس سے حق جاننا خلافت عثمانؓ کا حضرت عائشہؓ کی طرف سے محقق ہو چکا اور دوسو اس سائل کا مرتفع ہو گیا۔

صَدِيقَةُ عَلِیِّ کی خلافت | اب سنو کہ حضرت امیرِ مہ کی خلافت کو بھی حضرت عائشہؓ نے حق جانتی تھیں
کو بھی حق جانتی تھیں | اور ان کی محبت کو عبادت پہنچاتی تھیں۔

رَوٰی الدَّیْلَمِیُّ عَنْ عَائِشَةَ اِنَّهَا قَالَتْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ
حُبُّ الْعَلِیِّ عِبَادَةٌ۔

(ترجمہ) ”دیلمی نے روایت کیا حضرت عائشہؓ سے کہ وہ فرماتی تھیں کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ حب علیؓ عبادت ہے۔“

صدیقہ اور امام کے مقابلہ کا پورا منظر | اور یہ واقعہ شہادتِ حضرت عثمانؓ کا حضرت عائشہؓ

کے پیچھے ہوا۔ حضرت عائشہؓ حج کے واسطے مکہ گئی تھیں۔ اور بیعتِ حضرت امیرؓ بھی پیچھے ہی ہوئی تھی، طلحہؓ اور زبیرؓ اور بعض دیگر مدینہ میں قتلِ عثمانؓ پر تاسف کرتے تھے، اور قصاصِ عثمانؓ پر حرص تھے، اور قتلِ عثمانؓ حضرت امیرؓ پر حاوی ہو رہے تھے۔ لہذا استیفائے قصاص میں جلدی کرنی مصلحت نہیں تھی مفسدین کو جو یہ خبر پہنچی کہ یہ لوگ قصاص کی فکر میں ہیں انھوں نے طلحہ وغیرہ کے مارنے کا قصد کیا، یہ مدینہ سے بھاگ کر مکہ پہنچے، اور حضرت عائشہؓ سے بیان کیا (جو کچھ واقع ہوا) اور یہ بھی کہا کہ امیر المؤمنین بنا، مصلحتِ قصاص لینے میں ساکت ہیں اور مفسدین کی طغیانی بر طہشتی جاتی ہے جب تک قصاص نہ لیا جاوے گا بندوبست نہیں ہوگا۔

حضرت عائشہؓ نے تجویز کیا کہ جب تک وہ اشیقہ مدینہ میں ہیں، تم وہاں نہ جاؤ اور کہیں رہو، اور امیر المؤمنین کو بہ تدبیر ان سے جدا کر لو۔ جب وہ تمہارے ساتھ ہو جاویں تب قصاص لینا چاہیے۔ سب نے اس صلاح کو پسند کر کے بصرہ وغیرہ کو کہ مجمعِ جنودِ مسلمین تھا ارادہ کیا اور مقرر ہوئے کہ حضرت عائشہؓ بھی ہمارے ساتھ چلیں کہ آپ کی پناہ میں ہم کو امن رہے گا ناچار حضرت عائشہؓ بھی بصرہ کو گئیں۔

مفسدین نے یہ خبر حضرت علیؓ کو دیوں دی کہ عائشہؓ جنگ کے واسطے لوگوں کو جمع کرنے بصرہ گئی ہیں، آپ ان کا تعاقب کریں جب حسنینؓ اور عبداللہ بن جعفرؓ اور ابن عباسؓ ہر چند حضرت علیؓ کو مانع ہوئے کہ آپ نہ جائیں مگر رائے اشیقہ کی غالب آئی۔ حضرت امیرؓ لشکر اپنا مع ان اشیقہ کے لے کر قریب بصرہ کے پہنچے۔ اول قعقاع کو حضرت عائشہؓ کے پاس بھیجا کہ تم یہاں کیوں آئی ہو؟ حضرت عائشہؓ نے جواب دیا کہ اصلاح کو اور یہی جواب زبیرؓ وطلحہؓ نے دیا۔ قعقاع نے کہا۔ پھر کیا صورتِ اصلاح ہے؟ انھوں نے کہا کہ استیفاءِ قصاصِ عثمانؓ۔ قعقاع نے کہا کہ یہ تو بعد اتفاق ہو سکتا ہے، اول صلح کرو۔ انھوں نے کہا بہت خوب قعقاع نے یہ خبر حضرت امیرؓ کو دی۔ آپ خوش ہوئے اور صلح پکی ہوئی تیسرے روز صبح کو

ملاقات ٹھہری کہ اس وقت کوئی مفسدین میں سے موجود نہ ہو۔

یہ خبر جو مفسدین کو پہنچی تو وہ گھبرائے، حیران ہو کر اپنے رئیس مفسدین عبداللہ بن سبا کے پاس گئے، کہ اب کیا تدبیر ہے؟ سخت بلا آئی۔ اس نے کہا کہ تم رات سے اٹھ کر قتال شروع کر دو، اور مشہور کرو کہ زبیر کی طرف سے عذر ہوا۔

مفسدین نے ایسا ہی کیا کہ رات سے اٹھ کر لشکر زبیرؓ سے آکر قتال شروع کر دیا اور حضرت امیرؓ سے آکر کہا کہ اس جانب سے عذر ہوا۔ اور ان کو معلوم ہوا کہ عذر حضرت امیرؓ کی طرف سے ہوا۔ غرض حضرت امیرؓ جو تشریف لائے تو قتال گرم تھا۔ بناچار ہی بس ہوا جو کچھ ہوا۔ اس معرکہ میں جب طلحہؓ و زبیرؓ مواجہ حضرت امیرؓ کے ہوئے اور حضرت امیرؓ نے کچھ فرمایا تو زبیرؓ نادم ہو کر ہٹے اور طلحہؓ بھی ہٹ گئے۔ اس حالت واپسی میں بعد ندامت و توبہ یہ شہید ہوئے۔ ندامت محل طعن نہیں | اور حضرت عائشہؓ بعد اس واقعہ کے اس خطاب پر زار زار روتی تھیں اور شیعوں خود مطاعن عائشہؓ میں نقل کرتے ہیں کہ آخر حال میں عائشہؓ کہا کرتی تھیں۔

قَاتَلْتُ عَلِيًّا وَكَوَدْتُ اِنِّي كُنْتُ نَسِيًّا مَنْسِيًّا۔

(ترجمہ) "مقاتلہ کیا میں نے علیؓ سے اور دوست رکھتی ہوں کہ ہوتی بھول جھلائی گئی۔"

سو توبہ و ندامت کو مطاعن میں شمار کرنا یہ بھی ایک بلاوت ہے۔ بہر حال عائشہؓ اور جو مقابلہ میں حضرت علیؓ کے تھے مقصود ان کا طلب قصاص تھا، اور ہرگز قتال بارادہ مخالفت نہیں ہوا۔ یہ محض خطا ہوئی۔ پھر بھی توبہ آپ کی ثابت ہو چکی۔ اور یہ لوگ معصوم، عالم مایکون نہیں تھے۔

زلزلت انبیاء سے بھی ہوئی حضرت | زلزلت انبیاء سے بھی ہوئی ہے، چنانچہ قصہ حضرت آدمؑ علیؓ بھی خطا سے مامون نہ تھے | اور حضرت موسیٰؑ کا مشہور ہے اور حضرت امیرؓ نابوسف

عصمت و علم ماکان و مایکون منسرایا کرتے تھے۔

لَا تَكْفُرُوا عَنْ مَقَالَةٍ بِحَقِّ أَوْ مَشُورَةٍ بِعَدْلِ فَإِنِّي لَكُنْتُ أَمِنَ أَنْ أُخْطِئَ

رواہ الکلینی ۔

(ترجمہ) امت باز رہو حق بات کہنے سے اور مشورہ عدل دینے سے کہ بیشک میں مامون ہوں خطا کرنے

اور معہذا اثبات ہوا کہ شیعہ کے نزدیک ایک دو گناہ کبیرہ سے تو عصمت بھی نہیں جاتی،

چہ جائے کہ اسلام و عدالت، جیسا قصہ حضرت یونسؑ میں منقول ہو چکا ہے۔ پھر یہ لوگ محارب علیؑ

باوصفِ توبہ و ندامت کیوں ملازم ہیں؟

الحاصل ان لوگوں نے امامت حضرت امیرؑ کو پہچانا اور سوال سائل محض افسانہ بے جا،

اور ہم سب اہل سنت ائمہ اثنا عشر کو امام اور مقتدائے دین و قطب ارشاد عقیدہ رکھتے ہیں اور

امام ظاہر بجز حضرت امیرؑ کے اور کچھ مہینے حضرت حسنؑ کے اور کسی کو نہیں جانتے۔

اگرچہ ان میں ییاقت امامت ظاہرہ کی سب معاصرین سے زیادہ تھی، مگر وقوع اس کا

(بسبب ان کے زہد کے) تقدیر الہی سے نہ ہوا۔ اور یہ خود پیدا ہے۔ اندھا کو رہا ظن بھی

اس بات کا انکار نہیں کر سکتا۔

امامت کے فرائض | کیوں کہ امام کا کام انتظام رعایا کا، اور داؤن مظلوم ظالم سے

لینا اور جہاد وغیرہ امور سمجھتے ہیں اور پھر ان حضرات و ہنگامہ میں کبھی یہ بات ہوتی ہے جو

ان کو امام ظاہر کہا جاوے۔ ورنہ یوں تو جس کو چاہو امام نام رکھ لو، ہاں استحقاق و ییاقت میں کچھ کام نہیں

مگر محض ییاقت سے تو کام نہیں چلتا، اگر ییاقت امام کا نام امام ہے تو اتنا تو ہم بھی مقرر ہیں

ورنہ بقول سائل شیعہ کو وہی خواہش ہو کہ امام بنا کر پرستش کرنا پڑے۔ خیر یہاں ہم زیادہ کچھ نہیں

لکھتے، جواب سائل کو شافی حاصل ہو گیا۔ ہاں البتہ حضرت امام مہدیؑ کو زندہ تصور کر کے امام ٹھہرانا

یہ بھی ایک مضحکہ صبیان ہے اور پابندی اپنے اصول میں ایسی بزل پر عقیدہ کہ نامحض حماقت اور

خلفاء اجماعی مہاجرین انصار اور حضرت امیرؑ و عمرؓ کو جو نہ مانے یہ تو لاریٹ کہ مکتبہ لفت

حضرت امیرؑ کا ہوا اور حقیقت اس اجماع کی اور تصدیق و بیعت کرنا حضرت امیرؑ کا

اور آپ کی کتابوں سے ثابت ہی ہو چکا، تو اب شیعہ کا نقصان زمانے میں کیوں نہیں؟ شیعہ
تو اپنے اصول کے موافق کافر ہو جاویں گے، آپ ایسے کیوں مطمئن ہو گئے اور ہر زمانہ میں امام
کا ہونا ہمارے نزدیک کسی حدیث سے ثابت نہیں۔ آپ کا محض دعوئے بلا دلیل ہے۔

اور ایسے ہی نص امامت ائمہ اثنا عشرہ اہل سنت کی کتابوں سے کہیں ثابت نہیں، آپ تو
مدعی تھے کہ کتب اہل سنت سے سب اپنا مذہب ثابت کر دوں گا، تو وہ نصوص پیش کر دیا کہ
تمہارا حوصلہ معلوم ہوا اور تمہاری پنج البیانہ سے خود حضرت امیر رمن کی ہی امامت بالشوری ثابت
ہوئی تو یہ دعویٰ شیعہ کے مذہب کے موافق بھی بلا دلیل ہی رہا۔ سو الحمد للہ کہ شیعہ کی کتب
سے ثابت ہوا کہ امامت ظاہری بالشوری ہوتی ہے، تو جو لوگ بمشاوہرت خلفاء ہو گئے
ان کو شیعہ امام حق نہ جان کر بلا تعارف امام زمانہ مرتے ہیں، اور بزعیم خود کافر ہوتے
ہیں، اور سنی امام حق کو حق اور ظاہر کو ظاہر، باطن کو باطن پہچان کر عامل دَاْعُوْا کُلَّ ذِی
حَقِّ حَقًّا ہو کر مؤمنین برضا و عنترت مرتے ہیں حق تعالیٰ شیعوں کو بھی ہدایت کرے،
تاکہ وہ حق کو حق جانیں اور اپنے باطل سے باز آویں۔ واللہ العادی



سوال ہفتم

پوچھو اپنے علماء سے کہ آپ کی ام المؤمنین جو امیر المؤمنین سے لڑیں تو امام جان کر لڑیں یا بغیر امام جانے کہ دونوں صورتوں میں بناء بر قاعدہ شرع کے یا کفر ہے یا ارتداد و اسوا اس کے سیرت پدر کی اپنے مخالفت کی کہ اس نے حکم اجماع، ناسخ حکم خدا و رسول قرار دیا تھا۔ سبحان اللہ! وہ تو تکذیب عترت کر کے صدیق ہوئے، اور یہ جنگ نفس رسول سے صدیق کہلائیں، مگر اصحاب میں حضرت سلمانؓ و ابوذرؓ و حذیفہؓ وغیرہم کو اور ازواج میں حضرت خدیجہؓ اور حضرت اُم سلمہؓ کو صدیق اور صدیقہ کے خطاب کے قابل نہ پایا۔ اس بن بیٹھنے کے کیا کہنے۔ سوائے دشمنان عترت کے اپنے علماء سے اس باب میں تسکین چاہو، اور اگر کوئی بہکا اور آپس کی بات کہہ کر ٹالے تو فریب میں نہ آؤ اور کہو کہ آپس کی بات اس کو کہتے ہیں جہاں مراتب علم اور کمال اور شرافتیں برابر ہوں، دیکھو تو کہاں عترت پیغمبر نفس رسول اور کہاں ازواج، کس لیے کہ ازواج انبیاء کے ارتداد اور اہل نار ہونے کی خبر قرآن میں موجود ہے دیکھو حضرت عائشہؓ اور حفصہؓ کی خیانت کی خبر پہلے سورہ تحریم میں فرما کہ بعد ازاں خبر دخول نار زن انبیاء کیسے دی سمجھو تو اس سے کیا ثابت ہوا اور ان کی شان میں قد صفت قلو کہا، بعد حال خیانت کے فرمایا ہے۔ عبدالمحق دہلوی نے ترجمہ ہندی تک میں تصریح کی ہے یعنی دل تم دونوں کے حق سے پھر گئے۔ پس کوئی عالم ان کے حق کی طرف بازگشت کرنے کو خدا کی جانب سے سنا دے تو ہم مانیں۔ ایسی صورت میں مقابلہ نفس پیغمبر سے جس کی ایذا رسول کی

ایذا ہے اور اس کی بغیر اجازت صراط پر سے کوئی نہ گزرے گا کہ فصل خطاب میں حضرت شیخ
اول سے منقول ہے اور قبر میں سب اُن کی امامت کا سوال کیا جائے گا۔ اور سدی آپ کا
عالم سورہ عمّ تیس لوُن کی تفسیر میں لکھتا ہے، دیکھو تو ایسے شخص کے منکر کس کو امام بنائیں گے
پس ایسے کی مخالفت اور مقابلہ کو آپس کی بات کہیں گے۔ اور بالفرض اگر یہی ہے تو اسی پر
ثابت رہو، کفار قریش مثل ابولہب وغیرہ سے جو پیغمبر کو ازار پہنچے قابلِ معاف جانو، یا
قاتل حضرت ہابیل کو ملامت نہ کرو۔

پس اس صورت میں شیعہ کو بھی معاف فرمائیے کہ آپ کے سامنے اقرار کلمہ شہادتین
کرتے ہیں، یہ مومن ہیں، تعریف شیعہ کی آپ کی کتب میں بکثرت ہے، ان کی نجات کی خبر
آپ کے پاس ہے کہ جو لا الہ الا اللہ کہے گا وہ داخل بہشت ہوگا تو ہم لا الہ الا اللہ محمد رسول
اللہ کہتے ہیں، کعبہ کو قبلہ، اسلام کو دین جانتے ہیں۔ قرآن کو کتاب، اور عترت سے تمسک
رکھتے ہیں۔ حلال خدا کو حلال اور حرام خدا کو حرام جانتے ہیں۔ تو ہم بے شک مومن ہیں، اور
آپ کی عائشہ ام المؤمنین ہیں، یہ بھی ماں بیٹوں کی آپس کی بات ہے۔ البتہ آپ ہماری تکفیر
اور تفسیق کرنے والے کون ہیں۔ ہم جو کچھ کرتے ہیں حضرت ابراہیمؑ کی پیروی کرتے ہیں انہوں
نے جو کچھ اپنے باپ سے کیا تھا وہی ہم اپنی ماں سے پیش آتے ہیں۔ پس اگر ہماری ماں کا لڑنا
اور تکذیب امیر المؤمنین کی معاف ہوگئی تو کیا اماں صاحب ہیں وہ معاف نہ کریں گی؟ اور اگر وہ
معاف نہ کریں گی تو ہم جناب امیر رضا اور جناب فاطمہؑ سے ان کی اور بزرگواروں کی تقصیر معاف
نہ ہونے دیں گے خصوصاً جو سادات شیعہ ہیں ان کی تو یقینی آپس کی بات ہے۔ اُن کی تکفیر کرنے
والے کو حضرات اہل سنت کا فرجائیں تو آپس کی بات کہنا ٹھیک ہو، اس کو خوب سمجھو۔

اور بعض صاحب فرماتے ہیں چنانچہ مولوی ابوالبرکات صاحب نے رسالہ برکات
الحق میں لکھا ہے کہ محاربین تین قسم پر تھے۔ ایک تابع امیر المؤمنین، دوسرے تابع ام المؤمنین
تیسرے متوقفین ان تینوں گروہوں نے اپنے اپنے اجتہاد پر عمل کیا کسی کو برا بھلا کہنا جائز نہیں

اور سب ماجور ہیں۔ پس غور کرو کہ حارب جناب امیرؑ اور قاتل جناب امام حسنؑ جس نے زہر دلو
کے شہید کیا وہ بھی ماجور ہوئے۔

اول تو ہم پوچھتے ہیں کہ ان گروہوں میں ملتِ خدا اور رسول پر کون ہے، کہ ایک فرقہ کو
تاجی یہ خود کھچکے ہیں، دوسرے سب کے اجتہاد کو مقابلِ نصوص کے تھے لائقِ اجر نہ ہوں
گے۔ پس ہمارا اجتہاد اور استدلال و اسانید و نصوص کثیرہ کیوں قابلِ اجر نہ ہوگا۔ کچھ ایسا ہو
تو اسے خوب سمجھو اور ہم سے کہو فقط۔



جواب سوال ہفتم

امام اپنے مخالفین کو | حضرت عائشہؓ کی حضرت علیؓ سے خطا لڑائی ہوئی اور پھر تائب
مسلمان مانتے تھے | بھی ہو گئیں، مگر محابہ علیؓ ہرگز کفر و ارتداد نہیں، یہ سائل اور اس

کے اسلاف کی کتنی جہالت (اپنی کتب اور اقوال ائمہ سے) ہے کہ حضرت امیر کا ارشاد کہ
اَصْبَحْنَا نَقَاتِلُ اِخْوَانِنَا فِي الْاِسْلَامِ سِلَاحًا بِسِلَاحٍ | اب شیعہ خلاف حضرت امیر کے جو
مؤمنین کو کافر بتاتے ہیں مکتب حضرت امیرؓ ہو کہ بزعم خود کافر بنتے ہیں، بڑی حسرت کی
جگہ ہے کہ اپنی کتابوں کو بھی نہیں مانتے۔

حضرت علیؓ نے بیعت کر کے | اور ابو بکرؓ نے حکم خداوندی اور حکم رسولؐ کو ہرگز منسوخ
خود حکم خداوندی کو منسوخ کیا | نہیں کیا۔ امامت بلا فصل حق حضرت امیرؓ کا حکم خدا تعالیٰ

ہوتا محض تمہارا ہی تحلیل فاسد ہے کہیں ثابت تو کیا ہوتا اور بالفرض اگر ہے تو خود حضرت امیرؓ
ہی ناسخ اس کے ہوئے کہ آپ نے بیعت کی اور پھر ہمیشہ اس خلافت کو حق کہتے رہے۔

شیعہ مفسر طبری اور | بلکہ تمہاری کتب سے تو حق خلافت بلا فصل ابو بکرؓ کا بھی ثابت ہے
ابو بکرؓ کی خلافت بلا فصل | طبری آپ کا مفسر مجمع البیان میں لکھتا ہے:-

وَقِيلَ اِنَّ السَّيِّئَیْنَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْہِمْ وَسَلَّمْ خَلَا یَوْمًا لِّعَائِشَہٗ مَعَ جَارِیَۃِ الْفِیْطِیَۃِ
فَوَقَفَتْ حَفْصَۃٌ عَلٰی ذٰلِکَ فَقَالَ لِمَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمْ
لَا تَعْلَمِیْ عَائِشَۃٌ بِذٰلِکَ وَحَرَّمَ مَا رِیَۃٌ عَلٰی نَفْسِہِمْ فَاَعْلَمْتُ حَفْصَۃٌ

عَائِشَةُ الْخَبَرِ وَاسْتَكْتَمَتْهَا آيَاكَ فَاطَمَةَ اللَّهُ نَبِيَّهُ عَلَى ذَلِكَ وَهُوَ
قَوْلُهُ وَإِذَا سَرَّ النَّبِيُّ إِلَى نَبِيٍّ أَوْ جِهَ حَدِيثًا - يَعْنِي حَفْصَةَ وَ
عَائِشَةَ وَلَمَّا حَرَّمَ مَارِيَةَ أَخْبَرَ حَفْصَةَ أَنَّ يَمَلِكُ مِنْ بَعْدِهِ أَبُو بَكْرٍ
وَعُمَرَ الْخَزَّ

(ترجمہ) کہا گیا کہ رسول اللہ نے خلوت کی عائشہ کے دن میں اپنی جاریہ قبیلہ سے پس حنفہ
اس پر مطلع ہو گئی۔ کہا رسول اللہ نے کہ عائشہ کو خبر مت کہجیو اس بات کی، اور حرام کیا ماریہ قبیلہ کو
اپنے اوپر، پس جتنا دیا حنفہ نے عائشہ کو یہ خبر، اور چھپایا حضرت سے، پس خبردار کیا اللہ
نے، بنی اپنے کو اس بات کا اور یہی ہے مراد قول اللہ تعالیٰ کی "وَإِذَا سَرَّ النَّبِيُّ الْخَزَّ" یعنی حنفہ
اور عائشہ اور جب حرام کیا آپ نے ماریہ کو خبر دی تھی حنفہ کو کہ مالک ہوں گے بعد میرا ابو بکر
وَعُمَرَ الْخَزَّ

سبحان اللہ کیسا صاف خلافِ شیعین بلا فصل مذکور ہے۔ مگر شیعہ کے تعصب نے
نظرِ انصاف بند کر دی۔ اب مکتبِ حکمِ خدا اور رسولِ شیعہ میں یا نہیں؟ انصاف کرو، کہ
کفر میں کون مبتلا ہے؟ اور صدیق ہونا حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کا بہ شہادت معصوم محمد باقر
اور ثابت ہو گیا، اب ان کو صدیق نہ جاننے والا دیکھو کون ہوا؟ باقی یہ کہ کسی کو کوئی خطاب
ہو بوجہ خصوصیت اور کسی کو نہ ہو تو کیا شکایت ہے؟ حضرت علی رضی اللہ عنہ کو خطاب اسد اللہ ہوا
حسنین و عمار اور حذیفہ کو کیوں نہ ہوا؟ یہ آپ کی سفاہت کی باتیں ہیں، ان کا کیا جواب
ازواجِ مطہرات اور | الحاصل ہم ثابت کر چکے کہ یہ قتال خطا سے ہوا جب انبیاء
ستر آئی مباحث | باوجود عصمت خطا سے مامون نہ ہوئے تو حضرت عائشہ تو کچھ
معصوم بھی نہیں تھیں اور تابعہ بھی ہو گئیں۔ اب آپ کی بات کا ذکر منہ پر لانا ایک جہالت ہے
مگر آپ کی دانشمندی پر ہم غش ہیں کہ آپس کی بات نہ ہونے اور عترت کے برابر زوجہ کے نہ
ہونے کی دلیل کیا عجیب آپ نے لکھی ہے، وہ یہ کہ زوجہ انبیاء مرتد بھی ہو گئی ہیں، آپ کے حواس

ٹھکانے نہیں رہے، عترت نبیؐ کی بھی مرتد ہو گئی ہے، پس نوح کی خبر قرآن شریف میں موجود ہے شاید یہ قصہ بھی آپ کے نزدیک الحاقی ہوگا، سو اس بات میں تو زوجہ و عترت برابر ہو گئی۔ کوئی اور دلیل تلاش کرو۔

ارتداد ازواج کی صورت میں | مگر آپ کو کتنا مایوس کیا ہے کہ حضرت عائشہؓ و حفصہؓ کو رسالت آپ پر الزامات آئیں گے | مرتد و کافر قرار دیتے ہو۔ ہم پوچھتے ہیں کہ جب ان کے

خیانت ہوئی اور وہ خیانت کوئی کفر نہیں تھی، بلکہ افشائے سر تحریم ماریہ تھا۔ اور وہ افشاء کی بھی یہ تھی کہ وہ اس امر کو امر مذہب سمجھتی تھیں اور جو ب نہیں سمجھتی تھیں، تو وہ اس خیانت کے متحاررے نزدیک جب ہی مرتد ہو گئی تھیں یا بعد وفات حضرت سرورِ دو عالمؐ کے؛ اگر جب ہی معاذ اللہ مرتد ہو گئی تھیں تو پھر جو حضرتؐ نے ان کے گھر میں رکھا اور معاملہ زوجیت کا برتاؤ حضرت پر معاذ اللہ الزام لگتا ہے، کیونکہ مرتدہ سے نہ نکاح ہو سکتا ہے نہ مرتد عورت سے کسی اور طرح تصرف روا ہے۔ اور اگر بعد وفات حضرتؐ کے مرتد ہوئیں تو اس گناہ سے تو یہ بات ممکن نہیں کہ گناہ آج ہو اور اس کا حکم ایک مدت کے بعد ثابت ہو۔ شاید یہ بھی کوئی قاعدہ شیعہ کے مذہب میں ہوگا۔

اور اگر بعد وفات کے اور گناہ سے ارتداد ہوا تو اس طعن کو بیچ میں گانا کیا ہرزہ درائی ہے... اس گناہ کو بیان کرو؟ اور وہ گناہ جو تمہارے دماغ میں پکڑے یعنی محاربہ علیؓ، تو اس کا دفع کئی بار ہو چکا۔ اگر عقل ہے تو سمجھ لو، ورنہ بوجہل ہو۔

نزول آیات تنخیر پر صدیقیہ و حفصہ نے | اب سنو کہ جب آیات تنخیر نازل ہوئیں اور رب کے آخرت و رسولؐ کو اختیار کر لیا | پہلے حضرتؐ نے عائشہؓ پر پڑھیں تو عائشہؓ نے

آخرت کو پسند کیا اور حضرتؐ کی خدمت میں رہیں، اور ایسا ہی حفصہؓ اور سب ازواج نے کیا چنانچہ تناسیر شیعہ موجود ہیں، دیکھ لو، تو ذرا ہوش کرو کہ رجوع اور بازگشت ان کی ثابت ہوئی یا نہیں؟ کیونکہ یہ آیت جب نازل ہوئی تھیں کہ جب حضرتؐ نے اس قصہ افشاء راز کے بعد عزلت کی

اور بعد ایک ماہ کے تشریف گھر میں لائے۔ اور سب ازواج سے وعدہ جو آیاتِ تنخیر میں حق تعالیٰ فرماتا ہے: **فَإِنَّ اللَّهَ أََعَدَّ لِلْمُخْسَنَاتِ مِثْلَ نَارِ أَجْزَأَ عَظِيمًا** (ترجمہ) اور اگر تم ارادہ کرتی ہو اللہ اور رسول اور آخرت کا تو اللہ تعالیٰ نے میا کیا ہے تمہاری نیکیوں کے لیے بڑا اجر۔

اس وعدہ میں بسبب اختیار کرنے رسول اللہ کے داخل ہو گئیں کہ نہیں؟ ذرا آنکھ کھولو قرآن پر کیا شیعہ کو عبور رہے جو کچھ معلوم کریں سُنئے سنائے ڈھکوسلے پیش کر دینے آتے ہیں۔ واقعہ ایلاہ و تنخیر کے بعد خدا کا حکم کہ **وَأَرْجِبْ حُضْرَتُكَ حُكْمُ** اور جب حضرت کو حکم ہوا اس واقعہ کے بعد کہ **لَا يَحِلُّ** انہی ازواج کو رکھو کوئی تبدیلی نہ کرو **لَكَ النِّسَاءُ مِنْ بَعْدِ وَلَا أَنْ تَبْدِلَ بِهِنَ مِنْ أَزْوَاجٍ**

الح (ترجمہ) "نہیں حلال تجھ کو اور عورتیں آئندہ کو اور نہ یہ بات کہ بدلے تو ان کو عرصوں اور عورتوں کے"

اور حضرت نے حسب اس حکم کے ان کو تادمتِ عمر گھر میں اور نکاح میں رکھا، تو کہو کہ وہ اس کی قبول رجوع ان کی تھی؟ یا معاذ اللہ خائناں اور مرتدات کو ہی رکھنے کا حکم ہوا تھا؟ آنکھ کھول کر قرآن دیکھا تو ہوتا۔

حاصل یہ کہ بعد اس واقعہ کے آیاتِ خیار نازل ہوئیں۔ اس میں یہ حکم تھا کہ جو رسولؐ اور آخرت کو اختیار کرے اس کو تو اجر بے شمار ملے گا اور جو دنیا کو اختیار کرے اس کو رخصت کر دو۔ اور پھر ازواج نے آخرت کو قبول کیا اور حضرت کو حکم عدم تبدیل کا ہوا تو رجوع ان کی عند اللہ معتبر وہ اخلاص ثابت ہو گئی اور اجرِ آخرت میں داخل ہوئیں۔

آپ نے ازواج کو ساری عمر ساتھ رکھا، لہذا وہ طیبات تھیں اور منکر اس رجوع کا فکر الطیباتِ لطیفین حق تعالیٰ رکھا، لہذا وہ طیبات تھیں قرآن مجید میں فرماتا ہے جو زوجہ کسی نبی کی مرتد ہوئی نکالی گئی۔

اور ازواجِ مطہراتِ حضرت مسلماتِ طیبات تھیں، وہ ساری عمر نبی کے ساتھ رہیں۔ اس میں اور اس میں جو فرق نہ جانے احمق ہے۔ اور خود سورہ تحریم میں اول گناہ تبلا کہ ارشاد تو یہ کیا اور پھر طرح طرح سے ڈرایا اور ارشاد کیا کہ کچھ زوجیت رسولؐ کے زعم میں مت آنا کہ زوجہ نوح و لوط و خواتین سے باز نہ آئیں تو دنیا میں خدمتِ رسولؐ سے دور ہوئیں اور آخرت میں دوزخ میں گئیں۔ اگر تم بھی

باز نہ آؤ گی تو دنیا میں بھی نکالی جاؤ گی رسولؐ کی خدمت سے اور آخرت میں مال بد ہوگا، اور پھر ساتھ اس کے فرمایا:

يَوْمَ لَا يُخْزِي اللَّهُ النَّبِيَّ وَالَّذِينَ آمَنُوا مَعَهُ

(ترجمہ) "جس دن رسولؐ کو، اور اس کے ساتھ کے مومنوں کو،

تو بولو کہ جو زوجات حضرت کے ساتھ رہیں، اور خدمت سے نہ نکالی گئیں، بلکہ حکم ہوا کہ ان کو مت بدلو، تو بوجہ رجوع الی اللہ ہی ان کو یہ وعدہ دیا گیا تھا۔ یا معاذ اللہ حق تعالیٰ نے بھی صیوٹ فرما دیا تھا؛ کہ اگر باز نہ آؤ گی نکالی جاؤ گی، کہ باوجود عدم رجوع نہ نکالا، بلکہ اسی آیت سے جس سے آپؐ اعراض کرتے ہیں رجوع ثابت ہے، کیونکہ فرمایا کہ "اگر توبہ کرو تو قبول ہوگی توبہ تمہاری پس اللہ مال ہو گئے ہیں دل تمہارے، اور اگر چڑھائی کرو کی رسولؐ پر تو اللہ اس کا ناصر ہے" الخ اور توبہ کے مقابلے میں چڑھائی کا ذکر فرمایا، تو چڑھائی عدم توبہ ہے، پھر جب اللہ نے کوئی صدمہ ان کو نہ دیا بلکہ عدم تبدیل کی بشارت فرمادی، اور نہ جبریل اور مؤمنین کی طرف سے کچھ ان کو صدمہ آیا، تو رجوع صاف ظاہر ہے۔ قیاس استثنائی تو آپؐ نے ایسا غوجی میں بھی پرٹھا ہوگا کہ رفع تالی سے رفع مقدم کا نتیجہ نکلتا ہے کچھ توفکر کرو، ہڑے افسوس کی بات ہے کہ قرآن کو بھی نہ بوجھا، بھائیوں ہی منہ سے جو چاہا، ہک دیا، کچھ تو شراؤ قرآن شریف میں تو سب کچھ موجود ہے مگر فہم خدا واداہے۔

گر نہ بیند بر وز شپہ چشم چشمہ آفتاب را چہ گناہ

عتاب خداوندی ہر جگہ محل طعن نہیں | اور اگر محض عتاب خداوندی پر اکڑا کر طعن کیونکہ عتاب خود حصنہ کو بھی ہوا کرتے ہو، ارتداد کا لفظ کہتے ہو تو دیکھو خود شرعاً

سورہ تحریم میں یَا أَيُّهَا النَّبِيُّ كَذَّبَ بِمَا أَحَلَّ اللَّهُ لَكَ الخ جناب رسالت پر عتاب ہے تو آپؐ کی شان میں بھی کچھ کج اور غور کرو کہ عفو و رحیم کا لفظ خود قرینہ ہے کہ حضرتؐ سے یہ تحریم حلال موجب نارضا مندی الہی کا ہوا جس کو معاف فرماتے ہیں۔ اور حضرتؐ پر چند بار عتاب ہوا

ہے، مگر یہ عتاب بطور شفقت ہے، کہ اپنے مقبولوں کو تربیت فرماتے ہیں۔ ایسا ہی ازواجِ نبیؐ پر عتاب و تہدیدِ اصلاح کے لیے ہے۔

چشمِ بداندیشی کہ برکندہ باد عیبِ نماید ہنرش در نظر

الحاصل رجوع ان کا قرآن سے ثابت ہوا، سائل ذرا آنکھ کھول کر دیکھے، اور حسبِ عدہ اپنے تسلیم کرے اور مسلمان ہو دے، اور چونکہ عائشہ رضی اللہ عنہا رسول اللہؐ ہیں، ان کی ایذا بھی ایذائے رسول اللہؐ ہے۔

صراط پر اور قبر میں سوال عن | اور یہ روایات سائل کی عبورِ صراط پر سے موقوف اجازت حضرت امیرِ رضی اللہ عنہ ہے، اور قبر میں سوال امامت حضرت امیرِ رضی اللہ عنہ کا ہوگا روافض کی روایات ہیں

کی روایات ہیں، سدی صغیر رافضی کذاب تھا، اہل سنت پر ان روایات سے محبت لانا جہل و ان ستمنا، توحیب کہ اہل سنت حبِ علیؑ کو عبادت جانتے ہیں اور ان کو امام پہچانتے ہیں۔ چنانچہ حضرت عائشہؓ نے خود روایت کیا ہے (تو ہم کو کیا اندیشہ ہے۔ ہم کو تو اس سے عینِ اہت ہے اور منکر علیؑ کو اور بُرا کہنے والے (ان کے) کو ہم بُرا جانتے ہیں۔ مگر روافض کو منکر چاہیے کہ محبت کے پردے میں کیسا کچھ حضرت امیرِ رضی اللہ عنہ کو بنا رکھا ہے۔

قتالِ صدیقیہ رضی اللہ عنہا کو ایذا بولہب | اور اذیت بولہب وغیرہ کفار کی (حضرت رسالت کو) پر قیاس کرنا حماقت ہے | بوجہ کفر اور عداوتِ اسلام تھی، اور قتال حضرت عائشہؓ رضی اللہ عنہا کا بوجہ خطا ہوا کہ مقصود اصلی ان کا اصلاح بین المسلمین اور استیفاءِ قصاص تھا کہ وہ بھی حکمِ اسلام ہے، تو اس کو اس پر قیاس کرنا سخت کم فہمی ہے، خدا جانے کہ یہ سائل کچھ علم بھی رکھتا ہے یا نہیں؟

اور ایسا ہی قتلِ ہابیلِ عمدہ غیر مشروع بات پر ہوا، قاتل نے یہاں باوجودیکہ حکمِ خدا کو جان چکا تھا کہ اس عورت سے میرا نکاح نہیں ہو سکتا، قاتلِ مظلوم کو (بلا وجہ و بغیرِ شبہ) حسد کے سبب قتل کیا تھا، اور یہاں تم کو معلوم ہو گیا کہ محض اصلاحِ مشروع مقصود تھی اور قتالِ شورا انگیزی

اور ایسا ہی قتلِ ہابیلِ عمدہ غیر مشروع بات پر ہوا، قاتل نے یہاں باوجودیکہ حکمِ خدا کو جان چکا تھا کہ اس عورت سے میرا نکاح نہیں ہو سکتا، قاتلِ مظلوم کو (بلا وجہ و بغیرِ شبہ) حسد کے سبب قتل کیا تھا، اور یہاں تم کو معلوم ہو گیا کہ محض اصلاحِ مشروع مقصود تھی اور قتالِ شورا انگیزی

مفسدین سے ہوا، اور وہ لوگ عالم خفایا نہیں تھے، جب شروعِ قتال اس طرف سے دیکھا جانا کہ امیر کے حکم سے ہی ہوا ہے اور پھر بھی خطا ہم ان کی طرف سے رکھتے ہیں۔

حضرت صدیقہ رضی کی خطا کے | در نہ با وجود قرار و اصلاح کے حضرت علیؑ نے کہ عالم مایکون تھے ذمہ دار بھی حضرت علیؑ ہیں | کیوں تفتیش نہ کی؟ اور شریک قتال بہ خبر مفسدین ہو گئے حالانکہ

جانتے تھے کہ میرے لشکر میں اہل فساد بھی بھرے ہوئے ہیں چنانچہ نہج اہلانہ کے خطبوں سے خوبی بعض لشکریانِ جناب امیرؑ معلوم ہو سکتی ہے ایک عبارت نقل کرتا ہوں، مشتے نمونہ باشد از خردارے :-

قَالَ رَضِيَ اللَّهُ الْعُفُودُ وَاللَّهُ مَنْ عَزَّرْتُكُمْ وَمَنْ فَازَ بِكُمْ فَازَ بِالسَّيْرِ
الْبَاحِيسِ وَمَنْ رُمِيَ بِكُمْ رُمِيَ بِأَفْوَقِ نَاصِلِ أَصْبَحْتُ لَا أَصْدَقُ قَوْلَكُمْ
وَلَا أَطْمَعُ فِي نَصْرِكُمْ وَمَا أُوْعِدُكُمْ الْعَدَاؤُ بِكُمْ۔

(ترجمہ) ”وہو کامیں ڈالا گیا وہ ہے کہ اللہ جس کو تم نے فریب دیا، اور جس کو چاہل ہوئے تم چاہل ہو اس کو ناقص حصہ، اور جو تیر مارا گیا تمہارے ساتھ مارا گیا بڑے تیر سے، صبح کی میں نے واللہ اس حال میں کہ تصدیق نہیں کرتا تمہارے قول کی اور نہیں طمع کرتا تمہاری نصرت میں اور نہیں ڈراتا میں ساتھ تمہارے دشمن کو“

سبحان اللہ حضرت امیرؑ کو اب بعد تجربہ خود ان کا کذب ظاہر ہو گیا کہ آپ بھی ان کا عدم اعتبار قول بحلف فرماتے ہیں، تو اب اگر کوئی کہے کہ وہ تو عالم مایکون تھے، کیوں ان کے قول پر خطا میں پڑے، تو حضرت علیؑ بھی خاطمی ہوتے ہیں، سو یہ سائل مجتہد کتنا بڑا عالم ہے کہ سبحان اللہ اس واقعہ کو اس پر قیاس کرتا ہے۔ جائے انصاف و تامل ہے۔

صرف ایک آیت کا منکر | اور سائل جیسا شیعہ بے ادب ہر چند کلمہ توحید زبان سے کہے لیکن و مکذب بھی کافر ہے | مسلمان نہیں ہو سکتا، کیونکہ اگر ایک آیت قرآن شریف کا کوئی کلمہ گو

منکر یا مکذب ہو تو وہ کافر ہوتا ہے۔ کلمہ پڑھنے اور قبلہ کی طرف منہ کرنے سے مومن نہیں ہوتا

تم سد آیات کے کذب اور عترت کے اقوال کے مخالف ہو، اور خود عترت کی طرف کیسے
کیسے نقصان لگاتے ہو، خصوصاً حضرت کلثومؓ کہ معاذ اللہ اول فَرْجِ عُصْبِ مَنَّا تھا را
مجتہد کہتا ہے۔ اور حضرت امیرؓ کی شان میں کیا وابیات اعتقاد کئے ہوئے ہے۔ چنانچہ اوپر
کے جوابوں میں کچھ مذکور ہوا۔ پھر دعوائے محبت و تمسک ثقلین کس منہ سے کرتے ہو؟ کچھ شرم کرو۔
پس تم خارج از اسلام ہو۔ اور حضرت عائشہؓ ام المؤمنین ہیں نہ ام الکافرین۔ تم کو ان سے کیا
علاقہ۔ اذیت محبوب رسول خدا اذیت رسول اللہ ہے اور موفی رسول کا کافر، اور پھر بعد تسلیم عاق
پر لعنت ہے اور عاق اپنی مادر کا جنت میں نہیں جاتا۔ ام المؤمنین اکمل المقربین، محبوبہ رسول امین
کا عاق قطعاً جہنمی ہے۔ ایسے شریوں کی تکفیر و تسفیق ہر مسلمان پر واجب ہے۔

حضرت ابراہیم اپنے والد سے گستاخ | اور حضرت ابراہیم علیہ السلام نے کبھی اپنے باپ
نہ ہوئے باوجودیکہ وہ کافر تھا | کافر سے کوئی کلام گستاخی کا نہیں کیا۔ جب ان کے
باب نے کہا کہ اگر تو باز نہ آدے گا تو تجھ کو سنگسار کر دوں گا، اور تو مجھ سے الگ ہو جا۔ تو
آپ نے فرمایا سلام علیک ہیں تمہارا واسطے استغفار کروں گا اللہ سے، یہ سورہ مریم میں موجود ہے
دیکھو اور پھر بعد ہجرت کے آپ نے دعا کی جب حکم ہوا کہ وہ کافر ہے اس کے واسطے دعا مست
کرو۔ آپ اس سے بیزار ہو گئے۔ سورہ سورہ توبہ میں موجود ہے۔ اب آپ سیرت حضرت ابراہیم
کو دیکھو کہ باوجود کفر پر کے ملامت کلامی اور استغفار کرتے رہے اور ان کے تشدد پر بھی سلام
ہی کہا۔

حضرت عائشہ باوجودیکہ محبوبہ رسول ام المؤمنین | اور اپنی شرارت کو دیکھو کہ باوجودیکہ عائشہ محبوبہ
ہیں شیعوں نے کتنی گستاخیاں کیں | رسول اللہ ہیں، اور ام المؤمنین اور ایمان
کامل رکھتی ہیں، تم ان کو لعن کر کے اپنی عاقبت خراب کرتے ہو، اور پھر اپنے آپ کو متبع ابراہیم بتاتے
ہو۔ لاحول ولا قوۃ الا باللہ۔ اس ہٹ دھرمی اور بے شرمی کا کیا علاج۔ باقی سائل کی ہزلیات بھکڑ
بے۔ عاقل خرد و جان لے گا کہ کیسا وابیات اس کا کلام بے معنی ہے۔ ان الفاظ یہودہ کا جواب

ضرور نہیں اور ویسا ہی نہرولانے والا حضرت حسنؑ کا (ناحق عدا قاتل و ہانک ہوا ہے) فاسق ہے خلافتِ محارب کے کہ وہ خطا سے واقع ہوا اور بلکہ حسب اصولِ شیعہ حضرت امیرؑ سے سخت خطا ہوئی کہ قتالِ عائشہ میں کذاب کے قول پر باوجودیکہ ان کو کذاب جانتے تھے عمل کیا بخلاف مقابلین کے کہ وہ عالم مایکون نہیں تھے، اس کو اور اس کو برابر جاننے والا محض احمق جاہل ہے حیث کہ دعوائے علم اور سروجن کی تمیز نہیں۔

اور ہم کہتے ہیں کہ وہ تینوں فرقے ناجی تھے، کیونکہ عقائد و اصول و ایمان میں سب متفق تھے۔ نزاع فقط ایک بات میں ہے کہ وہ رکنِ دین نہیں، مگر جس سے خطا ہوئی وہ معافی ہے، اور جس نے ویدہ و دانستہ کیا وہ گنہگار ہے بعد توبہ کے معاف ہوا اور شیعہ محض براہِ عناد مخالفتِ ثقلین کے ہیں مخالف قرآن شریف کا جو ہوا وہ مردود ہے۔

اور نصوصِ تمھاری موضوعِ خلافِ ثقلین واجبِ ترک ہیں، سب کا بیان سابقِ شرح ہو چکا، تکرار کی ضرورت نہیں۔ اب اگر کچھ بھی بوسے ایمان ہے تو اس کو بوجھو اور اپنے خبیث عقائد سے باز آؤ۔ اور ہم کو بشارت اپنی توبہ اور ایمان کی دو۔ واللہ الہادی

سوال، ششم

پوچھو اپنے علماء سے کہ حسین علیہما السلام نے دعوائے خلافت کیا کچھ چھپا نہیں، مگر جناب امام حسنؑ نے ناصر و مددگار نہ پائے اور غلبہ اہل ماطل کا دیکھا، بعد چھ مہینے کے مثل اپنے پدر بزرگوار کے صلح کی، اور جناب امام حسینؑ نے ناصر پائے شہید ہوئے جو انھیں سچا جانتا ہے وہ بتائے کہ یہ کون سے خلیفہ تھے کہ اکثر اہل سنت کی بنیادین چار خلافتوں پر ہے اب انھیں کون سا خلیفہ جانتے ہو؟ دیکھو ستر شہادتین امام حسین علیہ السلام ایک یہ بھی ہے کہ اگر اعتقاد خلفاء اجماعی کا آپ رکھتے ہوتے بعد چار کے حضرت کیوں دعوائے خلافت کرتے، پس شہادت جناب حسین علیہ السلام نے حق کو مثل آفتاب کے روشن کر دیا کس لیے کہ جس طرح ان خلافتوں کی دلیل اجماعی وغیرہ ہوئی اسی طرح اگلوں کی تھی۔ اور عترت پیغمبر جیسے ان کے منکر دیے ان کے جیسے ان کے ظلم عترت رسولؐ پر ہوئے، اس سے زیادہ ان کے جو دوست تھے، کہ بیزید تو دور تھا اور وہ نزدیک۔ بیزید نے وہ مراتب عترت کے کلبے کو دیکھے اور سُنے تھے جو انھوں نے پیغمبر سے دیکھے سُنے، پس حق عترت آفتاب تاباں ہے، تم خفاش سیرت اگر نہ دیکھو چشمہ آفتاب را چہ گناہ۔

جواب سوال ہشتم

امام حسنؑ نے حفاظتِ خونِ مسلمین کے لیے | اللہ اکبر! یہ سائل کتنا بدحواس ہے کہ ایسی مشہور
صلح کی ورنہ آپ کے لاکھوں جاں نثار تھے | بات کو کہ زبانِ زبانِ زوخاص و عام ہے
کس طرح اٹا بیان کرتا ہے؟ اے شیعو! ذرا اپنے اس مجتہد مقام کی تحقیق سنو! کہ حضرت حسنؑ
کے ساتھ قریب ایک لاکھ آدمیوں نے جان دینے پر بیعت کی تھی، اور سب جان فدا کرنے پر مستعد
تھے۔ حضرت حسنؑ نے محض حفاظتِ خونِ مسلمین کے لیے صلح کی، نہ عجز و ضعف سے، چنانچہ حضرت
حسنؑ کا خطبہ موجود ہے کہ فرمایا:-

اِنَّ مَعَاوِيَةَ قَدْ نَارَ عَنِّي حَقَّالِي دُونَهُ فَتَطَرْتُ الصَّلَاحَ لِلْأَمْرِ وَقَطَعُ
الْفِتْنَةَ وَقَدْ كُنْتُمْ بَايَعْتُمُنِي عَلَى اَنْ تُسَالِمُوا مِنْ سَالِمَتِي وَتُحَارِبُوا
مَنْ حَارَبَنِي وَرَأَيْتُ اَنْ حَقَّقَ دِمَاءَ الْمُسْلِمِينَ خَيْرٌ مِّنْ سَفْكِهَا وَلَمْ أُرِدْ
بِذَلِكَ اِلَّا صِلَاحُكُمْ

”ترجمہ: تحقیق معاویہؓ نے بیشک جھگڑا کیا مجھ سے میرے حق میں، نہ اس کے حق میں سو رکھی
میں نے مستحسن اصلاح اس کام میں اور قطع کرنا فتنہ کو اور البیعت کی تھی تم نے مجھ سے اس
بات پر کہ صلح کرو تم میرے مصالح سے اور حرب کرو محارب میرے سے، اور جانتا میں نے کہ حفاظت
خونِ مسلمین کی بہتر ہے خونِ ریزی سے اور نہیں ارادہ میرا اس صلح سے مگر بھلائی تمھاری۔“

اور حضرت حسینؑ کا قول کتب شیعہ میں موجود ہے کہ اگر میری ناک کاٹی جاتی تو میرے نزدیک اس صلح سے (کہ بھائی میرے حسن نے کی) بہتر تھا اور ظاہر ہے کہ یہ غیرت باوجود قدرت و توقع غلبہ کے آتی ہے، ورنہ بیچارگی میں کیا غیرت کی بات ہے۔

سواپ کے یہ مجتہد اسکے شیعو! حضرت حسنؑ کو توبے ناصر و مددگار قرار دیتے ہیں، اور مجبورانہ صلح کرنے والے (خلافت اپنی کتب کی روایات کے) ٹھہراتے ہیں۔

امام حسینؑ نے ناصر و مددگار | اور حضرت حسینؑ جو محض غدارانِ کوفہ کے بھروسے گھر سے نکلے نہ پائے (عکس قول شیعہ کے) | اور راہ میں محصور ہوئے، کہ سوائے چند نفر اہل بیتؑ کے کوئی نامہر

رفیق نہ تھا ہر چار طرف فوج اعداء تھی، فقط اتنا ہی چاہتے تھے کہ بیعت کر لو اور چاہے جہاں ہو، اور جو چاہا ہو کرو، اتنی بات کو قبول نہ کیا اور کس بکسی میں شجاعانہ شہید ہوئے۔ ہر شخص مرثیہ خواں عالمی جانتا ہے ان کو آپ کے مجتہد العصر فرماتے ہیں کہ ناصر و مددگار پائے اور شہید ہوئے کیسا آفتاب کو خاک سے چھپاتے ہیں، کیا قیامت دروغ ہے۔ ہر چند سب آپ کے اقوال ایسے ہی ہیں مگر یہ قول ہر عامی بازاری بھی جان سکتا ہے کہ غلط ہے اور دیگران امور کے کذب کو واقف کار پہنچاتے ہیں۔

امیر معاویہؓ کی خلافت امام حسنؑ | اور یہاں سے یہ بھی ثابت ہو گیا کہ خلافت معاویہؓ کو حضرت حسنؑ نے بنظر اصلاح جائز رکھا۔ اگرچہ خلافت معاویہؓ خلافت کے نزدیک جائز تھی !

نبوت نہ تھی مگر خلافت ملوکانہ تھی۔

حضرت علیؑ کا فرمان کہ لوگوں کے لیے | اور نہج البلاغہ میں حضرت امیرؓ سے منقول ہے کہ فرمایا امیر ضروری ہے خواہ برا ہو یا اچھا | حضرت امیرؓ نے کہ : لَا بُدَّ لِلنَّاسِ مِنْ أَمِيرٍ بَرٍّ أَوْ فَاجِرٍ (ترجمہ) ضروری ہے آدمیوں کے لیے کہ کوئی امیر نیک ہو یا گنہگار۔

المحدث کہ اس قول حضرت امیرؓ سے اور فعل حضرت حسنؓ سے یہ بھی ثابت ہو گیا کہ خلیفہ کا معصوم ہونا ضروری نہیں، اور گنہگار بھی خلیفہ اور امیر ہوتا ہے، اگرچہ خلافت نبوت نہ ہو مگر خلافت ہے۔

اور یہی مذہب اہل سنت کا ہے۔

امام حسن کی خلافت خلافت نبوت تھی | اور اہل سنت کے نزدیک چار ہی خلیفہ حق ہوئے اور

بنائے دین ان پر محض آپ کا طوفان ہے۔ اہل سنت تو چار یہ اور پانچویں حضرت حسن (چھ مہینہ کو) پانچویں کو خلیفہ بسیرت نبوت جانتے ہیں اور حضرت حسنؑ سے امام مہدی تک سب کو خلافت ظاہرہ کا خواہ مخواہ اعتقاد نہیں کرتے، امام باطن سمجھتے ہیں، اور ان کے دور میں جو خلفاء رہے وہ ملوک تھے، ان کو ہم کب امام نبوت کہتے ہیں البتہ اکثر ان میں جائز تھے اور بعض عادل بھی تھے۔

انعتقاد خلافت کے لیے | مگر تم شیعو! ذرا گریبان میں منہ ڈال کر دیکھو، کہ امام کس واسطے ہوتا ہے آیا بیعت خواہ لازم ہے | گھر میں چھپ کر گناہ ہو جانے کے واسطے، یا انتظام ملک مال و رعایا و

دائر مظلوم و قمع کفر و جہاد کے واسطے؟ یوں محض اپنے خیال میں یہ پکا کر کہ میں شاہ عالم ہوں۔ اور سب ملک و مال و رعایا میری ہی ہے، حالانکہ گھر تک کا مالک نہ ہو اور جان تک پر امن نہ رکھا ہو، ہر کوئی امام بن بیٹھا کرے، اور شیعہ اس کو امام و بادشاہ قرار دے کہ تسلیم کر لیا کریں، پھر بارہویں کیا حصر کرنا ضرور ہے؟ ذرا عقل کی بات کہو۔ چنانچہ اس زمانہ میں ایک سید محزون اپنے کو ہندوستان کا بادشاہ سمجھ رہے ہیں۔ سبحان اللہ! اپنے منہ میاں مٹھو تو یہ تو لقمہ آپ کے ہوا و بت کا امام بنانا ہوا۔ ایسا تو ہر ایک امام ہے کچھ کسی کی خصوصیت نہیں۔

تمام ائمہ میں استعداد خلافت مکمل | اور ہم کچھ چکے ہیں کہ لیاقت امامت ظاہرہ بھی ان سب حضرات تھی، مگر اس کا ظہور نہ ہو سکا | میں اکمل تھی، مگر ظاہر میں وقوع نہیں ہوا۔ اگر استعداد کا نام

امامت ہے تو اپنی اصطلاح کے مختار ہو، پھر اہل سنت سے کیوں اُلجھتے ہو؟ ورنہ شرم کی بات ہے کہ ایسی بات کہو کہ عقل و نقل کے بالکل خلاف ہو۔ اور حضرت حسینؑ و عموئی کرنے سے کوئی سے خلیفہ بھی نہیں ہوئے، اگر آپ کے ہاتھ پر بیعت ہو جاتی تو جب پوچھنا تھا ورنہ اوپر لیاقت کا ذکر ہو چکا ہے اور یہ کہ ان کے دعوے سے حصر پانچ خلفاء خلافت نبوت کا باطل ہو گیا تھا، یہ جہالت ہے اگر عقل ہو تو ظاہر بات ہے دعوئی کرنے سے خلیفہ تو نہیں ہو جاتا۔ اگر یہ خلیفہ ہو جاتے (بالفرض) تو ہم ان

کو گن چھٹا لیتے مگر نہ ہوئے تو اب کیا گن لیں۔

اور ہم تسلیم کرتے ہیں کہ وہ خلیفہ ظاہری ہوئے تو اب وہ خلیفہ سادس ہمارے نزدیک ہو جاویں گے۔ سو اس میں کچھ ہم پر الزام نہیں ہو سکتا۔ ذرا عقل درکار ہے اور پہلے پانچ خلفاء اجماع اہل حق امام حق تھے۔ اور اجماعی ہونا ان کا ثابت ہو چکا۔ اوپر کے جوابوں میں دیکھو۔

یزید کی امارت اجماعی نہ تھی مگر اجماع جیسا پانچ پہلوں پر ہوا تھا یزید پر کون سا اجماع اہل حق خواص نے رو کیا عوام کا اعتبار نہیں ہوا تھا وہ تو متغلب بن کر ہو گیا تھا اور اجماع عوام کچھ معتبر نہیں اس

کو اس پر قیاس کرنا کمال بلاوت ہے۔ اس اجماع کو حضرت امیرؓ نے جائز رکھا اس کو حضرت

حسینؓ اور عبداللہ بن زبیرؓ نے رو کیا۔ کجا زمین کجا آسمان، ہوش درکار ہے حیف صد حیف آپ کو

کیا کہا جاوے۔ ایسی حجت تو کسی شیعہ سے آج تک نہیں بن آئی تھی۔ یہ آپ کا ہی علم ہے کہ

حضرت حسینؓ نے اپنے وقت کے جابر و متغلب کو جو نہ مان کر دعویٰ استحقاق خلافت کیا تو پہلی غلطی

جو باجماع حضرت امیرؓ و حسنؓ و غیرہم ممدوحین ثقلین ہوئی تھیں وہ سب باطل ہو گئیں حتیٰ کہ خلافت حضرت

امیرؓ و حسنؓ بھی۔ کیونکہ وہ بھی اجماعی ہی تھیں۔ سبحان اللہ ذکر سر شہادت حسینؓ نے آپ کے علم و فہم و

نکتہ رسی کو خوب ظاہر کر دیا۔ اور باقی ظلم کی نسبت کرنا خلقائے شلشہ کی طرف یہ سفاہت قدیمہ ہے اس

کا جواب وافی اوپر کے جوابوں میں آچکا۔ مگر حضرت حسنؓ باوجود استطاعت حضرت معاویہؓ کو اپنا حق

دے بیٹھے، تو البتہ ان کی جناب میں تو کچھ بہت ہی تم گستاخی کر دگے کہ انھوں نے بڑا سخت ظلم کیا

ہے۔ معاذ اللہ اب حقیقت خلفائے خمسہ کی اور تغلب یزید پلید کا مثل آفتاب روشن ہو گیا، اگر کوہ

باطن نہ سمجھے تو کسی کا کیا قصور ہے

گر نہ بیند بروز شہرہ چشم چشمہ آفتاب را چہ گناہ

واللہ العادی



سوال نہم

پوچھو اپنے علماء سے کہ کلمہ نُوْمِنُ بِبَعْضٍ وَنُكْفِرُ بِبَعْضٍ اور بعد حکم اتی تَارِکُ نِیکُمُ الثَّقَلَيْنِ کے کلمہ حَسْبُنَا کِتَابُ اللہ میں کیا فرق ہے؟ اور کلمہ اِنَّہُ لَمَجْنُونٌ اور وَاِنَّہُ لَیَہْجُوں میں کیا تفاوت ہے؟ باوجودیکہ جس پیغمبر کی تمثال میں مَا یَسْطِقُ عَلَی الْہَوٰی ہو۔
یعنی ایک گروہ کہتا ہے کہ ایمان لائے ہم ساتھ بعض احکام اور منکر ہوئے بعض سے اور پیغمبر نے کہا کہ طاعت کرو میری عمرت کی اور قرآن کی۔ کسی نے کہا ہمیں کافی ہے کتاب خدا۔
ایک گروہ نے کہا انھیں نذیان ہے اور ایک گروہ نے حضرت کو مجنون کہا۔ حالانکہ خدا نے فرمایا ہے کہ ہمارا پیغمبر بات نہیں کرتا بغیر وحی کے۔ پس ان گروہوں کے کفر و ایمان کو بتاؤ کہ اول کے قائل اگر کافر ہیں تو دوسرے کے مومن کیوں کہ ہیں، اور ثانی مومن رہے تو اول کیوں کافر ہوئے؟



جواب سوال نم

چند آیات اور احادیث کے معانی | نُوْمِنْ بِبَعْضٍ وَنُكْفُرْ بِبَعْضٍ کے معنی یہ ہیں کہ بعض کو مانے

اور بعض کو نہ مانے۔ مثلاً جیسا آیات مدح مہاجرین و انصار کو، اور آیہ ثانی اُتَيْنَا اِذْ هُمَا

فِي الْغَارِ کو، اور آیہ فَإِنَّ اللَّهَ اَعَدَّ لِلْمُحْسِنَاتِ مِنْكُنَّ اَجْرًا عَظِيْمًا کو، اور آیات حرمت

تقیہ وغیرہ آیات کو نہ مانے کسی کو الحاقی کہہ دے کسی میں تخریف معنوی کر دے کسی کو تحریف

لفظی بتا دے جیسا کہ آیہ اَنْ تَكُوْنَ اُمَّةٌ هِيَ اَرْبٰی مِنْ اُمَّةٍ میں اُمّۃ کی جگہ اُمّۃ کا لفظ بتا دے

اور علیٰ ہذا اور معنی حُسْبِنَا کتاب اللہ کے مطابق آیہ الْیَوْمَ اَکْمَلْتُ لَکُمُ دِیْنَکُمْ وَ اَسْمَتُ

عَلَيْکُمْ نَفْسِی کے ہیں کہ جب اکمال دین کا قرآن شریف سے حضرت حق تعالیٰ نے فرمایا ہے۔

کچھ کسی دوسری شے کی حاجت باقی نہیں رکھی، تو کتاب اللہ پس ہو گئی

حسبنا کتاب اللہ اور متمسک | اور حدیث اِتٰی تَارِکُ فِیْکُمُ الثَّقَلِیْنِ مَا اِنْ تَمَسَّکْتُمَا بِمَا

بِالثَّقَلِیْنِ کے معنی ایک ہی ہیں | لَنْ تَضِلُّوا بَعْدَیْ اَحَدُهُمَا اَعْظَمُ مِنَ الْاُخَرِ کتاب

اللہ وَعِثْوَتِیْ اَہْلَ بَیْتِیْ اور دوسری روایت میں فرمایا وَلَنْ یَّتَفَرَّقَا حَتّٰی یَرْدَا عَلٰی الْحَوْضِ

یہ قول اس حدیث کے بھی من کل الوجوہ موافق و مطابق ہے کیونکہ دونوں ثقلین باہم مطابق ہیں

نہ مخالفت اور قرآن اعظم ہے عزت سے اور دونوں کا افتراق بھی غیر ممکن بسبب ارشاد حضرت

رسالت کے یس متمسک باعظم الثقلین بھی (متمسک بالثقلین) بالضرور ہوا۔ لہذا

حسبنا کتاب اللہ کے معنی بعینہ تمسکنا بالثقلین ہوئے تو بس حسبنا کتاب اللہ قول اہل ایمان
واذعان کا ٹھہرا۔ وَنُؤْمِنُ بِبَعْضٍ وَنُكَفِّرُ بِبَعْضٍ طریقہ اہل بطلان و خذلان کا نکلا اور دونوں میں فرق
کا لشمس فی نصف النہار معلوم ہو گیا۔

اِنَّ الْمَجْنُونِ كَفَارًا قَوْلُ تَحَا | اور علیٰ ہذا القیاس اِنَّ الْمَجْنُونِ كَفَارًا کہتے تھے کہ قول حضرت کا
یا عملاً شیعہ کا ہے قابل اعتبار نہیں، اپنے جی چاہتا کرو۔ سو جو قوم نسخ جمیع احکام

کا ائمہ سے بعد وفات رسول اللہ کے جائز رکھتی ہے تو باوجود استقرار امر و نہی کے کہ بامرضہ و نہی
ہوا پھر بدلتا ان کے نزدیک معاذ اللہ کم فہمی رسول اللہ اور بے عقلی حضرت رسالت کا باعث ہوگا
اور سب آیات مدح اصحاب ازواج وغیرہ کا نہ ماننا بعینہ مثل کفار مکہ مجنون جاننا رسول
کا ہے کہ ان کا مقصود بھی مجنون کہنے سے حکم کا نہ ماننا تھا اور خود شیخین کو وزیرِ شیر بنانا، اور
غار میں ساتھ لینا یا وصف اس کفر و دشمنی کے کہ بزمِ شیعہ ہے، اور ان کی بیٹیوں کو گھر میں
رکھنا، حالانکہ وہ بھی دشمنِ جان کا فرہ تھیں بزمِ شیعہ ناہنجاریہ عین بے عقلی ہے۔ معاذ اللہ
سویہ لفظ شیعہ پر البتہ خوب مطابق ہوتا ہے۔

بذیان کا بہتان | اور لفظ للہجر جو آپ نقل کرتے ہیں اس میں خوب دادِ تحریف دیتے ہو البتہ
کی کسی کتاب میں اور کسی روایت میں کہیں یہ لفظ نہیں۔ اس کو ثابت کر دو۔ البتہ آئینہ بھڑہ
استفہام انکار ہے یا میجر بحذف ہمزہ استفہام، اور معنی یہ کہ آپ کچھ کہتے نہیں، خود آپ
ہی سے استفہار کر لو، کہیں تکرار کرتے ہو؟ بہر حال لفظ یہجر لفظ عین ایمان ہے کہ حضرت
رسالت پر بذیان نہیں ہو سکتا اب ان دونوں لفظوں میں فرق بین معلوم ہو گیا۔

سخن شناس نہ دلبرِ اخطا اینجا است

مگر حیف کہ رسول اللہ کو ستر بار تاکید ہوئی بزمِ شیعہ کہ علیؑ کو وصی بنا دو اور خلیفہ
کر دو، اور آپ کو ہمیشہ اس کا وہیان رہا، فقط ایک عمر من کے کہنے سے حضرت اس حکم کو کہ
کو کہ اس ایمان و دین تھا، اور بزمِ عم آپ کے فَاِنْ لَمْ تَفْعَلْ فَمَا بَلَّغْتَ رِسَالَاتِ بھی اکیا

میں نازل ہو چکا تھا، سرانجام نہ کر سکے۔ اور مرتے دم بھی اس قدر خوف و اندیشہ و غم و رہا کہ
اظہارِ حق نہ کر سکے۔ حالانکہ مرتے دم کیا کسی کی پروا تو معاذ اللہ حضرت بھی اس امر کے
عدمِ انفاؤ سے عاصی ہی گئے۔ بولویہ عقیدہ تکذیبِ خدا تعالیٰ اور رسول اللہ اور کفر
بالقرآن اور مخالفِ عترت ہے یا نہیں؟ ارے ظالمو! فوراً تو سوچ سمجھ کر پشیمان ہو

مگر نہ ہوئے مغرور بن سے آگاہ
لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللَّهِ
وَاللَّهُ الْهَادِي



سوال دہم

پوچھو اپنے علماء سے کہ ضرب اللہ مثلاً تِلْذِیْنِ کَفَرُوا اِمَّا اَنْ تُوْحَّ وَاِمَّا اَنْ تُوْطَّ العِزَّ حاصل یہ ہے کہ بیان کرتا ہے اللہ مثال واسطے کافروں کے تاغور کریں کہ زِنِ تُوْحَّ وَاِمَّا اَنْ تُوْطَّ بسبب خیانت کے جہنم میں داخل ہوئیں پس ہم پوچھتے ہیں کہ یہ کیوں کافر مخاطب اور مراد خداوند تعالیٰ ہیں، اور یہ کن پر عتاب ہے؟ اگر اور امت کے کافر مراد ہیں تو کلام لغو اور عبث ہو جاتا ہے، اور یہ محال ہے پس شیعہ کے نزدیک تو وہ لوگ ہیں جنہوں نے کشتی نجات کو چھوڑا کہ حضرت فرما چکے تھے کہ مثال میری اہل بیت کی مثال کشتی نوح کی ہے جو ان سے پھر گیا، وہ ناری ہے سوچو تو اس سے کس چیز کی آگاہی منظور تھی کہ اس سے پھر کے بیٹا اور بی بی کوئی نہ بچے۔ اسی طرح اس کشتی سے پھر کر کوئی نہ بچے گا کس لیے کہ عترت کی اطاعت قرآن کے ساتھ برابر مقرر کی ہے پس جنہوں نے عترت کو چھوڑا اور جنہوں نے ان کی اور ان کے ظالموں اور کڑنے والوں کی محبت میں تاویلیں کیں اور بارہ خلیفہ مقرر کئے ہوئے آنحضرت کے چھوڑ کے ہوئے نفس سے چار خلیفہ مقبول کیے اور خیانت عائشہ و حفصہ کو بھی ظاہر کر دیا اور حق سے ان کے دل پھر گئے ہیں بتا دیا اور پھر وہ لڑیں بھی اور مریدان کے پھر انہیں صدیق اور صدیقہ کہہ جاتے ہیں۔ اور عترت کے بعد پیغمبر کی تکذیب ہوتی ہے پس جس کو اس کے سوا اور کچھ معلوم ہو وہ اگر ہمیں بتا دے نہایت احسان ہوگا۔ واللہ سبب المحسنین فقط۔

جواب سوال دہم

اہل بیت ازواج مطہرات پر اس کا جواب سوال ہفتم کے جواب میں مذکور ہو گیا، یہاں پھر مختصر عتاب بسبب تعلق و شفقت کے تھا لکھنا پڑا۔ پندہ غفلت گوش ہوش سے نکال کر سنو کہ مخاطب

اس حکم کے مؤمنین ہیں، خاصہ خاص مؤمنین، اخص اخص اہل عسرت، اہل بیت و ازواج و اہل قرابت رسول امین ہیں۔

خلاصہ حکم یہ ہے کہ ہر گز کبھی کوئی بزعم اعتماد و ایمان یا تقرب یا قرابت و زوجیت رسول کی نافرمانی نہ کرے، یا گناہ پر مصر نہ ہو، کہ عاصی کو کچھ ان وسائل میں سے عذاب خداوندی سے نہیں بچا سکتا۔ زوجہ نوح و لوط کا حال دیکھو کہ ان کو کچھ زوجیت نے نفع نہ دیا، جب گناہ کر کے توبہ نہ کی، اور مصر میں تو دنیا میں نبی کی خدمت سے جدا ہوئیں اور آخرت میں موزخ میں گئیں۔ ایسا ہی اگر کوئی کرے گا تو وہی سزا ہوگی۔

اور بعد اس عتاب کے آیاتِ تخنیر میں فمائش کی، جو رسول کو پسند کرے گی اس کو بڑے اجر میں اور پھر حکم ہوا کہ اے رسول ان کو مت بدلہ۔ اور حضرت نے ساری عمر ان کو خدمت میں رکھا تو لاریب اجر عظیم ان کو آخرت میں حاصل، اور معیت رسول اللہ دنیا و آخرت میں ان کو شامل ہوئی۔ اور وعدہ یوم لا یجزی اللہ البنی والذین آمنوا معہ کا تاج ان کو ملا۔ اور

وثنمان اہل بیت کو خسران و عذاب نصیب ہوا۔ اور اس تہدید و عتاب سے کچھ حرج اور نقصان
شان اہل بیہ میں نہیں ہوا۔

بندگان خاص کی معمولی زلت پہ فوری تنبیہ | اقل تو سب بندے اس کے ہیں جو چاہے فرما
ہوتی ہے اور اہل ابواء کو وصال دی جاتی ہے | دے عین سعاد اہل سعاد ہے، دوسرے یہ

کہ تہدید بطور شفقت خداوندی اور تربیت بندگان خاص کے ہے خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم کو بہت جا قرآن شریف میں ایسے عتاب عنایت آمیز سے یاد و شاد فرمایا ہے عَفَا اللَّهُ
عَنْكَ لِمَا أَذْنَتْ لَهُمْ أَلْمَ وَلَا تَكُنْ لِلْخَائِثِينَ خَصِيْمًا وَاسْتَغْفِرِ اللَّهُ إِنَّ اللَّهَ كَانَ
غَفُورًا رَحِيْمًا۔ مَا كَانَ لِلنَّبِيِّ أَنْ يَكُونَ لَهُ اسْرَىٰ حَتَّىٰ يُنْخَنَ فِي الْأَرْضِ تُرِيدُونَ
عَرَضَ الدُّنْيَا وَاللَّهُ يُرِيدُ الْآخِرَةَ وَالْأُولَىٰ مَأْخُذٌ لِّكُلِّ نَفْسٍ مِّنْ عَمَلٍ بِهَا يَأْتِيهَا النَّبِيُّ لِمَ تُحَرِّمُ مَا أَحَلَّ اللَّهُ
لَكَ تَبْتَغِي مَرْضَاةَ أَزْوَاجِكَ وَاللَّهُ غَفُورٌ رَّحِيْمٌ۔ سو اب شیعہ حضرت رسالت
کی جناب میں بھی کچھ واہیات بول کر اپنے دین و ایمان کو برباد کریں۔ معاذ اللہ

الغرض اہل سنت کے نزدیک ایسے خطاب عتاب کے لائق وہ ہیں کہ تقرب الہی رکھتے
ہیں، کہ اگر کچھ بھی خلافِ رضا ان سے سرزد ہوتا ہے معاً تنبیہ و تاویب فرماتے ہیں اور
جو لوگ مثل شیعہ اپنے ہوا و مشغوف نفسانہ میں اور مختوم بختم ختم اللہ علی کلور بہم، ان کے
لیے دُائمی کلمہ ان کیذی متین کا ارشاد ہے۔

اہل شیعہ متخلفین عن الثقلین | اب جو ساکل اپنے آپ کو متمسک سفینہ نجات اور اہل سنت
ہیں اور اس کے شواہد | کہ مختلف عن سفینہ العترۃ والال قرار دیتا ہے تو اس کے
جواب میں عبارت بقاب لال الکذاب کی بحذف و تغیر بعض الفاظ و عبارت تبرکاً نقل کرتا
ہوں، اور اس پر جواب کا اختتام کرتا ہوں ساگرچہ الفاظ تمذکھنے کا قصد نہ تھا، مگر آپ کی
کج ادائی اور ہرزہ و رانی و بدگامی باعث اس کی ہوئی۔

قال سلمہ ربہ "بارک اللہ کیا جرأت اور بیباکی اور وقاحت اور چالاکی ہے کہ متمسکین

سفینہ عمرت و آل کو متخلفین اور متخلفین سفینہ عمرت و آل کو متمسکین بتاتے ہیں عمرت و آل کا آیا یہ بھی تمسک ہے کہ علم نچائیے، تعزیئے بنائیے۔ حالانکہ مَنْ لَا يَحْضُرُ میں ہے کہ مَنْ جَدَّ وَقَبْرًا وَمَثَلًا مَثَلًا فَقَدْ خَرَجَ عَنِ الْإِسْلَامِ۔ اَقُولُ فِي قَوْلِهِ مَنْ مَثَلًا مَثَلًا أَنَّهُ مَنْ أَبْدَعَ بِدْعَةً وَدَعَا إِلَيْهَا وَوَضَعَ دِينًا فَقَدْ خَرَجَ مِنَ الْإِسْلَامِ وَقَوْلِي فِي ذَلِكَ قَوْلُ الْأَثَمَةِ۔ یعنی جس نے کہ قبر کی نقل کی، یا کوئی مثال بنائی، یعنی بدعت نکالی اور لوگوں کو اس کی طرف بلایا اور ایک نیا دین ٹھہرایا تو وہ اسلام کی حد سے باہر آیا یہی ہے قول ائمہ کا۔

آیا یہی تمسک ہے کہ دُلّہل سدھائیے، مہابوت پھرائیے، حالانکہ مختار کا یہ فعل مختار ہے کہ طفیل بن جعدہ گندھی کی دکان سے کُرسی اٹھا لایا، اس کو مہابوت السکینہ نام کر کے بھجوا یا، آیا یہی تمسک ہے کہ بھس اڑائیے اور تحقیقوں میں نمے گائیے؛ حالانکہ کلینی میں امام سجاد سے مروی ہے کہ:

إِنَّمَا تَحْتَاجُ الْمَرْأَةَ إِلَى التَّوْحِ حَتَّى يَسِيلَ دَمْعُهَا وَلَا يَنْبَغِي لَهَا أَنْ تَقُولَ هَجْرًا (ترجمہ) ”عورتوں کو نوحہ میں اتنا ہی چاہیے کہ آنسو بہہ نکلے، اور بہودہ بکنا نہ چاہیے۔“

آیا یہی تمسک ہے کہ ڈھول بجائیے، مرثیہ کے پر میں حضرت شہر بانوؓ کا زڈا پا گائیے؛ حالانکہ یہ فعل باتفاق حرام ہے۔ آیا یہی تمسک ہے کہ لوگوں کو ناحق رُلائیے؛ کتاب حسینہ کی اوٹ میں جناب نرگس کا سہاگ پوڑہ دکھائیے؛ حالانکہ یہ نذرانہ بستہ شیطان ہیں۔ آیا یہی تمسک ہے کہ شریعت کی مخالفت کیجئے؛ تجویز مجلسی وغیرہ سلاطین کے آگے سرسجدہ میں دیکھئے؛ حالانکہ یہ نبضِ قرآن ممنوع ہے لَا تَسْجُدُوا لِلشَّمْسِ وَلَا لِلْقَمَرِ وَاسْجُدُوا لِلَّهِ۔ اَلَا جَنَابِ سید ابراہار اور ائمہ اطہار اس سجدہ کے زیادہ تر سزاوار تھے، نہ شاہ عباس اور طہماسپ خناس۔

آیا یہی تمسک ہے کہ جناب مرتضوی کو خائف و حبان اور آپ کی اولاد کو کذاب و منضوب
 اخوان ٹھہرائیے؟ حالانکہ یہ شجاعت کے متنافی ہے۔ آیا یہی تمسک ہے کہ بتقلید مجوس
 بے تنگ و ناموس اعیاد ثلاثہ سوی العیدین احداث کیجیے؟ حالانکہ خم غدیر میں کب جناب
 امیرؑ کو حضرت نے خلیفہ کیا؟ کہ جس پر عید غدیر مقرر ہوئی اور عید شجاع گہروں (گہروں) کا
 فعل ہے کہ شہادت فاروقی سن کر خوشی میں آئے؟ احمد بن اسحاق شیعہ نے اسلام میں
 اس کو رواج دیا مصائب النواصب میں لکھا ہے کہ علماء نے اس عید کے جواز کا فتویٰ
 نہیں دیا۔ خلافت نے پیش خود بسبیل خلافت تجویز کیا، اور عید نور و نہ (سلاطین ایرانیہ)
 گہری، سیرت مجوسی فطرت نے بطور عید اس دن جشن کیا، ان کی یاد کا شیعہ اشرا نے اسلام
 میں داخل کی اور حیلہ کیا کہ آج کے دن جناب مرتضویؑ سر پر آرائے خلافت مصطفویؑ
 ہوئے اِنَّهُمْ الْفَوَاکِبُ اَبَا نَبَهُمْ مَا لَیْنُ فَهُمْ عَلٰی اَثَارِهِمْ یُھْمَعُوْنَ۔

تمسک اور تخیلف ایک علمی بحث غرض یہ مشتے منونہ از خروارے ہے، بالجلہ ہر کہ
 ملازمان نے اس مقام میں تمسک اور تخیلف کا ذکر کیا، ضرور ہے کہ متمسکین و متخیلفین کا
 کچھ نشان دیا جاوے، پس اصحاب دین اور ارباب اعتماد پر محقق نہیں کہ تخیلف خلاف تمسک
 ہے، اور احادیث مامورہ تمسک کہ نجات و فلاح کی نسبت وارد ہیں، از انجلہ ایک حدیث
 ثعلین ہے کہ اِنِّیْ تَارِکٌ رِّیْکُمُ الثَّقَلَیْنِ مَا اِنْ تَمَسَّکْتُمَا بِہِمَا لَنْ تَضِلُّوا بَعْدَیْ
 اَحَدُھُمَا اَعْظَمُ مِنْ الْاٰخِرِ کِتَابُ اللّٰهِ وَ عِزَّتِیْ اَھْلَ بَیْتِیْ یعنی بخطاب امت حضرت
 کا ارشاد ہے کہ ”میں تم میں دو چیزیں گرہاں بار چھوڑ جاتا ہوں کہ جب تک تم ان دونوں
 سے تمسک کرتے رہو گے ہرگز گمراہ نہ ہو گے۔ ایک ان دونوں میں بزرگ تر ہے
 دوسرے سے، قرآن خدا اور میرے اقربا“۔

دوسری حدیث نجوم اصحابی کا لُجُومِ بَا یَھِمُّ اِقْتَدَا یُھِمُّ اِھْتَدَا یُھِمُّ دُھِمُّ
 اصحاب کا حال ستاروں کی طرح ہے ان میں جن کی اقتدار کرو گے راہ پاؤ گے“

تیسری حدیث سفینہ کی مثل اہل بیتیٰ فیکم مثل سفینۃ نوح من رگہا نجاً ومن تخلف عنها غرق (ترجمہ) ”میرے گھر والوں کا حال کشتی نوح کا سا ہے کہ جو اس کشتی میں سوار ہوا نجات پائی، اور جس نے اس سے پیٹھ پھیری غرق ہوا۔

ایک نکتہ | مآ یعقوب متانی افادہ فرماتے ہیں کہ ان دونوں حدیثوں میں جو صحابہ کو نجوم اور اہل بیت کو سفینہ ارشاد فرمایا اس میں یہ اشارہ ہے کہ شریعت کو صحابہ سے یکھنا چاہیے، اور طریقت اہل بیت سے۔ اس واسطے کہ خوض و ریائے حقیقت اور معرفت میں بدون محافظتِ شریعت اور طریقت کے محال ہے جیسا سفر و ریا بدون رکوب سفن اور اہتمام بہ نجوم متعذر ہے۔ پس وصول الی المطلوب جیسا تنہا بدول مراعات نجوم غیر متصور ہے ویسا ہی بغیر مراعات رکوب سفن بے اثر۔

شیعہ کے نزدیک قرآن غیر معتبر ہے | بیان اول کا یہ ہے کہ خلاف محققین قوم تباہی بعض متعصبین مستوجب اللوم اکثر شیعہ زمان جیسا آپ اور آپ کے بھائی باپ قرآن موجود کو صحت اور کمال سے معرا اور تحریف یسر اور فی الجملہ تغیر و تبدل سے محشی سمجھتے ہیں، چنانچہ بارۃ ضعیفیہ میں فرماتے ہیں:-

”کہ چوں نظم قرآنی نظم عثمانی ست، بر شعیان احتجاج باں نشاید، و فی موضع آخر منها۔ علاوہ آنکہ چوں نظم سُرا فی خلیقہ ثالث اندا احتجاج بر ایں بر شعیان درست نمی تواند شد۔“ انتہی بعبارة المقضیۃ الی جسارتہ۔

شیعہ اور حضرت عباسؓ | اور بیان ثانی کا یہ ہے کہ اثنا عشریہ بالخصوص حضرت عباسؓ اور ابن عباسؓ کو کہ جناب رسالتؐ کے چچا اور چچا زاد بھائی ہیں بد کہتے، بد کہتے ہیں اس سبب کہ حضرت فاروق اور حضرت کلثوم کی تزویج میں واسطہ ہوئے تھے حالانکہ شو ستری کی مجال وغیرہ میں موجود ہے کہ حضرت خیر الناسؓ جناب عباسؓ کی عظمت بجالاتے تھے اور ان کے حق میں صنو لائی فرماتے تھے۔

اسی طرح زبیر بن العوامؓ کو کہ ماور اقدس ان کی صفیہؓ عمرہ مکرمہ خباب مصطفویہؓ اور مرقنہؓ
ہیں جنگ جمل میں شرکت کے سبب دشمن بتاتے ہیں حالانکہ کشف الغمہ میں مکتوف ہے کہ جب
اس جنگ میں ابن جبرہؓ نور لعین نے آپؐ کو شربت شہادت پلایا، حضرت امیرؓ کو مزہ سنایا
کہ میں نے تیرے بدخواہ کو ٹھکانے لگایا، آپؐ نے فرمایا کہ مجھ کو خیر العباد سے یاد ہے کہ زبیر
کا قاتل جہنمی ہے، غصہ میں آیا اپنے بیٹے آپؐ خنجر سے وار ہوا جہنم میں پہنچایا، حضرت امیرؓ
نے فرمایا لَقَدْ صَدَقَ رَسُولُ اللَّهِ بِشَرِّ قَاتِلِ ابْنِ صَفِيَّةٍ بِاللَّيْلِ۔

بناتِ طیبات اور قرآن اسی طرح رقیہؓ اور کلثومؓ کہ حضرت کی بناتِ طیبات ہیں رحمت
تحقیق علاقہ زوجیت میں سیدنا عثمانؓ کہ عزت سے نکالتے ہیں چنانچہ احق الحق
میں ہے کہ ”رقیہ و کلثوم نہ حضرتؐ کی دختر تھیں نہ بطنِ خدیجہؓ سے۔“

اور منہج الفاصلین میں ہے کہ ”حضرت فاطمہؓ کے سوائے کوئی دختر آپؐ کی نہیں محالاً کہ
قرآن میں بصیغہ جمع ارشاد ہے يٰۤاَيُّهَا النَّبِيُّ قُلْ لِّاَزْوَاجِكَ وَبَنَاتِكَ اور ظاہر ہے کہ قرآن
میں جمع ہے تو جمع کا اطلاق تین سے کمتر پر درست نہیں۔ ومعہذا زاد المعاد میں ہے کہ اللّٰهُمَّ
صَلِّ عَلٰی رُقَيْتَہٗ بِنْتِکَ عَلٰی اَقْرَکُلُثُومِ بِنْتِکَ

اکثر اولادِ حسنین کو شیعہ نہیں مانتے | اسی طرح اکثر اولادِ حسنینؓ کو نہیں مانتے اور امام
نہیں جانتے حسن بن حسنؓ اور عبداللہ محض اور نفس زکیہ وغیرہ کو کہ حسنی ہیں کا فرم تبتا
ہیں۔ حالانکہ جامع اخبار میں ہے اَکْزَمُوا اَوْلَادِیْ وَمَنْ مَاتَ عَلٰی حُبِّ اِلِ مُحَمَّدٍ مَاتَ عَلٰی
السُّنَّةِ وَالْجَمَاعَةِ ”میری اولاد کو گرامی رکھو، اور جو مرا میری آل کی محبت پر تو وہ مرا
سنت اور جماعت پر۔“

اور امام حسینؓ کی اولاد میں جعفر بن موسیٰ کاظمؓ اور جعفر بن علیؓ برادر حضرت امام
عسکریؓ کو کذاب بتاتے ہیں اور سلسلہ امامت کا تا با امام حسن عسکریؓ پہنچاتے ہیں من بعد
جعفر یہ جعفر بن علیؓ کی امامت کے قائل ہیں اور کہتے ہیں کہ امام عسکریؓ لا ولد تھے اور بعض

کہتے ہیں کہ آپ کے سرزند امام آخر الزمان ہیں کہ صغریٰ میں باپ کے روبرو دنات پانی۔
اور بعضوں نے حدیث بوع کو پہنچایا۔ فَاخْتَلَفُوا فِيهِ فَقَالَ بَعْضُهُمْ مَاتَ فِي الصَّلَاةِ نَجَاءً
وَقِيلَ قُتِلَ وَقِيلَ حَيٌّ غَائِبٌ مُنْتَظَرٌ وَاللَّهُ أَعْلَمُ

آیہ تطہیر ازواج مطہرات | اور بیان ثالث کا یہ ہے کہ اہل بیت حقیقی یعنی ازواج مطہرات
کے حق میں اتری۔ بہ دلائل جن کے حق میں آیہ تطہیر انما یرید اللہ لیلذہب عنکم

الرجس اهل البيت ويطهرکم تطہیراً نازل ہوئی جیسا ابن عباسؓ وغیرہ نے فرمایا
انما انزلت فی نساء السببی خصوصاً صدیقہ وحفصہ کو اس سبب کہ ان کی زوجیت
میں شیخین کی فضیلت اور عظمت ثابت ہوتی ہے (اہل بیت مجازاً بھی نہیں جانتے، اور
جو مجازاً داخل ہیں ان میں حقیقت کو صرف کرتے ہیں۔ حالانکہ شان نزول مذکور اور سابق
و سیاق اسی پر دلالت ہے کہ یہ آیہ ازواج کے حق میں نازل ہوئی اس واسطے کہ ابتداءً
یا نساء السببی کستن کا حد من النساء سے لفظ والحکمۃ تک ازواج کی جانب
خطاب ہے پس بدوں انقطاع کلام سابق اور افتتاح کلام لاحق و درمیان میں اور کا حال
مذکور ہونا مخالف نص قرآنی ہے۔

اسی واسطے ترمذی وغیرہ میں آیا ہے کہ ہر گاہ اس آیت نے نزول پایا حضرت نے آل
عباس کے حق میں دعا کی کہ اللہم ہو لای اهل بیتی فاذهب عنهم الرجس وطهرهم
تطہیراً۔ اُم سلمہؓ نے عرض کیا اکت یا اھلک یا رسول اللہؐ فرمایا انت علی خیر و
انت علی مکانک ”یعنی تو تو بطریق اولیٰ بجائے خود اہل بیت ہے۔“ پس معلوم ہوا
کہ یہ آیت ازواج کے حق میں ہے خصوصاً اور اولاد کے حق میں موما۔ والادعاء کی کیا حالت
تھی۔

شیعہ تمام صحابہ کو مرتد جانتے ہیں | اور بیان رابع کا یہ ہے کہ یہ فرقہ باجمہا تمامی
صحابہ کو کافر اور مرتد اعتقاد کرتا ہے۔ اللهم لا شاذ معدود منہم کس نے یہ روایت امام

صَادِقٌ لِّمَا كَرِهَ النَّبِيُّ ارْتَدَّتِ الصَّعَابَةُ كُلُّهُمْ إِلَّا أَرْبَعَةً مِنْهُمْ
مُقَدَّادٌ وَحْدَ يُفَّةٍ وَ سُلَيْمَانٌ وَ أَبُو آذَرٍ۔ حالانکہ جامع الاخبار میں ہے مَنْ سَبَّ
أَصْحَابِي فَقَدْ كَفَرَ۔ اور کتاب خصال میں زبانی امام صادق موجود ہے کہ كَانَ أَصْحَابُ رَسُولِ
اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اثْنَيْ عَشَرَ أَلْفًا ثَمَانِيَةَ أَلْفٍ مِنَ الْمَدِينَةِ وَالْفَيْنِ مِنْ
غَيْرِ الْمَدِينَةِ وَالْفَيْنِ مِنَ الطَّلَقَاءِ لَمْ يَرِ فِيهِمْ قَدَرِيٌّ وَلَا مُرْجِيٌّ وَلَا حُرُورِيٌّ وَلَا
لَا مُعْتَزِلِيٌّ وَلَا صَاحِبُ رَأْيٍ وَكَانُوا أَيْكُونُ اللَّيْلَ وَيَقُولُونَ أَقْبِضْ رُوحَنَا قَبْلَ أَنْ
تَأْخُذَ كُلُّ خُبْرًا الْخَيْرِ۔ جناب شیخین کہ افضل صحابہ اور یار غار سید الشہیدین ہیں ان کی عداوت
اور بیزاری کو عین عبادت جانتے ہیں، تا آنکہ انھیں صنم قریش قرار دے کر دعائے صنمی
قریش بنایا ہے اور اس کو دعائے قنوت جناب مرتضوی بنایا ہے حالانکہ اتفاق الحق میں
زبانی امام صادق اُن کے حق میں موجود ہے هُمْ أَمَامَاتِ عَادِلَانِ قَاسِطَانِ كَانَا عَلَى
الْحَقِّ وَمَا تَأْخُذُ عَلَيْهِ فَعَلَيْهِمَا رَحْمَةُ اللَّهِ يَوْمَ الْقِيَمَةِ۔

پس اب ان بیانات اربعہ سے کال نور علی قلل الجبال انصراح حال ہوا کہ متخلف سفیدہ عمرت
و آل رافض ہیں عموماً اور ملازمان مدعی تمسک خصوصاً کہ لغوائے اُفتویٰ مینون ببعض الکتاب و
تکفروُن ببعض۔ اکثر تران و عمرت کے پیشتر اصحاب و اہل بیت حضرت کے ساتھ بعض
اور کفران رکھتے ہیں، نہ اہل سنت کو ہمووائے لَا نُفَرِّقُ بَيْنَ أَحَدٍ مِنْهُمْ سَائِرَانِ بزرگوار
اربعہ کی نسبت ان کو محبت اور ایمان ہے عموماً اور خشتین کی نسبت خصوصاً۔ اور یہ خود ظاہر ہے
حاجت بیان نہیں رہی۔

بعض شبہات اور ان کا جواب | اس مقام میں دو شبہات کہ اثنا عشریہ کی سزا راہ ہیں۔
ایک یہ کہ تمسک کل اہل بیت کی کیا حاجت، تمسک بعض بھی نجات کے لیے کافی ہے کیونکہ اگر
کشتی کے کسی کو نے پر بیٹھے تو بھی غرق سے ایمن ہے۔ دفع اس کا یہ ہے کہ اس نہر گام کیسیانہ
مختاریہ، زیدیہ، موسویہ وغیرہا فرق کو گمراہ جاننا غلط ہوگا۔ کیونکہ ہر ایک نے کشتی کا ایک

کنج لیا ہے۔ بلکہ تعین اثنا عشریہ بھی باطل ہوگی پس بناءً علیہ تمام مذہب اثنا عشریہ برہم ہوا۔

اور حل شدہ یہ ہے کہ ایک کونہ میں بیٹھنا اس وقت نافع ہے کہ اور کسی کونہ میں رختہ نہ ہوا، اور ہر گاہ کسی کنج میں رختہ کیا بے شک غرق ہوگا۔ اور شیعہ کا کوئی فرد ایسا نہیں کہ ایک کنج میں بیٹھے اور دوسرے میں رختہ نہ ڈالے۔ اہل سنت ہر چیز کو یا اے مختلفہ میں آمد و شد رکھتے ہیں مگر ان کی کشتی کے کسی کنج میں رختہ نہیں۔

دوسرے یہ کہ جناب مجتہد مقام عماد الاسلام میں فرماتے ہیں کہ حدیث اقتدار محل ہے کیونکہ اس میں مذکور نہیں کہ کس چیز میں اقتدار شیخین چاہیے۔ گمان کیا جاتا ہے کہ سبب رشاویہ ہوگا کہ کہیں تشریف لئے جاتے ہوں گے اور شیخین شریف پرے ہوں گے کسی نے پوچھا ہوگا کہ میں کس راہ سے آؤں، آپ نے فرمایا کہ شیخین کے پیچھے پیچھے آؤ۔ مجھ کو پاؤ۔ اہل انصاف پر یہ بات ظاہر ہے کہ جناب مجتہد باوصف فہم و کیا ست کیا اجتہاد کر رہے ہیں اور حکم بنی قصر اودہم مضراً تمام تمسکات قوم کی تار پود کو برباد کر دیا۔ ہائے اتنا بھی نہ سمجھے کہ یہ اجمال اگر منافی اقتدار شیخین ہے تو وہ اجمال و احتمال کہ احادیث متواترہ مقبولہ قوم (مستوجب العذاب اللوم) ہیں لاسیما کہ تمسک اہل بیت کی نسبت وارد ہیں کیونکہ مجوز اقتدار ائمہ ہوں گے۔

باعتراف شیعہ پیدا ہے کہ حصول نجات کے لیے کوئی حدیث حدیث ثقلین سے بڑھ کر نہیں اس میں بھی وہ احتمال پیدا ہے کیونکہ اصلاً اس میں مذکور نہیں کہ کس چیز میں ان کے ساتھ تمسک کرنا چاہیے، آیا محبت و اخلاص میں، یا اتباع و پیروی میں؟ پھر اس تقدیر پر بھی محل ہے کہ آیا اصول میں تمسک چاہیے جیسا توحید باری اور امامت ائمہ وغیرہ میں؛ یا فروع میں جیسا عین نماز میں خضیوں یا قضیب سے کھیلنے، یا فرج کا بوسہ لینے میں یا دخول فی الدبر وغیرہ میں؟

بعدہ اس میں کلام ہے کہ جمیع اہل بیت مراد ہیں؛ یا بعض؛ و بر تقدیر اول حصر اثنا عشر باطل ہے اور بر تقدیر ثانی ترجیح بلامرجح مرجوح لازم، معہذا احادیث کہ بلفظ طریق سلوک لائق کشتی

دریا و بیابان صحرا مروی ہیں، ان میں بھی یہی احتمال ہوگا کہ کسی نے پوچھا ہوگا کہ فلاں شہر میں کیوں کر پہنچوں، اور اثناء راہ میں دیباے ناپید آکر اور صحرائے دشوار گزار واقع ہیں حضرت نے فرمایا کہ علی بن ابی طالبؓ کے ہمراہ جانا چاہیے کہ نشیب و فراز میدانوں کا جانے اور عمق دریا کا پہچانے ہوئے ہیں۔ الی غیر ذلک من الاحتمالات، ایں گل دیگر شگفت، فافہم و لا کم من النافلین اب اہل انصاف اور وئے انصاف و ایمان بلا اعتساف دیکھیں کہ متخلف یا متمسک سفینہ سعادت و آل اہل سنت ہیں، یا شیوہ ضال؟ (بڑے بول کا سر نیچا) من بعد ملازماں اپنی ہٹ دھرمی سے اگر باز نہ آئیں اور اپنے کو متمسک بنائیں، اسی بات کے مصداق ہوں گے کہ جو لہجے کو مومن اور صدقہ خور کو مصلیٰ اور حبشی کو سیدی، بنجاست کش کو حلال خور کہتے ہیں بیشتر کہیں مکہ اپنے آپ کو تابع ملتِ ابراہیمیؑ جانتے تھے اور مسلمانوں کو صابی، اور یہود و نصاریٰ اپنے آپ کو موسوی عیسوی بتاتے تھے۔ اور عبداللہ بن سلام اور بنجاشی کو بے دین مغوی، لیکن سوائے ذلت و رسوائی کیا حاصل، نام کسی کا لینا اور خلاف اس کے کرنا ذل و دنیا، کمال و قات و بیحیائی ہے۔ وَاللّٰهُ الْهَادِی۔



خاتم کتاب

الحمد للہ! یہ رسالہ ”ہدایۃ الشیعہ“ باختصار تمام تمام کو پہنچا، اب سائل مدعی خصوصاً اور سب شیعہ عموماً اس کو بنظر انصاف دیکھ کر اپنا کھل الجواہر بناویں، اور اپنی غواہت کو چھوڑ کر ہدایت پر آویں، تا قیامت کو خسران و مذاب سے نجات پاویں ورنہ اس دن ہرگز کچھ تقلیدِ آباء و اجداد کا رگہ نہ ہوگی ۵

ہمارا کام کہ دنیا ہے یا رو!

اب آگے چاہو تم مانو نہ مانو!

وَصَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰی عَلٰی خَیْرِ خَلْقِهِ سَیِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ وَآلِہٖ وَآصْحَابِہٖ
أَجْمَعِیْنَ

تمت بالخير

آیات بینات

از۔ نواب محسن الملک سید محمد محمد علی خاں

تردید شیعہ میں وہ عظیم اور مشہور کتاب جس نے ایک انقلاب پیدا کر دیا اور ہزاروں انسانوں کے شکوک و شبہات کو ختم کر دیا، اس کتاب کے فاضل مصنف ابتداء سے خود شیعہ مذہب کے بڑے عالم تھے بعد میں اللہ تعالیٰ نے آپ کو ہدایت فرمائی اور آپ نے شیعہ مذہب کی کتاب ہو کر عظیم کتاب تصنیف فرمائی اس کتاب کی خصوصیت یہ ہے کہ اس میں خود شیعہ مذہب کی کتابوں اور ان کے علماء کے اقوال سے ہی ان کا بطلان کیا گیا ہے۔ اس کے باوجود طرز تحریر نہایت ناصحانہ اور سنجیدہ اختیار کیا گیا ہے۔ ضرور ہے ہر شخص تعصب سے ہٹ کر اس کتاب کا مطالعہ کرے۔ یہ کتاب عرصہ ساٹھ سال سے نایاب تھی اب مکمل تیار ہے۔ سائز ۲۶ x ۲۰ کل صفحات : ۷۰۰

سفید کاغذ۔ قیمت جلد اول : -/۲۸ جلد دوم : -/۲۸ کامل سیٹ : -/۹۶ روپے

تاریخ مذہب شیعہ

حسب ایما و پسند فرمودہ : مولانا عبد الشکور ضافار و لکھنوی

اس کتاب میں شیعہ مذہب کی پوری تاریخ بیان کی گئی ہے اور مشہور منافق ابن ساجود اصل یہودی تھا اور جو مذہب شیعہ کا بانی ہے اس کے مفصل حالات لکھے گئے ہیں کہ یہ منافق کس طرح ازراہ نفاق مسلمانوں میں گھس کر مسلمانوں میں انتشار و افتراق پیدا کرنے میں کامیاب ہو گیا جس کی وجہ سے آج تک مسلمان شیعہ دُستی گرد ہوں میں بیٹے ہوئے ہیں بتلاشیان حق کے لیے بہترین کتاب سائز ۳۰ x ۲۰ صفحات ۲۴۰ عکسی طباعت سفید کاغذ۔

بکس بورڈ جلد قیمت ۷۵/۱۶ روپے

دارالاشاعت - مقابل مولوی مسافر خانہ - کراچی

